

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اٹھارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 20 دسمبر 2019ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 22 ربیع الثانی 1441 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	توجه دلاؤں۔	47
4	رخصت کی درخواستیں۔	54
5	تحریک القوانین 1 میجانب: جناب ناصر اللہ خان زیرے، رکن صوبائی اسمبلی۔	69
6	قرارداد نمبر 72 میجانب: جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی۔	70
7	قرارداد نمبر 74 میجانب: ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ، رکن صوبائی اسمبلی۔	83
8	قرارداد نمبر 75 میجانب: جناب اصغر علی ترین صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔	84
9	مشترکہ مذکی قرارداد میجانب: میر جان محمد جمالی اور اصغر علی ترین! ارکین صوبائی اسمبلی۔	85

الیوان کے عہدیدار

اپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

الیوان کے افسران

سکرٹری اسمبلی-----جناب صفت الرحمن
ایڈیشنل سکرٹری (قانون سازی) -----جناب عبد الرحمن
چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہ وانی

نگارخانہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 02 دسمبر 2019ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 22 ریجع الثانی 1441 ہجری،
بوقت دوپہر 12 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جوہا سپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال
کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با تقدیر تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَوْمَ يُقْوَمُ الرُّؤْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفَّاً لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٠﴾
ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ جَ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ مَا يُبَأِ ﴿٣١﴾ إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ﴿٣٢﴾ يَوْمَ
يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ وَيَقُولُ الْكُفَّارُ لَيَسْتِيْ كُنْتُ تُرَابًا ﴿٣٣﴾

﴿پارہ نمبر ۳۰ سورۃ النبی آیات نمبر ۳۸ تا ۴۰﴾

ترجمہ: جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمان نے اور بولا بات
ٹھیک۔ وہ دن ہے برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا۔ ہم نے خبر سنادی تم
کو ایک آفت نزدیک آنے والی کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے
اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ وقہ سوالات۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب اپنا سوال نمبر 53 دریافت فرمائیں کارروائی کا آغاز کرتے ہیں، بعد میں آپ کو ظاہم دیں گے۔ جی آپ کو پھر ظاہم دیدیں گے۔ نہیں بعد میں آپ کو ظاہم دیدیں گے اسمبلی کارروائی تو شروع کریں۔ سوالات ختم کر کے فضل آغا صاحب 43 آپ دریافت فرمائیں۔ جی ملک سکندر رصاہب۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! یہ جو اسمبلی اجلاس کا پروگرام ہے وہ نہیں ہو سکتا ہے 11 بجے تھا بس ساڑھے 12 بجے کے بعد نماز کی تیاری ہو گی میری صرف ایک حد تک گزارش ہے کہ نماز کے بعد اس اجلاس کو دوبارہ رکھا جائے کیونکہ آج private day ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی تک بہت ظاہم ہے نماز کے لیے پونے تک ختم کر دیں گے۔ سوالوں کو ختم کر کے پھر point of order پر آ جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! تو ایک بجے نماز ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی آپ کے پاس 45 منٹ ہیں، اس میں بہت کچھ کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف: اس طرح تو جناب اسپیکر صاحب! پھر total پورا ہو جائیگا اسمبلی میں توبولنے کے لیے ہم آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو کیا نماز کا وقفہ ہو جائے۔ نماز کا وقفہ کر لیں یہ کوئی قیامت آگئی۔ آپ لوگ بھی time پر آ جاتے کورم پورا کر لیتے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ہم تو گیارہ بجے سے ہال میں تشریف رکھے ہیں۔

جناب اسپیکر: صرف آپ لوگ 10 بندے آئے ہوئے تھے 11 بجے کورم پورا نہیں تھا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ اسپیکر صاحب کی ذمہ داری ہے ایک ممبر ہو یا 10 ممبر ہوں یہ اسپیکر کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: ادھر روایت ہے کہ چیزوں کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔

قائد حزب اختلاف: ہم صرف یہ گزارش کرتے ہیں کہ اس کو continue کیا جائے 2 بجے کے بعد۔ اس حد تک ہم۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! ہم آپ کو اس کا way out بتارہا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں بعد میں بتائیں پہلے تو کارروائی شروع کریں نا۔

جناب شناع اللہ بلوچ: کارروائی شروع ہے۔ دیکھیں نمبر ایک آج غیر سرکاری دن ہے آج mostly یہ اپوزیشن right questions کا set کریں جب اینڈ hours کا جواب ہے۔ بھی ہمارے ہیں ہیں حکومت کے نہیں ہیں دوسری بات یہ ہے کہ آدھے گھنٹے میں آپ۔ یہ میرے ایک سوال کا جواب ہے۔

جناب اسپیکر: شناع صاحب! نہیں ہے کہ آپ کو ختم ہو جائیں گے درمیان میں 20-3 منٹ کا وقفہ ہو گا نماز پڑھ کر پھر دوبارہ شروع کریں گے آپ اس کو چلنے دیں۔ آپ اسکو چلنے دیں اگر آپ نے سوال کا جواب نہیں دینا ہے میں پھر کارروائی کو بڑھادوں گا۔

جناب شناع اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! دیکھیں ہم آپ کو بتارہے ہیں کہ 15 سے 20 منٹ۔

جناب اسپیکر: اگر سوالوں کا جواب نہیں دینا ہے میں وقفہ سوالات ختم کر رہا ہوں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سوال نمبر 43۔

جناب اسپیکر: تو کریں نا، جواب دیں۔ آپ لوگ مفت میں شور کر رہے ہو۔ بس کارروائی شروع ہے۔

قائد حزب اختلاف: ہمیں صرف یہ یقین دہانی چاہیے کہ یہ اجلاس چلے گا یہ کارروائی مکمل ہو گی آپ جیسے چلاتے ہیں یہی ہماری گزارش ہے جی۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! بھی کیا کریں آپ سوال دریافت کر رہے ہیں نہیں کر رہے ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: محترم اسپیکر صاحب! شکریہ آپ کا کہ یہ question hour کو پورا ایک گھنٹہ آپ دیدیں۔ جناب! اگر پہلے بھی آدھا گھنٹہ ہوتا تھا، پھر آدھا گھنٹہ بعد میں دیتے تھے۔

جناب اسپیکر: نہیں مسئلہ نہیں ہے۔ جتنے سوالات آپ کے ہوں گے complete ہوں گے تو 20 منٹ کا وقفہ ہو گا نماز پڑھ کر واپس شروع ہو جائیں گے تو کوئی قیامت آگئی؟

انجینئر سید محمد فضل آغا: ٹھیک ہے سوال نمبر 43۔

☆ 43 انجینئر سید محمد فضل آغا، رکن اسمبلی: 10 اکتوبر 2019 کو مذکور شدہ

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مکمل کی جانبی ایں اردو زادہ نامکمل رہ جانبی ای شاہراہوں کیلئے مختص کردہ تخمینہ لگت، روڈ لمبائی و دیگر تصریحات specification کی ضلع و تفصیل دی جائے۔ نیز نامکمل رہ جانبی ای شاہراہوں کیلئے مختص کردہ رقم میں سے اب تک سالانہ وار کے حساب سے خرچ کی جانبی ای رقم اور اب تک نامکمل رہ جانے کی وجہات کیا ہیں تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر حکمہ مواصلات و تعمیرات:

جواب سخنیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جی سپلینٹری کوئی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جی بہت سارے۔

جناب اسپیکر: بہت سارے نہیں صرف تین۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: آپ حوصلہ تو رکھیں نہیں بولنے تو دیں۔

جناب اسپیکر: آپ لوگ بول ہی نہیں رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت، معزز رکن میراختر حسین لانگو بغیر مائیک کے بولے)

جناب اسپیکر: جی آپ مہربانی کریں اجازت لے کر کھڑے ہو جائیں۔۔۔ (مداخلت، معزز رکن اسمبلی میراختر حسین لانگو بغیر مائیک کے بولے) یہ مرے خیال میں مہذب الفاظ آپ نے استعمال نہیں کیے اسپیکر کے لیے اور میں جلدی میں نہیں ہوں میں through proper rule جو آپ کے ہیں اس کے مطابق چلا رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت، معزز رکن میراختر حسین بغیر مائیک کے بولتے رہے)۔

جناب اسپیکر: اختر لانگو صاحب! میرے خیال میں آپ نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں یہ مناسب نہیں ہے ”کہ آپ چلے جائیں، اگر آپ نے اسپیکر بننا ہے تو آ کر بن جائیں۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ چلیں جائیں تو کیا میں نے غلط بات کیا۔ میں نے کہا کہ کارروائی نماز تک چلا جائیں گے۔۔۔ (مداخلت) تو جو بننا ہے پھر بن جائے لیکن یہ ہے کہ یہاں اسمبلی کا استحقاق محروم نہ کریں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! یہی اینڈ ڈبلیو کے question ہیں اور وہاں سے بھی ہمارے بہت محترم بھائی بیٹھے ہیں یہ بہت پرانا چلا آ رہا ہے اور گزارش ہمارے ان سوالوں کے ذریعے آپ کو معلوم ہی ہے کہ یہی ہوتے ہیں کہ حکومت کی کارروائی کے اندر وہ اور صوبے میں جونا گفتہ بہ حالات ہیں roads کے حوالے سے بلڈنگز کے حوالے سے اریگیشن کے حوالے سے جتنے بھی ڈولپمنٹ کے ملکے ہیں حالات کچھ بہتر ہوں یہ سوالات ہم اس لیے کرتے ہیں آپ کو پتہ ہے اس سوال کی پاداش میں سی اینڈ ڈبلیو کے افسران، ٹھکیداران، کچھ ہمارے مہربانوں نے میرے خلاف ایک video بھی بنایا کہ چلائی سوال یہی تھا جو آج پھر آیا ہے اس سوال سے پہلے میں نے to respected note ہے اس سوال کی پاداش میں سی اینڈ ڈبلیو کے افسران، ٹھکیداران، کچھ ہمارے مہربانوں نے میں جس میں تمام details تھیں جس میں 4 کا پیاں میں نے دی تھیں پوری گورنمنٹ آف بلوچستان کو MCT کو چیف منستر کو

چیف سیکرٹری کو اپنی کرپشن کو اور NAB کو اور concerned سیکرٹری کو اور down to the district officer اس پر کوئی بات نہیں بنی۔ اس کے بعد انسپکشن رپورٹ جس میں CMIT والے بھی میرے ساتھ تھے جس میں ڈسٹرکٹ ایڈمنیسٹریشن بھی میرے ساتھ تھے یہ پھر 9-11-2019 کو میں نے بنا کر بھیجی۔ یہ پھر میں نے تمام آپ کے سیکرٹریٹ سمیت یہ 14 کا پیاں تقسیم کی تھیں۔ لیکن اس کے بعد بھی یہ روڑ جو ایک میں کہہ رہا ہوں یہ نمونہ ہے اس سے اونٹ کے منہ میں زیرے کا پورے پاکستان، بلوچستان میں یہی ہو رہا ہے میرے ڈسٹرکٹ میں بھی پاندہ میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

انجینئر سید محمد فضل آغا: آپ میری گزارش سنیں۔ دیکھیں نہ اسی سے تو سوال ہے اسپیکر صاحب! آپ مجھے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کے سپلائیمنٹری اس میں کون سے ہیں؟ آپ جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

انجینئر سید محمد فضل آغا: گزارش ہے کہ سپلائیمنٹری پر میں آتا ہوں یہ روڑ جو 13-14ء کی PSDP تھی 14 کروڑ روپے کی PSDP تھی روڑ پیچ میں نامکمل ابھی تک پڑی ہوئی ہے۔ MPA ڈسٹرکٹ سے غائب ہے XEN بھی غائب ہے ابھی تک وہ روڑ نامکمل ہے details میں نے دی ہیں میں نے اپنے بھائی سے گزارش بھی کی ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر جنہوں نے فرمایا ”کہ اس کی انکوائری کر اتا ہوں“ تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر تمام روڑوں کا یا تمام محکموں کا اور اس میں مجھے انہوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 100% complete work کی ہوئی ہے لیکن progress میں لکھا ہے کہ payment 80 percent کی ہوئی ہے لیکن advance payment work 80 percent کا پڑا ہوا ہے۔ یہ ایک نمونہ ہے اس طرح یہ پورا پاندہ میرے ڈسٹرکٹ کا پڑا ہوا ہے۔ تو میری گزارش ہے منسٹر صاحب سے کہ اس کو سنجیدگی سے لیا جائے اور میری یہ جو دو سال ڈیرہ سال میں جو ہم خواری کرتے ہیں جو باگ دوڑ کرتے ہیں جو inspections کرتے ہیں writing میں لاتے ہیں وہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے کچھ ہوتا ہے نہ CMIT سے کچھ ہوتا ہے نہ چیف سیکرٹری کے دفتر سے کچھ ہوتا ہے نہ Chief Engineer ACs کے بعد concerned secretary

اوہ اس کے بعد اسی طرح چلتا رہا اور اسی بہتے دریا کو بہنا دینا ہے تو پھر تو یہ بہت خام خیالی ہے کہ بلوچستان میں ہم بہتری۔ صرف گزارش اس فلور ہاؤس میں کہ یاداشت رکھنے کی کہ ہمارے question کو سنجیدہ لیا جائے ہم ان معاملات کو بہتر بنانا چاہتے ہیں جو ہوا سو ہوا لیکن کبھی تو start کرنا ہو گا کچھ تو حالات بہتر کرنے ہوں گے تو میری وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ کبھی بیٹھ کر ان کے ساتھ اس کو سنجیدگی سے۔ یہ میں اس site پر لا کر

دکھاوں گا اور CMIT سے پوچھا جائے دو دفعہ وہ خود گئی ہے ایک دفعہ میں ساتھ لے کر گیا ہوں پھر یہ میری last report تھی CMIT کی کوئی رپورٹ میرے پاس نہیں ہے تو ایک چیز CMIT ---

جناب اسپیکر: جواب میں complete ہے، آپ کہہ رہے ہیں کہ ground پر کچھ بھی نہیں ہے۔
انجینئر سید محمد فضل آغا: مجی کچھ ہے کچھ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی منستر صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسني (وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر صاحب! آج آغا صاحب نے اس کا مجھے بتایا تھا۔ اس کی inquiry کراوں گا اور میری آغا صاحب سے گزارش یہ ہو گی کہ جب ہماری inquiry team وہاں آئے گی پہلیں میں وہ وہاں موجود رہتے تاکہ ان کے سامنے وہ inquiry کر سکیں۔

جناب اسپیکر: نہیں منستر صاحب! آپ کا تو جواب ہے کہ وہاں کام complete ہے۔
وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات: کام complete ہے جی۔

جناب اسپیکر: اور ground پر نہیں ہے۔ اگر اس پر ہاؤس کو گمراہ کیا گیا ہے یا غلط انفارمیشن دی تو اس کی departmental inquiry بھی کر لیں۔

وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات: اسپیکر صاحب! آغا صاحب کہہ رہے ہیں کہ کچھ complete ہے اور کچھ inquiry نہیں ہے تو اس کی inquiry کروائیں گے اگر انہوں نے کوئی غلط report دی ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب اسپیکر: تو یہ کب inquiry کر کے رپورٹ دیں گے؟

وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات: دو ہفتے کے اندر اندر۔

جناب اسپیکر: جی آغا جان۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! بہت شکر یہ یہی detail ان کے سیکرٹری کے، ان کے چیف انجینئر کے، ان کے office میں، میں نے جمع کروائی ہے یہ جو joint inspection concerned department کے لوگ بھی ساتھ تھی تھے میں دوبارہ جانے کو تیار ہوں لیکن یہ ہے کہ جب یہ ٹیم جائے گی تو مجھے بتائیگی مجھ سے ٹائم لیگی۔ میں ان کا اس طرح پابند نہیں ہوں کہ میں وہاں بیٹھا رہوں اور جب وہ آ جائیں۔ جب یہ پروگرام بنائیں اور in time بھیجھے بتادیں۔

وزیر حکمہ مواصلات و تعمیرات: آغا صاحب ہمارے پابند نہیں ہیں ہم ان کے پابند ہیں جب انہوں نے کہا تب inquiry committee آئیگی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: انکواڑی کمیٹی آپ بتائیں لیکن مجھے well in time بتائیں۔

وزیر حکمہ مواصلات و تعمیرات: آپ کو پہلے بتادیں گے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی مطمئن ہے۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 44 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سوال نمبر۔ 44

وزیر حکمہ مواصلات و تعمیرات: جواب پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

☆ 44 **انجینئر سید محمد فضل آغا، رکن اسمبلی:** 15 نومبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں تعینات گریڈ 17 کے آفسران کو گریڈ 18 اور اسی طرح گریڈ 16 کے آفسران کو گریڈ 17 کے اضافی چار جزویے گئے ہیں۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو ان آفسران کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور جائے تعیناتی کی تفصیل دی جائے۔

وزیر حکمہ مواصلات و تعمیرات:

جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں گریڈ 17 کے آفسران کو گریڈ 18 اور اسی طرح گریڈ 16 کے آفسران کو گریڈ 17 کے اضافی چار جزویے گئے ہیں جبکہ کتاب کے مطابق محکمہ ہذا میں گریڈ 17 کے آفسران کے پوسٹوں کی تعداد 343 ہے جبکہ محکمہ ہذا میں اس وقت گریڈ 17 کے آفسران کی کل تعداد 274 ہے اور گریڈ 17 کا کوئی بھی آفسر تقریباً منتظر نہیں۔ اس لئے گریڈ 17 کے باقی ماندہ خالی اسامیوں کو عارضی طور پر پور کرنے کے لئے گریڈ 16 کے آفسران کو اضافی چار جزویے گئے ہیں۔ اسی طرح محکمہ ہذا میں گریڈ 18 کے پوسٹوں کی کل تعداد 86 ہے جبکہ گریڈ 18 کے 3 آفسران جن میں مسٹر شفیق الرحمن اور عبدالقویم طبیعت ناسازی کی وجہ سے (OSD) ہیں جبکہ مسٹر سعید اللہ زکون مکملانہ انکواڑی کی وجہ سے (OSD) ہے اس کے علاوہ کوئی آفسر (B-18) کا (OSD) نہیں ہے۔ اور 10 سینئر سب ڈویژنل آفسران (B-17) کے ترقی کے کیسز ریگولر (B-18) کے لیے صوبائی سلیکشن بورڈ نے کلیسر کر دی ہے تا حال ان کے منٹس جاری نہیں ہوئے اس لیے ایکسائین (B-18) کے خالی اسامیوں پر ایکٹنگ

اور اضافی چار جز (17-B) کے آفیسر ان کو دیئے گئے ہیں تفصیل ضمیم ہے لہذا اسمبلی لا بھریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر ملکہ مواصلات و تعمیرات: میں اس میں کچھ اضافہ کروں گا یہ پہلے جو جواب ہم نے دیا تھا وہ بہت پہلے کا ہے ابھی ہم نے سارے acting ختم کروادی ہے 16 اور 17 کی C&W میں ابھی acting میں کوئی کام نہیں کر رہا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: شکریہ جی۔

جناب اسپیکر: جی thank you جناب شناع اللہ بلوج صاحب اپنا سوال نمبر 101 دریافت فرمائیں۔

جناب شناع اللہ بلوج: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں عارف جان کو یہ تاد بینا چاہیے تھا کہ جو عدالت میں ہم نے کیس دائرہ کیا اس کے بدولت بلوچستان کے 600 کے قریب ملازمین کو ریلیف ملا، وہ constitutional petition میرا ہی تھا جس میں جو نیز افران کی تعیناتی کی خلاف ہم گئے تھے اور اس میں پورے بلوچستان کے افران کو relief ملا ہے میں حکومت کو بھی اس میں داد دیتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس میں بڑا تعاون کیا اچھی بات ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب شناع اللہ بلوج: یہ good governance through court بلوچستان میں متعارف کروالیا

جناب اسپیکر: جی۔

جناب شناع اللہ بلوج: جناب والا! question no 101 -

جناب اسپیکر: بالکل 101۔

101☆ جناب شناع اللہ بلوج، رکن اسمبلی: 15 نومبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے سال 2015 میں ملکہ ہذا میں تعینات ملازمین میں سے چند ملازمین کی تنخواہیں بند کی گئی تھیں بعد ازاں ان میں سے کچھ کی تنخواہیں بحال کی گئیں لیکن چند ملازمین کی تنخواہیں تاحال بند پڑی ہوئی ہیں۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہات کیا ہیں نیز کیا حکومت وہ ملازمین جن کی تنخواہیں تاحال

بند پڑی ہوئی ہیں کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر مکملہ موافقان و تغیرات:

- 1۔ مسئلے کا پس منظروں ہے کہ مورخہ 21 اپریل 2015 کو قومی احتساب بیورو بلوچستان نے 387 ملاز مین کی ایک فہرست مہیا کی جو کہ 2011، 2012 اور 2013 میں مکملہ موافقان و تغیرات ضلع کوئٹہ کے ذیلی دفتروں میں بھرتی کیے گئے تھے۔ 387 ملاز مین کی فہرست کی چھان مین کے بعد 361 ملاز مین جعلی اور غیر قانونی قرار پائے گئے۔
- 2۔ دسمبر 2016 کو جناب چیف سیکرٹری اور وزیر اعلیٰ بلوچستان کے حکم پر مذکورہ ملاز مین کی تنخواہیں بند کر دی گئی ہیں۔ متاثرہ ملاز مین نے تنخواہ بندش کے خلاف عدالت سے رجوع کیا اور بعد ازاں عدالت عالیہ اور مجاز اخراجی کے حکم پر ان کی تنخواہیں بحال کی گئیں۔
- 3۔ جہاں تک دوسرے جعلی ملاز مین کا تعلق ہے 361 ملاز مین کی تنخواہیں کھولنے کے بعد سینکڑوں لوگ تقریباً 110 جن کے ہاتھ میں جعلی آرڈر تھے اپنی تنخواہیں بحال کرنے پہنچ گئے۔ متعلقہ چیف انجینئر نے ان 110 ملاز مین کے بارے رپورٹ دی کہ ان کی تنخواہیں متعلقہ DDOs نے اپنے طور پر بند کی تھیں اور ان جعلی ملاز مین میں بھی اکثر نے اپنی تنخواہوں کی بحالی کے لیے عدالت سے رجوع کیا ہوا ہے اور کافی لوگوں کے کیس خارج ہو گئے ہیں۔
- 4۔ مکملہ موافقان ان لوگوں کو own نہیں کرتا اس لیے کہ انکا کوئی ریکارڈ موجود نہیں اور نہ ہی مکملہ ایسے جعلی ملاز مین کو regularize کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں supplementary پر آتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ہاں supplementary پر آ جائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! اس میں یہ ہے کہ کافی غریب ملاز مین ہے جو اسی مکملہ موافقان کے وہ اس میں 387 ملاز مین ایک ہیں پھر اس کے بعد کچھ اور ملاز مین ہیں پچھلی دفعہ بھی جب اس وقت اس مکملہ کی ذمہ داری ہمارے دوست نوابزادہ طارق مگسی کے پاس تھی اس وقت بھی اس پر ایک کمیٹی بنی تھی۔ اور ابھی تک یہ سلسلہ جارہا ہے اس میں کچھ انجینئر ز تھے کچھ چھوٹے لیوں کے لوگ ہیں اب ڈیپارٹمنٹ نے کہا ہے آخری پیرا 4 میں کہ مکملہ موافقان ان لوگوں کو own نہیں کرتا اس لیے ان کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں اور نہ مکملہ ایسی جعلی ملاز مین کو problem کرنے کا ارادہ رکھتا ہے 10 سے 15 سال تک تنخواہیں لی گئیں 10 سے 15 سال تک وہ سرکار کے ملازم تھے انہوں نے سرکار سے benefit all of sudden لیے Sarkar has decided government has decided on disown almost like

more than 500 individuals/personals of the C&W department میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان غریبوں کا تو کوئی قصور نہیں ہے اگر کسی نے گڑ بڑ کی ہے اس مکھے میں بڑے سطح پر اس وقت کے منستر اس وقت کے سیکرٹری اس وقت کے ڈپٹی سیکرٹری ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے تھی بجائے کہ 600 غریب ملازموں کو نکالنے کی 600 غریب ملازموں کی اب بھی W & C میں گنجائش ہیں ان کو آپ permanent کرنے کی گنجائش پیدا کریں اور جو اگر کسی نے غلطی کی ہے مکھے کو نقصان دیا ہے ان کے خلاف کارروائی کریں تاکہ آئندہ کوئی اس طرح کی غلطی نہ کریں تو منستر صاحب اگر اس سے agree کرتے ہیں تو تکلیف کر لیں اسی کمیٹی کو active کر لیں تاکہ اس مسئلے کو حل کیا جاسکیں۔ thank you very much.

وزیر چکمہ مواصلات و تعمیرات: شنا صاحب! بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے کہ جنہوں نے بھی یہ کیا ہے جنہوں نے بھی جعلی آرڈر زکے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی ان کو نہیں چھوڑ جایا گا اس کی نیب بھی انکو اتری کر رہا ہے اور ہماری departmental committee بھی ہے واقعی میں مانتا ہوں اس فلور پر کہ ہم نے اس میں کوئی کوتاہی کی ہے۔ طارق گمسی صاحب کے بعد اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی ہے ابھی انشاء اللہ بہت جلدی میٹنگ بلا میں گے اور اس کا جلد ہی فیصلہ کیا جائیگا کہ کون اور کن کے صحیح آرڈر ہوئے ہیں اور کن کے غلط آرڈر ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں منستر صاحب اس میں یہ دیکھ لیں کہ اگر جنہوں نے یہ غفلت بر تی ہے ان کو تو آپ سزادیں جو لوگ غریب لوگ ہیں ان کو کیا کریں گے جو ملازم تھے چھوٹی چھوٹی پوسٹوں پر گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے۔

وزیر چکمہ مواصلات و تعمیرات: ظاہر ہے گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ جن کے جعلی آرڈر ہوئے ہیں ان کے خلاف جنہوں نے جعلی آرڈر کیے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائیگی مگر ان کو تو confirm نہیں کیا جا سکتا جن کے جعلی آرڈر کیے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں ایک اس time میں چیف منستر تھا یہ کیس میرے پاس آیا تو میں نے کہا جو involve ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے غریب لوگوں کو جو دس دس سال سے جو انہوں نے نوکری کی ہے اب وہ کسی کام کے قابل نہیں ہیں تو ان کو آپ ڈیپارٹمنٹ دیکھیں ان کی سمری بنا کر بھیج دیں شاید اس نائم اس پر initiative لیا گیا تھا۔ دیکھ لیں اگر ہو سکتا ہے گورنمنٹ کوشش کرے کہ غریب لوگوں کو جو دس سال سے انہوں نے بیہاں گورنمنٹ میں کام بھی کیا ہے اب وہ کسی کام کا ج ہے ہی نہیں تو ان کو اگر ہو سکے تو ان کو بھرتی کر دیں۔

وزیر چکمہ مواصلات و تعمیرات: دیکھتے ہیں جو بھی recommendation committee کی ہوئے ہیں ان کو کیبینٹ میں لے جایا جائیگا اور کیبینٹ ہی اس کا فیصلہ کر سکے گی کہ ان کا کیا کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے منظر صاحب thank you جناب نصر اللہ زیرے صاحب! اپنا سوال نمبر 154 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Question No 154

154☆ جناب نصر اللہ زیرے، رکن اسمبلی: 15 نومبر 2019 کو تخریشہ

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئی ڈولپمنٹ پیچ کے تحت کوئی شہر کے مختلف روڈوں پر توسعہ و تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان روڈوں کے نام اور مختص کردہ رقم کی روڈ وار تفصیل دی جائے اور تا حال مکمل کردہ فیصد کام نیز مذکورہ پیچ کے ڈائریکٹر، ٹھیکیڈار اور کمپنی کی تفصیل مع تا حال آمدہ اخراجات کے

دی جائے۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے منظر صاحب Thank you۔ جناب نصر اللہ صاحب اپنا سوال نمبر 154 دریافت فرمائیں۔ جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: مجھ سے پوچھا ہے۔ مگر کوئی پیچ ہمارے under نہیں آتا ہے۔ تو یہ کمشنز کو بھجوایا جائے اُن سے detail لیجائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں ذرا اپنے محترم وزیر صاحب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ سوال ہوا تھا تو غالباً سیکرٹری صاحب نے آپکو بریف کیا۔ ہم نے یہ سوال اٹھایا تھا۔ اس وقت کہا گیا کہ کوئی پیچ کمشنز صاحب کے under ہے۔ انہوں نے properly ہاؤس کو جواب نہیں دیا۔ پھر آپکے good office آپکی چیزرنے بیہاں ایک روانگ دی تھی۔ پھر کمشنز صاحب کو آپکے چیمپر بلایا گیا تھا۔ لیکن اس میں بنیادی نقطہ یہ ہے جناب اسپیکر! اس وقت کوئی تقریباً تمام ایم پی اے اُس میٹنگ میں تھے۔ جو ہمارا concern ہے کہ کوئی پیچ کا کام ہو رہا ہے۔ جب آپ چیف منسٹر تھے۔ آپ سے پہلے ستمبر، اکتوبر 2017 میں اس کا PC-Bنا۔ لیکن جو کوئی کے ایم پی ایزی ہیں۔ اُنکو properly نہ بریف دیا جاتا ہے نہ ہمیں فلور کو معلومات دیجاتی ہیں۔ اچھا ایسے لوگ جناب اسپیکر! جن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ وہ کوئی سیکرٹری ہے نہ وہ ڈی سی ہے نہ MPA ہے۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب دیکھتے ہیں کہ اس کا جواب ہم کس سے لے لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ہاں تو وہ جناب اپیکر! اب unelected لوگ جا کر کے ان کاموں کا جو کوئی پیش کا ہے اُنکی نگرانی کر رہے ہیں۔ اور اپنے بورڈ لگارہ ہے ہیں جنکا کوئی تعلق نہیں۔ میرے حلقے میں، ملک صاحب کے حلقے میں۔ احمد نواز، اختر حسین لاگلو، ملک سکندر صاحب۔ اچھا یہسے لوگ ہیں جنکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اپنا بورڈ لگارہ ہے ہیں وہ افتتاح کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہمیں سمجھنیں آرہی ہے کہ حکومت کہاں ہے، unelected تو اسے ابھی law & order کی situation میں اڑائی جھگڑے تک پہنچ کئے تھے۔ تو میری منسٹر صاحب سے یہ ریکویسٹ ہے۔ آپ نہیں منسٹر C&W سے۔

جناب اپیکر: منسٹر C&W نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ P&D ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: دیکھیں آپ Rules کو follow کر رہے ہیں جناب اپیکر! اچھی بات ہے۔ لیکن یہ منسٹر صاحب، C&W کے منسٹر صاحب مجھے جواب دے دیں کہ اس کا جواب کب ٹیبل ہو گا؟

جناب اپیکر: جی زیرے صاحب! اس میں یہ ہے کہ یہ میرے خیال میں جب اس کا PD ہے تو یہ related question ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ منسٹر صاحب اپنا C&W۔ اگر کوئی question غلطی سے کسی ڈیپارٹمنٹ میں آبھی جائے تو کم از کم آپ concerned department کو refer کریں یا اسمبلی کو دوبارہ اُسکی information دے دیں تاکہ پتہ چلے کہ یہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے related نہیں ہے۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: اپیکر صاحب! ہم انکو بھجوادیتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی): اس میں ایک suggestion ہے۔ وہ کہتے ہے کہ ایک مثال ہے کہ "یہاں میٹھا آپ آپ۔ کڑوا کڑوا تھو تھو" بات یہ ہے کہ جب اپنے سر پر چوٹ لگتی ہے ناں پھر انسان کو وہ پھر زخم کا پتہ لگتا ہے کہ زخم کتنا گہرا ہوتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ میری اس میں suggestion یہ ہے کہ یہ پراجیکٹ ڈائریکٹر کا concept چھلے جو 2013 سے 2018 تک گورنمنٹ تھی۔ انہوں نے یہ روایت قائم کی ہے۔

جناب اپیکر: کمشنر کو اختیارات دیئے۔

وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی: جی کمشنروں پر نصراللہ! پلیز مجھے بولنے دیں۔۔۔ (داخلت)۔ میری عرض سن سُن لیں۔ آپ اپنی باری پر بات کریں۔ اپیکر صاحب! آپ نے مجھے دیا ہوا ہے وقت۔ جناب اپیکر! مجھے بات complete کرنے دیں۔

جناب اپیکر: صرف یہ تھا۔ لیکن باقی چیزیں تھیں۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: میری عرض ہے۔ وہ ریکارڈ بتائے گا کہ کہاں پر چیف انجینئر تھا اسکے جگہ پر XEN تھا۔ کہاں تربت کا کمشنر تھا۔ آپ اُس وقت تھے سر۔ آپ اس اسمبلی کا حصہ تھے۔ آج انہوں نے روایت قائم کی تھی۔ یہ ادھر تھیں ادھر تھے۔
جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا۔ ابھی آپ بہتر کر لیں ہاں۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: اب میری suggestion یہ ہے۔ کہ اس روایت کو ختم ہونا چاہیے۔ اگر یہ روایت چلتی ہے۔ تو جو بھی پر اجیکٹ ڈائریکٹر ہے۔ مہربانی کر کے جیسے ایڈ وو کیٹ جزل کو یہاں کرسی allot کیجاتی ہے۔ اُس کو بھی ایک کرسی allot کریں۔ وہ اپنے جوابات آکر۔۔۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: اب کمشنر کوئی، پر اجیکٹ ڈائریکٹر بھی ہے۔ ایم ڈی واسا بھی ہے۔ پتنہیں کیا کیا ہے۔ بہت قابل افسر ہے۔ میں مان لیتا ہوں۔ کہ اُس کی قابلیت مجھے پتہ ہے۔ تو مہربانی کر کے یہ روایتیں ختم ہونی چاہیں۔ ایک بات سر! دوسرا یہ ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹ، جس کا کام ہے۔ وہ ڈیپارٹمنٹ کرے۔ یہ عجیب لگتا ہے کہ کمشنر نے law & order کے ایک ہزار دھنے اور ہیں وہ روڑ اور نالیاں بنارہا ہے کوئی نہ کی۔ دوسری بات جو ضروری بات ہے سر۔ وہ بھی انکی قائم کی ہوئی 2013ء سے 2018ء تک کے غیر منتخب لوگوں کو چکا وجود ہی نہیں تھا۔ انکو نوازا گیا۔ انکو کروڑوں، اربوں کے فنڈ زدیے گئے۔ (مدخلت۔ آوازیں)۔۔۔

جی جی۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: صحیح کہہ رہا ہے۔ یہ appreciate کرنا چاہیے کہ جو غلط کام ہے اسکو غلط ہی کہہ رہا ہے۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: حاضر صاحب۔ کیبینٹ میں بھی ہم بات کریں گے۔ ہم جو غلط ہے اسکو غلط کہہ رہے ہیں۔۔۔ (مدخلت۔) آپ لوگوں کو مجھے شاباشی دینی چاہیے۔

جناب اسپیکر: منستر پاپلیشن صاحب! ٹھیک ہے۔ جی Thank you منستر پاپلیشن صاحب۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: عارف جان آپ بیٹھیں۔ جم جم پڑھتے رہیں گے۔ میں انکی خدمت کر رہا ہوں۔ یہ مجھے ٹوک رہے ہیں یہ بچے لوگ۔ تو دیکھیں اکھی حلقوں میں کام ہو رہا ہے۔ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ انہوں نے خود روایت قائم کی تھی۔ ہم بھی وہی کر رہے ہیں لیکن آگے چل کر ہم سوچھیں گے۔

جناب اسپیکر: اگر پُرانوں نے سردار صاحب خراب کیا۔ آپ بہتر کریں۔۔۔ (مدخلت)

جی شکر یہ۔ میرزادعلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 237 دریافت فرمائیں۔ زادعلی ریکی صاحب نہیں ہیں تو

اُس کا سوال کو اگلے اجلاس کیلئے defer کریں۔ اگلا بھی زابر کی صاحب، جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب اپنا سوال نمبر 82 دریافت فرمائیں۔ مکملہ زراعت کے وزیر نہیں ہیں، اچھا ہے، میں نے کہا شاید مصروفیات کی وجہ سے نہیں ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سوال نمبر 82

☆ 82 جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی: 15 نومبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

مکملہ زراعت کے سروں رو لار 1983 کے تحت ابتدائی طور پر تعینات کردہ اور بذریعہ ترقی پانے والے ریسرچ آفیسرز بی 17 اور اگر لیکچر آفیسرز بی 17 کی تفصیل دی جائے نیز کیا یہ درست ہے کہ مکملہ مذکورہ کے سروں رو لار میں تراجمیں بھی کی گئیں اگر جواب اثبات میں ہے تو کن بنیادوں پر اور کیا یہ تراجمیں سروں رو لار کے احکامات کی پیروی میں کی گئیں تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر زراعت:

تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	تعداد	ترقی	تعیناتی	تفصیل	کیفیت
1	2006-1	106	ترقی /	20 فیصد سروں روں کے مطابق درکار خالی آسامیوں پر بذریعہ ایڈمن ڈیپارٹمنٹ اور ایس ایڈ جی اے ڈی کے صوبائی سلیکشن بورڈ کی منظوری سے	سروں رو لار نمبر (SOR-II)(I)4/S&GAD/625-725 مورخہ 2-5-2001	
	2006-2	269	/	تعیناتی 80 فیصد سروں روں کے مطابق درکار خالی آسامیوں پر بذریعہ بلوچستان پیک سروں کمیشن کی منظوری کے تحت	الیضا	

20 دسمبر 2019ء (مباخت)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

17

الینا	درکار خالی آسامیوں پر بذریعہ ایڈمن ڈیپارٹمنٹ اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے صوبائی سلیکشن بورڈ کی منظوری سے 20 فیصد سروں روں کے مطابق	تعیناتی	/	ترقی	14	2012-1	2
الینا	درکار خالی آسامیوں پر بذریعہ بلوچستان پیک سروس کمیشن کی منظوری کے تحت 80 فیصد سروں روں کے مطابق	/	تعیناتی	/	26	2013-2	
سروں روڑر نمبر (SOR-II)(A)2015S&GAD/370469 مورخہ 26-02-2015	آسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے ترقی ممکن نہیں ہو سکی کیونکہ 20 فیصد کوٹھ کو کم کر کے 10 فیصد کر دیا گیا ہے 10 فیصد سروں روں کے مطابق	/	/	----		2017-1	3
الینا	درکار خالی آسامیوں پر بذریعہ بلوچستان پیک سروس کمیشن کی منظوری کے تحت 90 فیصد سروں روں کے مطابق	تعیناتی	/	/	112	2017-2	
سروں روڑر نمبر (SOR-II)(A)2015S&GAD/3507-56 مورخہ 14-09-2017	آسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے ترقی ممکن نہیں ہو سکی کیونکہ 20 فیصد کوٹھ کو کم کر کے 10 فیصد کر دیا گیا ہے 10 فیصد سروں روں کے مطابق	/	/	----		2018-1	4
الینا	درکار خالی آسامیوں پر بذریعہ بلوچستان پیک سروس کمیشن کی منظوری کے تحت 90 فیصد سروں روں کے مطابق	تعیناتی	/	/	51	2018-2	

نیز سروس روز میں کی گئی ترامیم کی کاپیاں ضخیم ہیں لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔ مندرجہ روز میں تبدیلی حکومت وقت یعنی سروس روز کمیٹی سے ہوئی جس کے تحت مذکہ بذانے قواعد و خواطی کے مطابق عمل کیا۔

جناب اسپیکر: جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ میں نے جو سوال دریافت کیا تھا۔ اُس میں یہ تھا کہ اہم جو اس کا جزو ہے component ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو سروس روز ہیں۔ اُس میں کچھ تبدیلی کی گئی تھی۔ وہ تبدیلی یہاں پر attached بھی ہیں۔ میں ذرا پوچھنا چاہونگا کہ زمرک صاحب تبدیلی کی وجہ کیا تھی؟ یہ جو ہمارے اگر یکچھ آفیسرز ہیں اس مذکہ میں۔ ان میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ تو آپکے نوٹس میں آیا ہوگا۔ یہ تبدیلی کی وجہات کیا تھیں؟ اور کیا آپکے خیال میں اس تبدیلی کو دوبارہ undo کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ شکریہ۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں: دیکھیں ثناء صاحب! آپ نے جو Question کیا ہے اُس کے مطابق آپ نے کہا ہے ابتدائی طور پر تعینات کردہ اور ترقی پانے والے ریسرچ آفیسرز۔

جناب اسپیکر: زمرک صاحب! آپ کی آواز نہیں آرہی ہے۔

انجیئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں): اس میں seventeen کے آپ تفصیل دے دیں۔ روز میں ترامیم بھی کی گئی۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کن بنیادوں پر کیا۔ تو سروس ٹریبونل میں اب میں آپکو ایک پوری تفصیل دیے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ دو ہزار چھ میں ایک سو چھ تعداد ہیں۔ ترقی پانے والے بیس، بیس سال سروس روز کے مطابق درکارخالی اسامیوں میں بذریعہ ایڈمن ڈیپارٹمنٹ اور الیکس انڈ جی اے ڈی کے صوبائی سلیکشن بورڈ کی منظوری سے ہوا ہے۔ اور وہ letter میں تھا تو میں اسکا جواب اکیشن اس میں سوال کرنا چاہتے ہے تو وہ آپ بتا دیں۔ تو اگر میرے knowledge میں تھا تو میں اسکا جواب دونگا۔ نہیں تو آپ next اجلاس میں آپ لے آئیں۔ کہ آپ اس میں کیا تبدیلی پوچھنا چاہتے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آئی وہ۔ اب دوبارہ اگر repeat کر لیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ محترم منسٹر صاحب۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو روز یہاں change ہوئے۔ یہ روز کی تبدیلی کے باعث جو مذکہ میں آفیسرز ہیں اگر یکچھ کر کے۔ اُن میں کافی تشویش پائی گئی۔ جب یہ مسئلہ ہمارے پاس لے آئے۔ تو ہم نے تمام تفصیلات اُس میں دیکھیں۔ تو اُس میں لگ یہ رہا تھا کہ کوئی ایسی کوشش کی گئی ہے کہ جو جائز اور حقدار آفیسرز ہیں۔ انکو کسی نہ کسی طریقے سے اُنکا کو شہ یا اُن کی recruitment میں کم کیا جائے پر موٹن میں۔ تو میرے کہنے کا صرف مقصد یہ ہے۔ کیونکہ یہ بہت طویل سوال

ہے جمعہ کادن ہے۔ میری صرف آپ سے تجویز چھوٹی سی یہ ہے۔ کہ اگر آپ تکلیف کر کے سیکرٹری صاحب کو بولا لیں اور یہ جو متناہیں ہیں۔ جنہوں نے یہ مسئلہ ہمارے اگر یکلچرل کے سامنے اٹھایا تھا۔ اس کو اگر دوبارہ دیکھ لیں اسیں rule تبدیلی کی گئی تھی وہ وجوہات اُس وقت آپ کو انہوں نے بتائی ہے۔ ابھی بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کوئی reason ہوتا ہے۔ کوئی justification ہوتی ہے all of sudden if you alter the rules جو بھی آپ کے پاس available ہیں۔ اُسکے پیچھے یہاں کئی پڑھنی نہیں ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ آپ تکلیف کر کے یہ بیٹھ جائیں۔ سیکرٹری صاحب اور اگر یکلچرل آفسرز کے ساتھ۔ شکریہ۔

وزیر حکومت زراعت و کاؤنٹری ٹیوز: ٹھیک ہے۔ اس میں وہ کاپی لگی ہوئی ہے۔ لیکن اُس میں اگر آپ کی تجویز ہیں۔ اُس میں جو بھی ہوا ہے ہم نے دوبارہ اُسکو review بھی کیا ہوا ہے۔ جو بھی ہے۔ ملازمین کے حوالے سے کوئی آئی ہوئی ہے۔ تو اس پر انشاء اللہ دوبارہ ہم وہاں بیٹھ کر صحیح کر لیں گے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: ٹھیک ہے۔ thank you

جناب اسپیکر: جی مطمئن ہے؟ جناب شناع اللہ بلوچ صاحب اپنا سوال نمبر 157 دریافت فرمائیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ میر اسوال نمبر ہے 157۔

☆ 157 جناب شناع اللہ بلوچ، رکن اسمبلی: 15 نومبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ حکومت زراعت میں تعینات ملازمین کی کل تعداد کس قدر ہے ان کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید، پے سکیل اور تنخواہ مع الاونسز کی ضلع وار تفصیل دی جائے نیز حکومت ہذا میں تعینات گرید 1 تا گرید 15 کے ملازمین کو دیگر محکموں بالخصوص ایس اینڈ جی اے ڈی کے ملازمین کی تنخوا ہوں اور الاونسز کی تفصیل مع تقابلی جائزہ کے دی جائے۔

وزیر حکومت زراعت:

جواب صحنیم ہے لہذا اسمبلی لاہور یہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی supplementary ؟

جناب شناع اللہ بلوچ: سری یہ بہت طویل سوال ہے۔ اور اسیں انہوں نے جو مجھے، یہ ہے جواب۔ میں اسی لیے کہہ رہا تھا اب میرے لیے یہ It takes almost like a month to go through all these documents and to verify what is right or what is wrong. What

I would like to suggest, my honourable colleague Mr. Naseer Shahwani has a supplementary. He will ask, thank you.

جناب اسپیکر: جی شاہوں صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوں: کچھ ملازمین جو research سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

جناب اسپیکر: آواز کم آرہی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوں: آواز تو پہلے دن سے کم آرہی ہے۔ لیکن یہ آواز پہنچیں ہمارے۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ نے visit بھی کیا ساری چیزیں کیے۔ briefing بھی دی۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟ اب سی ایم صاحب بھی آئے ہیں۔ فناں منظر صاحب بھی ہیں۔ لیکن۔

ملک نصیر احمد شاہوں: سی ایم صاحب کے سامنے میرے خیال میں یہ بتیں تو دس دفعہ پہلے بھی پیش ہوئی ہیں۔ اور اب بھی ہو گی۔ آنے والے سیشن میں بھی ہو گی۔

جناب اسپیکر: ابھی سی ایم صاحب آئے ہوئے ہیں۔ ہم پوچھ لیتے ہیں قائدِ ایوان صاحب سے کہا بھی ہمارا۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہوں: ایک سال گزر گیا دوسرا بھی گزرے گا تیسرا بھی گزریگا۔ ہم ایک دوسرے کی بتیں نہیں سمجھ سکتیں گے۔ یہ ہوتا رہے گا۔

جناب اسپیکر: اچھی بات ہے ذور جانا نہیں پڑتا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوں: میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ یہ جو ہماری ایک کمیٹی گئی دئی تک چلی گئی۔ یہ سسٹم چیخ کیوں نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا PEPRA Rules میں اتنی بڑی تبدیلی آئی ہے۔ کہ مقصد اسکو آخر تک پہنچانا یا یہاں کے سسٹم کو واپس لگانا۔ پانچ سال اس میں لگیں گے۔ لیکن شاید یہ سسٹم بحال نہیں ہو سکے۔ اس لیے ایک دوسرے کو سمجھنا پڑیگا۔ جو جدھر تک سُن سکتا ہے۔ جو ہم اپنی آواز بلند کریں گے۔ اگر اس کے ذریعے نہیں پہنچتا تو پھر تھوڑا ذور سے بولیں گے۔ کہ سسٹم میرے خیال میں اسی طرح رہے گا۔ جناب اسپیکر صاحب! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گزشتہ دنوں جو ہمارے فیلڈ اسٹنٹ یا کچھ اور نچلے درجے کے ملازمین تھے۔ انکا ایک کوٹھا اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر کہ بیس پرسنٹ لوگوں کا اس کوٹھ کے اندر جا کر پرہموش ہوتی تھی۔ اس کو اچانک ہی اس وقت کے ڈی جی جو ہے اس Rule کو ختم کر کے تو اس میں پھر کچھ تقریباً کیس بندے ایسے تھے۔ جو acting charge پر کام کر رہے تھے گزشتہ چار پانچ سال سے تھواہیں بھی لے رہے تھے۔ اچانک دوبارہ انکو revert کرنا پڑا۔ اس کیلئے پھر انہوں نے سری بھی move کیا۔ اور اپنے منظر صاحب سے ملے۔ شایدی سی ایم صاحب کے پاس بھی چلے

گئے۔ اپنے سیکرٹری صاحب کے پاس بھی چلے گئے۔ اب تک وہ متاثر ہیں۔ میرے خیال میں انکی تنخوا ہیں بھی بند ہیں۔ اور دردار کی ٹھوکریں بھی کھارے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو چلو رولز میں جس نے بھی تبدیلی کیا۔ اور وہ بند ہے۔ جس نے اس رولز کے اندر تبدیلی کی۔ اُس کی پروموشن بھی اسی طرح ہوتے ہوئے ایک فیلڈ اسٹینٹ سے وہ ڈی جی تک پہنچ چکا تھا۔ لیکن چونکہ وہ بد نیت تھا۔ اور اُس عہدے پر پہنچ کروہ اُس کے بعد وہ دروازے دوسرے ملازمین پر بند کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے بند کیے۔ لیکن میری اس فلور پر یہی گزارش ہے کہ وہ سمری اب move ہو چکی ہے۔ اُس پر کچھ لکھا بھی گیا ہے۔ کہ ان کو ایک دفعہ یہ relaxation دیجائے۔ یہ اس بندے انکی پروموشن ہو۔ تو میری گزارش ہے اس فلور پر منشہ صاحب بھی بیٹھا ہوا ہے۔ M.C کی بھی میرے خیال میں انکے پاس بھی یہ فائل جا چکی ہے کہ انکو کم از کم ایک دفعہ یہ relaxation دیکر انکی وہ جو پروموشن ہو چکی ہے۔ بعد میں پھر اس رولز کے متعلق اگر یہ زیادہ ہے۔ تو اس کو کچھ کم کر کے لیکن اس کو ختم نہ کیا جائے۔ جو ملازمین ہیں ایک عرصے سے ان کیلئے rule بناتھا۔ انکا حق بتاتھا انکی پروموشن۔ اگر یہ بیس پرسنٹ زیادہ ہے تو اُس کو دس پرسنٹ کر دیں۔ پندرہ پرسنٹ کریں۔ لیکن اس کو ختم نہ کیا جائے بہت مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی منشہ صاحب۔

وزیر حکومت زراعت و کاؤپریوٹز: ہم نے summary move کی ہوئی ہے انشاء اللہ ان کا حق بتاتھا ہے، ہم نے وعدہ کیا ہے summary ابھی چیف منشہ کے پاس پہنچی ہوئی ہے یا پہنچ جائے گی، تو انشاء اللہ اُس پر سی ایم صاحب سے مل کروہ 10% کوٹہ کر دیں گے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ، مطمئن ہیں۔ آگے بڑھیں، جام صاحب یہ جو اسمبلی کے ستم ہیں اس کے بارے میں کئی دفعہ، فناں منشہ ایسے کنجوس ہیں کروہ۔۔۔

میر ظہور بلیدی (وزیر حکومت خزانہ): جناب اسپیکر! جو معزز رکن صاحب نے بات کی وہ اپنی جگہ پر valid ہے، گورنمنٹ کی طرف سے جب بھی آپ کہیں گے بیشک ابھی اسمبلی کا اجلاس ختم ہو۔ سیکرٹری فناں صاحب بھی بیہیں ہیں سیکرٹری اسمبلی بھی بیہیں ہیں، آپ بھی بیہیں ہیں تو اس کو بیٹھ کر اس کا محل نکالیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں اس کا میرے خیال میں تین چار دفعہ چیف منشہ کی سربراہی میں بھی میئنگ ہوئی، ساری چیزیں ہوئیں فائل بھی دے دی گئی۔

وزیر حکومت خزانہ: کمیٹی کے چیئرمین آپ ہیں جب بھی میئنگ بلائیں ہم available ہوں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں available ہوں گے لیکن کہاں تک پہنچی ہے۔

وزیر مکملہ خزانہ: ابھی اس سیشن کے بعد بلا لیں ہم حاضر ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے سیکرٹری صاحب اس کو کیلیں۔ Question no 180 جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

180☆ جناب شاہ اللہ بلوچ، رکن اسمبلی:

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مکملہ زراعت میں تعینات ملازم میں دیگر مکملوں کے ملازم میں کی نسبت کم تنخواہ وصول کرتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی وجوہات کیا ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر مکملہ زراعت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر مکملہ زراعت کو آپریٹور: جواب میں دے دوں گا۔ کیونکہ یہ attached ڈیپارٹمنٹ جو ہے equal salary مل رہی ہے۔ کوئی کمی بیشی ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں اس طرح نہیں ہے کہ کسی ڈیپارٹمنٹ کو زیادہ مل رہی ہے اور کسی کو کم مل رہی ہے، اگر آپ مطمئن ہیں، میں نے پوچھا ہے جتنی بھی ہمارے ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کی تنخواہیں ہیں وہ دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی برابر ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب شاہ اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو سوال میں نے دریافت کیا تھا، مکملہ زراعت سے کوئی پانچ ہزار آٹھ سو۔ 5900 کے قریب ملازم میں منسلک ہے۔ مکملہ زراعت میں اس وقت 4 سو ملازم میں فارغ ہیں تو اس کا مطلب 5400 ملازم میں۔ اور مکملہ زراعت میں سب سے زیادہ غریب ملازم میں ہیں بیلدار ہے، اس میں اور اس قسم کے چھوٹے چھوٹے ملازم میں، آفیسرز ہیں۔ ایک discrepancy کہیں یا discrimination کہیں within the structure ہمارے بلوچستان میں ملازم میں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے، یہ میں نہیں کہتا Agriculture Department but overall ہے بلوچستان۔ جو آپ کا سروں میں اس allowances ملتے ہیں، زیادہ تنخواہیں اُن کو ملتی ہیں، اُن کو house requisition ملتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ صرف مکملہ زراعت میں بلکہ مکملہ زراعت میں بھی زیادہ ضروری ہے، مہنگائی بڑھ گئی ہے ڈالر کی وجہ سے افراط ازد

بڑھی ہے۔ بلوچستان ویسے بھی **economically** بڑی تیزی سے زوال کی طرف جا رہا ہے، پیچھے جا رہا ہے۔ تو جناب زمرک صاحب آپ کے توسط سے، کہ کیا آپ بلوچستان حکومت کے کابینہ میں take-up کریں گے۔ کہ تاکہ تھوڑی سی **discrepancy** ہے یہ جو تفاوت ہے، یہ جو **discrimination** ہے ملازمین کے مابین اس کو ختم کیا جاسکے۔ اور زراعت کے ملازمین کو بھی ہاؤس ریکوویشن یا کنویں الاؤنس یا بیوکیشن الاؤنس اور کوئی اور الاؤنس ایجاد کیا جائے تاکہ ان کے بچے بھی باقیوں کے برابر آپ کو محظوظ کر سکے۔ شکریہ۔

وزیر مکملہ زراعت و کاؤپریووز: اسپیکر صاحب! کچھ روپر اس طرح ہوتے ہیں اگر آپ کے علم میں ہو یہ جو کوئی شہر میں جو ملازمین میں ہیں ان کے ایک طرح کی **salary** اور ان کو **allowance** ملتے ہیں اور **interior** میں جو ملازمین ہیں اس کا مختلف ہوتا ہے، یہ سارے ڈیپارٹمنٹ میں اس طرح ہوتا ہے اسپیکر صاحب اگر کسی کا نشاء صاحب کو پہنچے ہے تو مجھے بتادیں کہ اس فیلڈ میں اس ملازمین کی تنخواہ کم ہے یا الاؤنسر کم ہیں تو ہم اس کی سسری جو طریقہ کار ہوتا ہے روپر کے مطابق قانون کے مطابق ہم اس کو آگے لے جائیں گے اور اس کو دے دینگے۔ لیکن یہ ہے آپ کو پہنچے کہ جو باہر میں کام کرتے ہیں اس کیلئے علیحدہ قانون ہوتا ہے اور یہاں جو سکریٹریٹ میں ہوتے ہیں ان کے کچھ زیادہ ہوتے ہیں کچھ لاونسز زیادہ ملتے ہیں وہ تو سب کیلئے برابر ہوتا ہے پھر بھی اگر زراعت میں کچھ بہتر ہو سکتا ہے تو ہم آپ کے تعاون سے انشاء اللہ ہم آگے چلیں گے اور اس کو بہتر بنائیں گے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ سوال نمبر 147۔ **انجیسٹر فضل آغا صاحب۔** میرے خیال میں ازان ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں ابھی وقفہ کر لیتے ہیں۔ ڈیڑھ بجے واپس آجائیں۔ 2 بجے تو بہت دور ہے۔

(ڈیڑھ بجے وقفہ برائے نماز ظہر)

(اجلاس وقفہ نماز کے بعد دوبارہ 01 بجکر 55 منٹ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: Question No. 147، **انجیسٹر فضل آغا صاحب۔** جی شکریہ جناب اسپیکر! Question Hour ختم ہو جائے پھر بات کریں۔ نہیں نہیں، Question Hour چل رہے ہیں۔

انجیسٹر سید محمد فضل آغا: شکریہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ Question No. 147 ہے۔ جناب اسپیکر۔ جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 147 **انجیسٹر سید محمد فضل آغا، رکن اسمبلی:** 8 اگست 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، گزشتہ 3 سالوں کے دوران مطلع پیشین کے تین حلقوں کیلئے کل کس قدر بلڈوزر آور رمحض کیے گئے اور ان کی تقسیم کا طریقہ کار کیا تھا نیز مختص کردہ گھنٹے جن زمینداروں کو جاری کئے

گئے اکنام ببعد ولدیت، جگہ اعلاقہ اور تاریخ استعمال کی حلقہ و تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر محکمہ زراعت:

محکمہ زرعی انجینئرنگ میں سال 2016 تا 2018 کے دوران ضلع پشین کے تین حلقوں کیلئے جاری کردہ بلڈوزر آؤرز کی تفصیل ذیل ہے:

گھنٹوں کی تقسیم کا طریقہ کاری یہ ہے۔ کہ مذکورہ ایم پی اے اپنے فنڈ سے PSDP کے ذریعے گھنٹوں کیلئے رقم مختص کرتا ہے ان گھنٹوں کا 1A-PC ڈیپارٹمنٹ P&D کو بنا کر پیش کرتا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ اپنی ماہانہ میٹنگ میں ان گھنٹوں کی منظوری دیتا ہے۔ جب رقم ڈیپارٹمنٹ کو پہنچتا ہے تو وہ اسے AG آفس سے پاس کروائے۔ مذکورہ ایم پی اے کو اطلاع کر دیتا ہے۔ کہ اپکے PSDP میں گھنٹے آئے ہیں۔ آپ اپنے علاقے کے زمینداروں کی فہرست محکمہ ہذا کو مہیا کر دیں۔ محکمہ ہذا زمیندار مذکورہ سے 150 روپے فی گھنٹہ لیکر نیشنل بینک میں چالان جمع کروا کر مذکورہ زمیندار کا مام شروع کر دیتا ہے۔

نام اسکیم۔ آغاز سید لیاقت علی سال (18-2017ء)

نمبر شمار	نام زمیندار	ولدیت	شناختی کارڈ نمبر	ٹوٹل گھنٹے	حلقہ
1	مون علی	مزار خان	54400-0565748-3	200	گلی باشا جرم
2	سید نصر اللہ	سید عبدالوہاب	54303-6406990-1	350	گلی یارو
3	سید بدر الدین	حاجی قمر دین	5433-2050469-5	350	مغثیان
4	احمد جان	مدو خان	54422-6155190-5	300	گلی شیر خان
5	ملک محمد عینف	رائی خان	54303-2026244-5	200	خانوزی
6	ظفر خان	عبد الجلیل	54303-97268285-1	200	اجرم سرنا ان
7	حاجی محمد یار	علی محمد	54303-20292273-1	300	گلی کثار
8	خلیل خان	عبد اللہ جان	54302-0780945-3	200	ملکیار
9	کلیم اللہ	حاجی عبدالباری	54303-2327667-5	150	گلی حاجی حصار
10	ملک عبد المنان کا کڑ	عبدالخالق	54303-2043429-5	130	توبہ کا کڑی
11	ڈاکٹر عبد المنان	بادل خان	54303-5435094-9	500	اجرم
12	نیاز محمد	حاجی شیر محمد	54302-0780945-3	240	یارو مندن

اجرم	100	54303-6406990-1	محمد الدین	چیر میں سید نصیر احمد	13
کلی یارو	100	54303-6406990-1	محمد الدین	سید نصیر احمد	14
اجرم	100	54303-5252269-7	سید مرید شاہ	علام حسین	15
کلی یارو	150	54202-6014101-1	سید عبدالuarی	سید نظام الدین	16
کلی چخنی	150	53306-1162806-7	مولوی گل محمد	عبداللہ	17
مرید آباد	200	54200-0546827-5	جان محمد	محمد اسماعیل	18
نیکلوئی	500	54303-2204452-7	حاجی محمد دین	در محمد	19
ختر ماریزئی	500	54303-5435094-9	پادل خان	عبدالمنان (ایڈیو وکیٹ)	20
کربلا	200	54302-20783003-7	عبد الرزاق	سید عبدالوالی	21
رودملازئی	200	54303-755809-5	سید بدر الدین	سید دین محمد	22
چخنی اجرم	150	53102-115136-7	حبيب اللہ	عبد الرحمن	23
برج حبیب آباد	50	54303-346322-7	حاجی محمد خان	عطاء اللہ	24
برج حبیب آباد	100	54303-18363738-3	مومن خان	سردار سید محمد	25
اجرم	400	54400-0480011-7	حاجی غلام قادر	غلام ولی	26
سریلا	300	54303-2029057-5	دوسٹ محمد	روز الدین	27
حبیب زئی	50	54400-0459896-1	سید محمد کریم	سید نصر الدین	28
سرج عزیز سرنا ان	150	54202-3635178-3	بنگل خان	صدوق خان	29
رودملازئی	300	54400-7612855-9	خدائے رحیم	رحیم کاٹھ	30
رودملازئی	400	54302-2078300-7	سید حاجی رازق	سید عبدالوالی	31
کلی سلطان	100	54303-2327667-5	حبيب اللہ	عبدالاحد	32
کلی شادیزئی	150	54303-2025301-1	مل جلاط خان	حاجی جان خان	33
کلی کربلا	50	54200-5334905-5	سید عبدالنقیب	داود شاہ	34
یارو	200	54302-0780945-3	اختر محمد	نیاز محمد	35
سرنا ان	300	54304-0340464-9	عبدالنافع	سید اصغر شاہ	36
شادیزئی سرنا ان	50	54303-2039696-3	تاج الدین	سید معراج الدین	37

بلوچستان صوبائی اسمبلی
20 دسمبر 2019ء (مباثات)

سخیری	100	54303-2755244-7	حضرت علی	عبدالعلی	38
یارو	400	54302-0780945-3	اختر محمد	نیاز محمد	39
کلی کربلا	300	54303-2022555-9	عبدالصمد	سردار محمد	40
سرانان	150	54303-4298433-7	سید نیک محمد	سیدنا محمد	41
اجم	100	54400-0565748-3	مزارخان	مومن علی	42
بوستان	500	54030-0232766-7	عبدالرشید	فراد محمد	43
عمر آباد بوستان	500	54302-0782556-3	عبداللہ جان	حاجی نعمت اللہ	44
کلی سرانان	50	54220-1370782-9	محمد کریم	شاہ محمد	45
کلی ڈب	200	54303-2053781-9	نیاز محمد	جان محمد	46
سرانان	200	54303-993223-1	سید عبدالحیب	سید حفیظ اللہ	47
مسجد کربلا	50	54200-0546827-5	سید وست علی	سید عنایت اللہ	48
کلی یارو	100	54030-2204452-7	سعراج الدین	سید سیف الدین	49
کلی یارو	150	54302-20789337-9	عبدالحکیم	عطاء محمد	50

ٹوٹل گھنٹے 10870

نام ایکم - حاجی عبدالمالک کا کڑ سال (16-2015)

نمبر شمار	نام زمیندار	ولدیت	شناختی کارڈ نمبر	ٹوٹل گھنٹے	حلقة
1	پھل کاباغ	----	پھل کاباغ۔ گورنمنٹ گرلز کالج	50	پھل کاباغ
2	مولوی عبدالحکیم	عبدالستار	54302-1092441-5	100	ملسوہ
3	محمد رضا		54302-0813032-1	50	رودملازنی
4	مولوی حفیظ اللہ	رجیم الدین	54302-0778172-1	100	رودملازنی
5	مولوی صدیق احمد		54303-6241506-5	50	رودملازنی
6	حاجی نصر اللہ		54301-4384546-9	50	بوزی مرغہ
7	مولوی حماد اللہ			50	دربزی

20 دسمبر 2019ء (مباحثات)

27

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کلی بلوزئی	50	54302-0785683-7	مولوی کریم داد	عزیز الرحمن	8
کلی بلوزئی	120	54302-0779236-5	حاجی مظفر	حاجی شیر علی	9
	120			مفتی امین اللہ	10
خانوزئی	100	54302-6914058-7	عبدالواحد	عبدالوحید کا کڑ	11
کلی بلوزئی	241	54301-09119935-9	تاج الدین	ماستر غلام محمد	12
برشور	300	54400-0522022-1	عمر	عبداللہ	13
	200			ولات خان	14
	50		ناصر الدین	سراج الدین	15
	50		عبدالطیف	عزت اللہ	16
	50			رحمت اللہ	17
	50		مولاداد	شوکت	18
	200	54302-0778356-1	عبد الغفار	محمد زمان	19
خانوزئی	500	54303-2017562-9	عبدالخالق	زین العابدین	20
بلوزئی	200	54302-3443669-9	عبد الرحمن	محمد انور	21
خانوزئی	100	54302-2083831-9	غلام نبی	منور	22
	160				23
2941	ٹوٹل				

نوت:- نمبر شمار (22, 18, 17, 15, 14, 10, 7) اس ضمن میں عرض ہے کہ ان کے جاری شدہ گھنٹوں پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ لہذا ان کے شاختی کارڈ اور دیگر کاغذات مکملہ ہذا کے ریکارڈ میں مستیاب نہیں ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جی جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جناب اسپیکر صاحب! اس میں گزارش یہ صرف یہ کرنی تھی کہ ہم یہاں سوالات جب کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم گورنمنٹ اور ان کی منسٹری کی help کرنا چاہتے ہیں جہاں جہاں بھی leakage ہوتی ہے اُس کی loopholes plugging ہو اور حالات بہتری کی طرف آئے۔ تو یہ question کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پچھلی گورنمنٹ میں کتنے bulldozer hours تقسیم ہوئے ہیں خاص کر ہمارے ڈسٹرکٹ میں تو اُس کی details مانگی تھیں تو پہلے details انہوں نے

والوں نے ایسے ہی گذوڈی تھی کے بس فلاں جگہ فلاں کچھ نہیں تھا کچھلی اُس میں، تو دوبارہ میں نے request کی منظر صاحب سے۔

جناب اپیکر: تھوڑا mic کے نزدیک آئیں آواز آ جائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: speakers tone ہیں آواز آ رہی ہے۔

جناب اپیکر: ابھی آ رہی ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: تو وہ پھر منظر صاحب نے مہربانی فرمائی کہ اُس کو defer کیا اب دوبارہ details میں دوبارہ MPA کا تو ہے ایک MPA سردار مصطفیٰ خان صاحب کی طرف سے جو آیا وہ نہیں ہے، اور ان میں بھی کافی discrepancies ہیں، میں یہ صرف عرض کرنا چاہتا ہوں اس floor of the House پر کہ یہاں ہم ختنی بھی opposition والے ہیں جو بھی question کرتے ہیں اُنکے طرف سے تو ہوتے ہیں لیکن ہمارے questions کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حالات کو بہتری کی طرف لیا جائے اس کو personal questions نہیں لیا جانا چاہیے۔

جناب اپیکر: بالکل۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اور ان سے یہ موقع ہے کہ ہمارے questions پر اور جو ہمارے سوالات ہوتے ہیں ان پر توجہ دی جائے اور to the lower level سیکرٹریٹ سے لیکر نیچے تک معاملات کو بہتری کی طرف لے جانے کی کوشش کریں، جی چاہے تو پھر ہم اُس پر مٹی ڈالنے کو کوشش کریں۔

جناب اپیکر: جی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: صرف یہ گزارش ہے کہ یہ بہتر ہو اور اس میں کافی بہتری آئی ہے اور امید ہے کہ مزید بہتری کی طرف جناب اپیکر: اس میں supplementary ہے؟

انجینئر سید محمد فضل آغا: ایک اس میں گزارش کروں گا کہ کچھلے ادوار میں جو buildozer hour یا اب جو میں نے کیے ہیں میں نے منظر صاحب کو گزارش کی پیسے جمع ہو جاتے ہیں لیکن main office diesel سے main office diesel نہیں جاتا ہے اور وہ district officer ہمیں کہتا ہے جی diesel نہیں آئے، بھائی آپ کے جو پیسے تھے جو جمع کرنے تھے وہ لوگوں نے جمع کر لیے اب وہاں سے diesel release ہونا چاہیے، اب وہ overlap ہوتے جاتے ہیں تین تین چار سال سے بلڈوزر ہاوزر پڑے ہوتے ہیں اور وہ زمیندار پھر بیزار ہو جاتا ہے اب کے جو مجھے بلڈوزر مہربانی فرمائی ہے منظر صاحب نے بھی محنت کی، کچھ دوستوں نے بھی جو تھوڑے بہت ملے ہیں

وہ پسیے جمع ہو گئے ہیں لیکن بلڈوزر جب ہم علاقے میں بھجوائیں وہ جو پورا نے backlog وہ ادھر چل رہے ہیں تو یہ گزارش ہے کہ حالات کو زراحت streamline کیا جائے تاکہ ہم لوگوں کو جو benefit دینا چاہتے ہیں وہ بہتر طریقے سے پہنچ سکے گورنمنٹ اور ہمیں پھر الٹا سیدھا سننا نہ پڑے بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی منٹر صاحب۔

وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنٹری ٹیوز: آغا صاحب ہمارے پڑے ہیں تو نہیں حقیقت میں کچھ questions ایسے ہوتے ہیں جب، ہمارے لیے ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مائیک کارخانی طرف کریں۔

وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنٹری ٹیوز: تو ہمیں بھی پتہ چلتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے یا ان کی کیا کارکردگی ہے چاہیے وہ دوسال کی ہو یا ایک سال کی ہو، اس میں بھی اگر ہم نے دیئے ہوئے کچھ شایدی نہیں دئے جس طرح نوٹ لکھا ہوا ہے کہ 22,17,15 ان لوگوں کا کچھ بھی نہیں ہوا ان کو ملے بھی نہیں ہے ان کو پھر نہیں ملے ہیں گھنٹے ان کے جو تفصیل انہوں نے مانگی تھی اُن تفصیل کے ساتھ جنہوں نے پسیے جمع کر دیں اُن کو ملے ہیں جنہوں نے جمع نہیں کیے جمع کر کے پھر وہ آئے نہیں اُن کو واپس کر دیں اور اُن کے لیے کام نہیں ہوا ہے۔ حقیقت میں ایک لیکچر ڈیپارٹمنٹ جو ہے حقیقت میں پہلے جس طرح بھی تھا میں صرف اتنا کہہ دوں کہ ہمارے پاس ابھی صرف یہی بلڈوزر اور بلڈوزر گھنٹے ہیں یہ ان کے knowledge میں ہو۔ پی ایس ڈی پی میں اس دفعہ ہمارے ایک لیکچر ڈیپارٹمنٹ میں Provincial Government کی طرف سے کچھ نہیں تھا صرف ہمارے جام صاحب کے کوششوں سے ہماری چیف منٹر کی کوششوں سے ہمیں جتنی بھی اگر گرین ٹریکٹر کا اسکیم ملی ہے، ڈوزر زکا ملی ہے یا نیشنل پروگرام جو ہمیں 35 ارب روپے ملے ہیں یہ ہماری اس گورنمنٹ کی اور جان صاحب کی قیادت میں جو ہوا وہ صرف یہ ہم نے فیڈرل سے جو چیزیں لائی وہ ہمارے پاس ابھی ہے اور کینٹ سے وہ approve ہو گئی ہے اور انشاء اللہ میں یقین سے کہتا ہوں سارے اپوزیشن والے بیٹھے ہوئے ہیں جتنے بھی کام ہوں گے سارے ایک progress کے تحت ایک کمیٹی کے تحت سارے ان کے سامنے لائے جائیں گے باقی ڈوزر میں اگر کچھ بھی ہے چاہے گھنٹے نہیں مل رہے ہیں یا ڈوزر کمیں ہے کچھ خراب پڑے ہیں کچھ جس طرح بھی ہے یہ بھی میں ان کو بالکل گارنٹی سے کہہ سکتا ہوں کہ جو بھی ان کو گھنٹے نہیں مل رہے تو برائے کرم ہم بیٹھے ہوئے ہیں میرے سیکرٹری صاحب بیٹھے ماشا اللہ بہت، مطلب کیا کہوں میں سیکرٹری، مطلب اچھے سیکرٹری ہیں کارکردگی انکی اچھی ہے دنگ قائم کے سیکرٹری ہیں میں صرف اس لیے نہیں stage پر کہہ رہا ہوں بہت پہلے سے سب جانتے ہیں، وہ بھی آزاد ہیں اپنے کاموں میں اور کر رہے ہیں پھر

بھی آپ اگر اپوزیشن کو کوئی بھی شکایت ہو تو میرے پاس آسکتے ہیں سیکرٹری کے پاس جاسکتے ہیں انشاء اللہ وزر اعظمی میں گے اور گھنٹے بھی آپ کو میں گے شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی آغا صاحب-Thank you۔ محترمہ شکلیہ نوید صاحبہ اپنا سوال نمبر 191 دریافت کریں۔ اس کا جواب نہیں آیا ہے، منشی صاحب اس کا اگر۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: سوال نمبر۔ 191۔

191☆ محترمہ شکلیہ نوید، رکن اسمبلی: 15 نومبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر راعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مارکیٹ کمیٹی میں روزانہ اجرت اور مستقل بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید، تاریخ تعینات، تعلیمی قابلیت اور لوکل اڈو میسائل کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر حکومہ راعت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر حکومہ راعت کو آپ پر بیوڑا: اجرت پر جو مستقل بنیادوں پر، یہ اس طرح ہے کہ یہ ہمارے پاس جو کمیٹیاں ہیں ابھی مارکیٹ کمیٹیاں مختلف جگہوں پر کچھ ہم اجرت پر جو رکھتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اس کی اتنی details ہوتی ہیں کہ 3 مہینے کیلئے بھی رکھتے ہیں دو مہینے کیلئے بھی کام کرتے ہیں کچھ پانچ مہینے کیلئے ہوتے ہیں تو اس کا detail جبکہ ہم نے کیا ہوا ہے اگر ان کو چاہیے next اس میں دے دو گا پوری تفصیل لیکن ایک اتنی details ہیں کہ question کا rules specific area یہ ہے کہ آپ جو اسی area کے specific area کا question mention کرنا چاہیے، کتنا مختصر سا question ہونا چاہیے، ایک area کو ابھی اگر پورے بلوچستان کا question بھی آرہا ہے میں میڈم کو کہہ دو دس سال کا انہوں نے ریکارڈ منگوایا ہے اسپیکر صاحب! اس دس سال کا ریکارڈ جمع کرنے میں دو سال لگیں گے اور اس کو پڑھنے میں بھی آپ کو پانچ سال لگیں گے یہ پورا گراب میں، آپ ایک ایک PVC pipe کا آپ لے لیں، آپ کو specific area کے متعلق آپ ایک question کریں میڈم آپ کو کس چیز پر اعتراض ہو آپ ہمیں بتائیں، ہم آپ کو تفصیلی جواب دیں گے اور اس میں بھی موصول نہیں ہوا ہے اس کا بھی 14 Districts کا، ہم نے اکھٹی کی ہوئی detail وہ بھی آپ کو بھی مل جائیگا یہ بھی اجرت پر جو daily wages ہوتے ہیں آج لگا دیا کل نکل گیا کل نکل گیا پھر ولدیت سکونت، اس طرح آپ کو چاہیے وہ بھی آپ کو کر دیں گے آپ مطمئن ہوتی ہیں تو یہ طریقہ کار ہے۔

جناب اسپیکر: جی محترمہ۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: thank you so much زمر ک صاحب! آپ نے جان تو بہت جلدی سے چھڑائی اس پر، اس میں یہ ہے کہ اس کے جوابات مجھے چاہیے مجھے پانچ سال لگے یاد سال اس کے جوابات مجھے نہیں ملیں گے اسپیکر صاحب! اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ یہاں میں نے اگر بات کی ہے تو میرے سوال کو اگر depth سے دیکھا جائے تو جونا انصافیاں ہو رہی ہے میں ان کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ Question No. 191 میں نے کہا ہے جو اجرت والے ہیں بھرت نہیں اُجرت والے جو ہیں ان کی میں نے یہاں پر جو لوگ appointed ہیں جو contractual والے یا contingency میں مسئلہ یہاں یہ ہے پسند اور من پسند لوگوں کو جو ہے لایا جاتا ہے کہ جو آپ کے لیے یونی لوگ ہیں یہاں آپ کے پاس کوئی attendance نہیں ہے، یہاں آپ کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے، بالکل میں آپ سے دو مہینے کا مانگو بھی نہیں ہو گا۔

جناب اسپیکر: منشی صاحب! اس میں دس سال تو کہی نہیں لکھا ہوا آپ کے پاس ریکارڈ تو۔

وزیرِ حکومتہ زراعت و کوآپریٹوؤز: نہیں نہیں، میڈیم یہ پانچ سال کا اس نے مانگا ہے وہ next ہے، آپ کو دے دیں گے next question میں آپ کو دیں دونگا، پانچ سال کا ہے آپ ایک سال کا بھی لے لیں تو آپ کو پتہ چل جائیگا۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: بالکل آپ مجھے اگر چہ مہینے کا بھی دے دیں گے میں satisfy ہو جاؤں گی۔

وزیرِ حکومتہ زراعت و کوآپریٹوؤز: میرے دور میں اگر آپ نہیں، آپ ڈیڑھ سال لے لیں جو ہمارے گورنمنٹ بنی ہے۔ اگر آپ پانچ سال کی لیتی ہے۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: ٹھیک ہے بالکل آپ۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اگلے اُس میں یہ دے دیں گے اُسکو؟

وزیرِ حکومتہ زراعت و کوآپریٹوؤز: ہاں دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: اگلی کارروائی میں دے دیں گے جب ایگر لیکھ کے۔۔۔

وزیرِ حکومتہ زراعت و کوآپریٹوؤز: نہیں اگلی کارروائی میں نہیں next session میں۔ اس میں time لگے گا میں آپ کو کہہ رہا ہوں اس میں ہمارے transfer postings بھی ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: تو next session ہی ہو گا آپ کا question hour آئے گا۔

وزیرِ حکومتہ زراعت و کوآپریٹوؤز: تو ٹھیک ہے۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر! بالکل آپ مجھے بیٹک چھ مہینے کا دینا چاہیے تو میرا خیال ہے میں منظر صاحب سے کہونگی کی آپ کے under staff پورا ایک systematic چلتی ہے اگر انکا data ہوتا تو مجھے بھی پتہ ہے کہ ہم یہاں پر کتنے ارکان ہیں یا ہمارے لوگ کون جا رہے ہیں آرہے ہیں یعنی ہمارے پاس ایک data لازمی ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا staff جو ہے نا اُس کو یہ provide کرنا چاہیے تھا آپ کے department کو کرنا چاہیے تھا لیکن وہ نہیں کریں گے کیوں کہ اس میں transparency اُتنی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اگلے اجلاس میں انشاء اللہ دے دیں گے۔

وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنٹری یوو: آپ کو دے دیں گے۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: 191 ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: thank you Madam, محترمہ شکیلہ نوید صاحبہ اپنا سوال نمبر 192 دریافت کریں۔ اس میں بھی وہی کہانی ہے، باقی زراعت کا کوئی۔

وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنٹری یوو: اس میں جناب اسپیکر صاحب! دس اس میں لکھا ہوا ہے ابھی دس سال میں اگر اپنے حلقة کا میرا جو فنڈ ہے 14 ڈسٹرکٹ کا سیکرٹری صاحب نے ہمیں بتایا 14 ڈسٹرکٹ کا تیار ہے 19 ڈسٹرکٹ کا تیار ہو رہا ہے اگر مجھ سے آپ میرے بارے میں میرے صرف ایک MPA کا میں پورا کر سکتا ہوں لیکن دس سال کاریکارڈ۔

جناب اسپیکر: منشی صاحب ایک دسوال کا اور، آپ کے چار پانچ سوال ہیں سارے اُس میں۔

وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنٹری یوو: میڈم! یہ اتنا ہو گا، پورا اتنا ہو گا آپ نے پھر پڑھنا ہو گا میں پھر آپ سے question کروں گا۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: thank you so much آپ کا بہت بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جتنے سوالوں کا جواب نہیں آیا اُن کو اگلے اجلاس میں۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: اس کا بھی جواب نہیں آیا جناب اسپیکر صاحب! کیوں کہ یہ تالاب اور پچھلے دس سال کی میں اگر بات کر رہی ہوں ابھی کامجھے نہیں پتہ کیا آپ لوگوں نے بھی دیا ہے یا نہیں دیا لیکن اگر پچھلے 10 سال کا بھی ہم دیکھیں تو اس میں جو ہے ناں آپ کو لوگوں کے گھروں کے سویمنگ پول زیادہ نظر آئیں گے rather than needy people ہم جب بھی بات کرتے ہیں تو بلوجستان کی حکومت کیا گر بات کرے ہم کہتے ہیں

No Corruption کہتے ہیں No Favoritism کرتے ہیں تو پچھلے ادوار کو میں لوگوں کے لیے serve کر دیں تو اس tenure کو کہہ رہی ہوں میں اسی لیے پچھلاریکاڑ ماںگ رہی تھی کہ مجھے اگر ابھی ملے تو کم از کم بلوچستان کے لوگوں کی زر اہم بھی آنکھیں کھولیں کہ پچھلے ادوار میں جو ہوتا آرہا ہے۔ یہاں لوگوں کے گھروں میں swimming pool بننے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ محترمہ۔ منسٹر صاحب میرے خیال میں آپ کے mostly جو سوال ہیں ان کے جواب، جتنے سوال آئے ہیں آپ کے department کا بالکل نہیں آئے ہیں، Question مطلب اتنے سوالوں کے جواب مطلب۔ No. 180, 191, 192, 205, 228

وزیر یحکمہ زراعت و کاؤپریوٹو: چار سوالوں کے جواب نہیں آئے باقی آئے ہوئے تھے۔ ایک آخر میں ہے۔ next اجلاس میں مل جائیگا۔

جناب اسپیکر: ٹوٹل 8 سوال ہیں اس میں 6 کا جواب نہیں آیا۔ اس میں جواب نہیں آیا ہے تو؟ منسٹر صاحب اس میں بتائیں۔

وزیر یحکمہ زراعت و کاؤپریوٹو: کہ میں انکو جوانکے جو ہے یونس زہری صاحب کے ہیں اور ملک نصیر احمد شاہوں ایں اس کے اگلے سیشن میں انکو جواب مل جائیگا انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: اگلے سیشن میں، جتنے سوالوں کے جواب نہیں آئے۔

ملک نصیر احمد شاہوں: اگر تھوڑی سی میں آپ کی اجازت سے بات کروں گا۔

جناب اسپیکر: نہیں جواب آئی نہیں ہے اگلی دفعہ وہ کہہ رہا ہے میں دے دوں گا اب اس پر بات کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

ملک نصیر احمد شاہوں: پہلے بھی نہیں آیا ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی ہم ان سے promise لے رہے ہیں۔ اور باقاعدہ اسمبلی کے فلور پر وہ کہہ رہا ہے میں اگلے اس میں دوں گا اگر نہیں دیا پھر اس پر اسمبلی کا جواستحقاق ہے۔

میر یونس عزیز زہری: ایک سال سے ایک ڈسٹرکٹ کا مانگا ہے ابھی نہیں ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ ہونا چاہیے خود بنگ اور سیکرٹری دینگ تھوڑی تھوڑی چیزیں تو ہونی چاہئیں۔ سوال نمبر 138۔

☆ 138 میر یونس عزیز زہری، رکن اسمبلی: 15 نومبر 2019 کو موئخر شدہ

کیا وزیر ریز راعtat از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ، جون 2018ء تا گست 2019ء کے دوران ضلع خضدار کے کن کن

زمینداروں اور کسانوں کے حق میں کس قدر بلڈوزر رکھنے جاری کیے گئے ان کے نام مع ولدیت، شناختی کارڈ نمبر زار اور علاقہ کی تفصیل بھی دی جائے نیز ملکہ مذکور کو مذکورہ عرصہ کے دوران بلڈوزر رکھنٹوں کی مد میں حاصل ہونیوالی آمدنی کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملکہ زراعت: جواب موصول نہیں ہوا۔

میر یوسف عزیز زہری: میر اسوال صرف ایک سال کا ہے اور صرف ایک district کا مانگا ہے۔ پہلے بھی 15 نومبر کو موئخہ خر ہو گیا جواب نہیں تھا اور ابھی بھی نہیں ہے۔ اس میں ایک district ایک سال ہے۔

جناب اپیکر: اگلی دفعہ کے لیے اُس نے commitment کیا ہے۔

میر یوسف عزیز زہری: منسٹر صاحب بھی ماشاء اللہ دبگ ہے، سیکرٹری صاحب بھی دبگ ہے، مطلب دونوں کو ایک سال کا تو ہمیں جواب دینا چاہیے۔ پہلے بھی موخر ہوا ابھی بھی نہیں ہے جواب تو مجھے سمجھنے کیوں آرہا ہے کہ کیوں نہیں آرہا ہے۔

جناب اپیکر: منسٹر صاحب! آپ کیصیں آپ کے department کو تھوڑا وہ کریں۔ اگلی کارروائی میں دے دینگے اُس میں منسٹر صاحب نے commitment کر دیا ہے۔ ملک نصیر احمد شاہو ای ای اپنا اسوال نمبر 229 دریافت فرمائیں۔

☆ 229 ملک نصیر احمد شاہو ای ای اپنا اسوال نمبر 229 دریافت فرمائیں۔

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران صوبہ میں بلڈوزرز کی کمی کو دور کرنیکی غرض سے نئے بلڈوزروں کی خریداری کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کتنے بلڈوزروں کی خریداری کی گئی کی لაگت کی تفصیل دی جائے نیز مذکورہ عرصہ کے دوران بلڈوزروں کی مرمت پر آمدہ اخراجات کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملکہ زراعت:

ملکہ زرعی انجینئرنگ کی جانب سے سال 2014 تا 2019 کے دوران کل 85 بلڈوزرز کی خریداری کی گئی اور ان کی خریداری پر آمدہ لاجت رقم نیز مذکورہ عرصہ کے دوران تمام بلڈوزرز کی مرمت پر آمدہ اخراجات کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	ٹوٹل بلڈوزر	مختص رقم متعلق رقم (میلین میں)	اخراجات کی رقم (میلین میں)	رائے
1	2015 تا 2014	49	1265-000	1069-5965	
2	2017 تا 2015	22	1000-000	778-5325	

20 دسمبر 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

35

	393-5677	741-1643	14	2019 تا 2017	3
	2241-6967	3006-1643	85	ٹوٹل	

بلڈوزر کی مرمت پر آمدہ اخراجات کی تفصیل ذیل ہے:-

بلڈوزر	پلڈوزروں کی تعداد	کارامہ بلڈوزر	تکارہ بلڈوزر	سال	آمدہ اخراجات (ملین میں)
D6D/D5D	317	256	61	2019 تا 2014	345-461
D6K2	71	71	---		
D6k	14	14	---		
ٹوٹل	402	307	61		345-461

اس کے علاوہ رواں مالی سال 2019-20 میں 500.00 ملین فیڈز رقم بلڈوزر کی خریداری کیلئے مختص کی گئی ہے۔ جس سے 12 بلڈوزر خریدے جائیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب! آج کے میرے خیال میں تقریباً بہت سارے سوالات جو ہیں وہ زراعت سے متعلق ہے۔ اصل نسٹر صاحب کا بھی قصور نہیں ہے اور نہ سیکرٹری صاحب کا قصور ہے اس میں جو نچلے بیٹھے ہوئے اسٹاف ہے وہ وہاں سے ایک پرچی اُس پر بھیج دیتے ہیں کہ تم اس کو collect کر رہے ہیں اُن کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ کب سے سوال گیا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ نسٹر صاحب خصوصی طور پر اپنا ایک نوٹس لے لیں۔ اور اُن کو ایک لیٹر جاری کریں کہ یہ سوالات کافی عرصے سے ہیں۔

جناب اسپیکر: میرا خیال آپ کا آواز بہت کم آرہا ہے۔ تھوڑا آپ مائیک کے نزدیک ہو جائے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: ٹھیک ہے اس پر ابھی meeting ہوئی میرے خیال میں اب روشنی نئے آنے والے اُس میں آواز آئے گی۔ میرے خیال میں ابھی آواز آرہی ہے۔

جناب اسپیکر: آواز تھوڑی ابھی آرہی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: ابھی صرف ایک تجویز ہے یہ مائیک کے حوالے سے آپ بھی بات کرتے ہیں بار بار میں بھی، میں کہتا ہوں کہ خدا کرے نئے آنے والے مائیک لگے تو ادھر تین ہمارے اسمبلی کے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تین مائیک اگر ہو تو ایک تجویز ہے ہماری تو یہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں ہر ایک سامنے اپنا مائیک لے لو۔

جناب اسپیکر: مائیک ہاتھ میں لے لو۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: میں نے ہاتھ میں کپڑا ہوا ہے۔ دوسری سوال میری یہی ہے کہ محکمہ زرعی انجینئرنگ کے

حوالے سے جو بلڈوزر خریدے گئے ہیں، ہم سنتے تھے کہ گزشتہ 10 سالوں سے یہی سن رہے تھے کہ بلوچستان کے لیے China کے تعاون سے 200 نئے بلڈوزر کی سن رہے تھے لیکن اب یہ پانچ سالوں کی جو بلڈوزر صرف 85 ہے۔ اور پھر یہ بلڈوزر کے حوالے سے میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ابھی میرے خیال میں ان کا رُخ پھر ان کی طرف ہوا گا قلعہ عبداللہ کی جو بھی منسٹر ہوتا ہے میں بہت سارے فاتح پڑھنے کا موقع ملا ہے جو پرانے منسٹروں کے ہاں ہم گئے ہیں وہ پرانے بلڈوزر ابھی تک وہاں پڑے ہوئے ہیں۔ تو ہم اپنی موجودہ منسٹر صاحب سے یہی گزارش کریں گے کہ جو خراب بلڈوزر ہیں ایک دفعہ ان کو دوبارہ اکٹھا کر کے واپس کوئٹہ لا یا جائے اور کیوں کہ اس میں بہت بڑی تعداد بلڈوزروں کی اس وقت خراب ہیں۔ ناکارہ 61 بلڈوزر اس وقت خراب ہیں۔ بلوچستان میں خاص کر ایک پہلی ہوئی رقبہ ہے لوگ سب چاہتے ہیں کہ وہاں جو ندی نالے ہیں بارشوں کا پانی ہے اُن لیے بلڈوزر hour چاہیے۔ اور اس دفعہ بدقسمتی سے ہم نے کوشش کی خصوصاً میرا حلقة جو ہے وہ کوئٹہ کے مضامفات میں پھیلا ہوا ہے۔ میں نے چاہا کہ کچھ پیسے میں بلڈوزر کے گھنٹوں کے لیے رکھ لوں لیکن پہلے چلا کہ آپ لوگ بلڈوزر hour نہیں رکھ سکتے۔ تو گزشتہ دو تین بارشوں میں جب خاص کر یہاں زُرخ، ڈیگاری اور مارواڑ کی طرف جو خاص کر زمینداروں کی بہت سارے نقصانات ہوئے ہیں۔ میں بحثیت نمائندہ اپنے حلقات کے کسی زمیندار کی سفارش نہیں کر سکتا کہ اُس کی جو زمینیں خراب ہوئی ہیں یا وہاں بلڈوزر hour کی ضرورت ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے منسٹر صاحب کے پاس بلڈوزر hour ہے تو اپنے حلقات کے علاوہ وہ بلوچستان کے کوئی کوئی سے علاقوں میں لئے بلڈوز hours ہمارے نمائندے جو بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو دے سکتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنسلیوریز): اسپیکر صاحب اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنسلیوریز: حاجی صاحب! باقی تو کچھ اس میں بلڈوزروں میں اتنا کہہ دوں کہ آپ کی بات حقیقت ہے کہ جو بھی ministers آتے ہیں وہ پہلے اپنے آپ کو focus کرتے ہیں، اپنے علاقے کو۔ میں اگر آپ کو پچھلے گورنمنٹ کا بتا دوں میرے پورے قلعہ عبداللہ میں میرے پاس ایک ہی بلڈوزر تھا، وہ بھی پرانا تھا۔ اور میرا کوئی 25 ہزار گھنٹے تھے جو پچھلے نے ہاں کے آپ میں خود تقسیم کیا۔ حالانکہ میں یہاں پر ایک MPA کی حیثیت سے بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس طرح ناجائز ہوا۔ 25 ہزار اُس میں ایک ہماری ladies کے 15 ہزار بقايا تھے۔ کیونکہ گورنمنٹ ختم ہوتی ہے تو وہ کچھ بچت ہوتی ہے۔ تو اُسی کے نام پر یہ allot ہوتے ہیں اُسی وقت، پہلے دور کی بات کر رہا ہوں۔ وہ سارے 25 ہزار گئے۔ اور ایک بلڈوزر تھا۔ ابھی جب میں آیا تو یہ نہیں کہ میں نے آپ دیکھ لیں

میرے خیال سے جو نئے بلڈوز آئے۔ ابھی جام صاحب اُس نے خود چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ آپ جہاں جہاں load ہوتا ہے work جو آپ کے پاس جس district میں جتنے گھنٹے موجود ہوتے ہیں اُسی کے مطابق بلڈوزر ان کو دیا جاتا ہے۔ اگر کسی district میں آپ کے پاس hours ہے، ہی نہیں، تو اُدھر بلڈوزر جانے کا فائدہ تو نہیں ہوگا۔ یہی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس district میں کتنا load ہے۔ یہاں ایسے ایسے ڈسٹرکٹ بھی پچھلی گورنمنٹ میں جب پینتیس، پینتیس ڈوزر زوہاں اور پھر یہ ہے کہ ابھی کس کے ساتھ آپ نے لڑنا ہے۔ بڑے بڑے ہمارے سردار صاحب ہیں ملک صاحبان، خان صاحبان اور نواب صاحبان ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے بلڈوزر پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ اپنے گھر کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ وہ خود چلاتے ہیں۔ نہیں تو گھنٹے نہ ہوں پھر بھی وہ انہوں نے رکھا ہوا ہے۔ ابھی میں آپ سے کیا زبردستی لے سکتا ہوں؟ ہاں، میں نے اپنے departments کو یہ کہا ہے کہ جو بھی خراب بلڈوزر ہے اُس کو shift کیا جائے یہاں workshop میں۔ اور جس کے پاس فالتو بلڈوزر کھڑے ہوئے ہیں۔ جدھر لوڈ زیادہ ہے، جدھر ضرورت زیادہ ہے، وہاں یہ بلڈوزر shift کیا جائے۔ اس میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ اور انشاء اللہ آپ کو دکھائیں گے جو بھی ہمارے اپوزیشن کے آپ کے دوستوں کا زیادہ وہ اُس میں اعتراضات ہوتے ہیں تھنخات ہوتے ہیں۔ اُس میں خود یہ میں کوشش کروں گا کہ آپ کے تھنخات کو دور کروں گا۔ میرے پاس کوئی مخصوص فنڈ نہیں ہوتا ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا فنڈ ہوتا ہے جس میں میرے پاس بلڈوزر hours ہوتے ہیں۔ بلڈوزر MPA پہلے hours رکھ سکتے تھے۔ وہیں پر ان کا ایک 1-PC بنتا تھا، through P&D یہ آتے تھے۔ پھر وہ جو ہے اُس کا ایک amounts ہوتے ہیں جو 150 روپے پہلے ہوتے تھے ابھی 350 روپے ہوتے ہیں۔ اور deposit work پر جو ہے 850 روپے جمع کر کے آپ کو بلڈوزر hours ملتے ہیں۔ لیکن کچھ کورٹ نے individual natures کی بنیاد پر ان چیزوں کو بند کر دیا گیا۔ ”کہ جی! آپ کسی کو نہیں دے سکتے ہیں“۔ لیکن میں پھر بھی کہتا ہوں کہ بلوچستان میں زراعت individual nati ہوتا ہے۔ اس nature کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم تالا ب جو ہے ڈوزر دیتے ہیں تو ایک زمیندار کو دینا پڑتا ہے۔ کوئی دس زمینداروں کو ایک زمین مشترک نہیں ہوتی ہے۔ آپ اگر تالا ب بنائے دیتے ہو تو یہ اسپیکر صاحب! یہ ایک ہی زمیندار کو ملے گا۔ آپ نالی بنائے دیتے ہو تو نالی پھر بھی ٹھیک ہے ایک بڑی نالی بنائیں گے جس سے دس پندرہ زمیندار مستفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایسی اسکیمات ہوتی ہیں کہ کورٹ کو ہم نے بتانا ہو گا کہ زراعت میں ہم نے یہ ہو گا۔ اور ہمارے 60% یا 80% لوگوں کا دارو مدار agriculture پر ہے۔ اور لائیوٹاک پر ہے۔ تو اسکے لیے، میں نے خود کہا آپ کو as صدر میں نے کہا آپ آجائیں ہم کورٹ جاتے ہیں کہ ہم agriculture میں بہتری لانے

کے لیے کورٹ کو کچھ تجویز دیتے ہیں کہ جی! زراعت میں ہمارے یہ یہ مجبوریاں ہیں۔ اُس کو کس طرح اور کس طرح بہتر طریقے سے کر دیں۔ آپ کے زمیندار آپ کو صرف MPA کی حیثیت سے اسپیکر صاحب! نہیں کہا۔ اس کو ایک زمیندار کے president کے حوالے سے میں نے یہ کہا کہ ڈوزرز hours کے لیے ہم جائیں گے کہ ڈوزرز، بلوچستان 45% ہے، آدھا پاکستان ہے۔ ادھر ہمارے پاس اتنی زمین پڑی ہوئی ہے۔ اُس کو یوں کرنا پڑتا ہے۔ leveling ہمیں ضرورت ہیں۔ ابھی ہمارے جام صاحب نے اس پر کیا ہے۔ انہوں نے بریفنگ لی ہے۔ انہوں نے tractors leveling دیئے۔ لیکن یہ چیزیں بھی دینا ہیں۔ اب ہمارا نیشنل پروگرام آ رہا ہے۔ ہمارے پاس agriculture میں PSDP میں ایک روپیہ ہمیں نہیں ملا ہے۔ ایک روپیہ بھی ہماری PSDP میں نہیں ہے اس سال۔ اگلے سال میں اگر ملے گا۔ یہ ابھی نیشنل پروگرام کے through ہم کچھ آپ کو تلاab بنائے دیں گے نالیاں بنائے دیں گے۔ pipe اس سے پانی کی بجت ہوگی۔ تو اس بنیاد پر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپوزیشن ہمارے ساتھ کے، انشاء اللہ آپ کے ساتھ ہیں۔ اس بلوچستان کے ariculture کو بہتر بنانے کے لیے جو بھی اقدامات ہیں وہ اٹھائیں گے۔ اور میرے سے ہو سکے۔ آپ ہمارے پاس آ جائیں۔ میں نے سی ایم صاحب کو بھی کہا ہے۔ ہم انشاء اللہ آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کے جو بھی ہمارے ساتھ کوئی فنڈز ہو گا کوئی بلڈوزرز hours ہوں گے ہم آپ کو دے دیں گے۔ اور پرانے جو ہیں وہ اب بھی میں سی ایم صاحب سے کہہ دوں گا کہ اُس کو نیلام کر دیں۔ thank you

جناب اسپیکر: جی شکریہ منشہ صاحب۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 130 دریافت کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 130۔

☆ 130 جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی: 18 نومبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر کیوڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، ہزار گنجی گیراج کمپلیکس میں قائم گیراج کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کن افراد کو الات کیے گئے ہیں ان کے نام مع ولدیت علاقہ اور الات کردہ پلات کار قبرہ رفت کی تفصیل دی جائے نیز یہ الٹمنٹس کب کی گئیں اور کیا حکومت کوئی شہر سے باقی ماندہ گیراج کب تک ہزار گنجی گیراج کمپلیکس منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر حکومہ کیوڈی اے:

ہزار گنجی گیراج کمپلیکس میں قائم کردہ گیراج کی کل تعداد 244 ہیں اور جن جن افراد کو الات کئے گئے جس کے نام مع

ولدیت، گیراج نمبر، علاقہ، تاریخ الٹمنٹ اور رقمبہ کی تفصیل آخر پر مسلک ہے نیزان پلاٹوں کی قریعہ اندازی 1998 میں کی گئی تھی اور جب حکومت بلوچستان کے احکامات کی روشنی میں کوئی شہر سے گیراج منقل کر دیئے جائیں گے تو مکمل عمل درآمد کرے گا۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی supplementary۔

جناب نصراللہ خان زیری: محترمہ چیئرمین صاحبہ نے تو جواب تفصیل کے ساتھ دی ہے۔ جناب اسپیکر! مسئلہ کچھ یوں ہے کہ ماضی میں بھی یہ ہوتا رہا کہ ہمارے شہر میں بہت زیادہ بوجھ ہے کوئی شہر میں۔ اسی لیے ہزار گنجی کا نیا شہر آباد کیا گیا۔ اور یہاں آپ اس کی تفصیل میں پڑھیں جو انہوں نے بتایا ہے کہ کوئی 244 افراد کو ہزار گنجی کے گیراج کمپلیکس میں گیراج الٹ کی گئی ہیں۔ اور زمین بھی اُن کو محض 275 square foot روپے فی دیا گیا ہے۔ لیکن اب میں، چونکہ ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور چیئرمین صاحب بھی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کے باوجود کوئی شہر کے اندر بہت سارے مبنی گیراج مختلف کارروبار کے لوگ جو ہزار گنجی سے اُن کا تعلق ہے، کارروبار کا، وہ کوئی شہر میں ہیں۔ پچھلے دور میں جب ۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: اس کی details ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: پچھلے دور میں جبل نور پر pick-and-drop کے طور پر ہم نے بنایا لیکن آج وہ ایک مستقل اڈہ ہے جو ناجائز ہے۔ سریا ب روڈ موسیٰ کالوں پر ناجائز منی بس اڈا، سریا ب روڈ پر بنا ہوا ہے۔ یہاں تو لوگ بہت زیادہ تنگ ہیں۔ میں خود جب شہر آتا ہوں ایک گھنٹے میں پہنچتا ہوں۔ تو میری گزارش یہ ہوگی چیئرمین صاحب سے کہ کیا حکومت ان مبنی بس اڈوں گیراج garages، جو مختلف ڈیری فارمز ہیں، اُس کو شہر سے باہر ہزار گنجی میں منتقل کرے گی یا نہیں؟

جناب اسپیکر: جی میڈم؟

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات): آپ کی اجازت سے بالکل 244 garages ہیں۔ اور یہ 1998ء میں الٹ کیے تھے شاید اس ٹائم میں یہ رقم fix کی گئی تھی گورنمنٹ نے اُسی حساب سے اُن کو دیئے گئے تھے۔ اب کیونکہ 1998ء سے الٹ کر کے اُس جگہ کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہ property encroachment ہو چکی تھی اور یہاں شفت کرنا ناممکن تھا garage complex کو تو ایک سال میں جب سے میں نے یہ کیوڑی اے ڈیپارٹمنٹ لیا۔ تو میں نے encroachments پر زیادہ اپنا Focus کیا کہ آپ جب تک کچھ بھی شفت نہیں کر سکتے جب تک آپ کی encroachments ختم نہ ہو۔ تو دوسری بڑی بات یہ ہے کہ کیوڑی اے اور کچھ

چیزوں کو آپ لوگ mix-up کر دیتے ہیں۔ کیوڑی اے جب ایک project بنا دیتا ہے اُس کے بعد اُس کا اُس سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ جیسے آپ کا سیٹلائزٹ ٹاؤن اب بھی لوگ کہتے ہیں کہ جی سیٹلائزٹ ٹاؤن میں کچرا ہے وہ QDA کیوں نہیں اٹھاتا وہ کیوڑی اے کام نہیں ہے۔ جب ہم نے ایک اسکیم بنائے announce کر دی project دیدی اُس کے بعد وہ بلدیات کے پاس چلا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے جب ہم کوئی complex چیزیں بنا دیتے ہیں وہ ڈی سی کوئٹہ کے پاس powers چلی جاتی ہیں۔ کہ وہ یہاں سے شفت کریں اس وقت جو کیوڑی اے نے کام کیا ہے اُس میں ڈیری فارمز کو ہم لوگوں نے 100% وہاں ready کر دیا ہے کہ وہ یہاں سے شفت ہو جائیں۔ اب وہ ڈی سی صاحب سے انشاء اللہ ملاقات ہے اسی week میں کہ وہ یہاں سے ڈیری فارمز کو شفت کریں گے garage complex کو۔ اور ایک بڑی importance چیز جو ہم لوگوں نے کی ہے۔ جو پچھلے 15 سال میں نہیں ہو سکی۔ جو سیمن کو سٹول کراپی جاتی تھیں سریاب میں mostly ٹریفک اُسی کی وجہ سے جام رہتی ہے۔ ہم نے اُس کو agree کر لیا ہے transporters کے ساتھ بیٹھ کر negotiation کی اور اُس پر وہ ready ہے کہ وہ وہاں ہزار گنجی کی کمپلیکس میں جو کراپی ٹرینل ہم نے بنایا ہے اُس میں وہ شفت ہو جائیں گے تو آنے والے تین، چار مہینے میں ٹریفک automatically divert heavy وجائے گی ٹریفک جو ہے آپ کا ہزار گنجی کی طرف تو اُس سے وہاں روزگار بھی مہیا ہو گا اور وہاں حالات بھی بدلتیں گے لوگوں کے مزید آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی آغا صاحب؟

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر اس نے جواب میں لکھا ہے کہ جب حکومت بلوچستان کے احکامات کی روشنی میں کوئٹہ شہر سے گیراجز منتقل کر دیئے جائیں گے تو محکمہ عملدرآمد کرے گا۔ اب حکومت بلوچستان پر انہوں نے ذمہ داری ڈال دی اور یہ کہہ دیا کہ جب یہ شفت کر دیئے جائیں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ حکومت بلوچستان جو ہے جب یہ سب معلومات طے ہو گئے ہیں۔ تو کیوں شفت نہیں کر رہے ہیں کیا بتاسکتے ہیں؟

جناب اسپیکر: وہ بتادیا ہے میڈم نے جی جی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: نہیں وہ انہوں نے ڈی سی پر ڈال دیا ہے کہ کب تک یہ شفت کر دیئے جائیں گے؟

پارلیمانی سکریٹری محمد اطلاعات: جناب اسپیکر! بھی اسی week میں ڈی سی سے meeting ہے اور انشاء اللہ جیسے ڈی سی صاحب ان کو شفت کریں۔ کیونکہ کیوڑی اے کام وہاں complex یا گیراجز یا ڈیری فارمز کو ready کرنا ہے شفت کرنا ڈی سی کا کام ہے۔ تو چیزیں mix up ہو جاتی ہیں جس کی وجہ لوگ سمجھتے ہیں۔ شاید

ڈی سی کام نہیں کر رہا۔ ہم نے اپنی چیزیں تیار کر لی ہیں اب کیونکہ encroachments ہٹانے میں ہمیں ظاہر زیادہ لگ رہا ہے؟

جناب اسپیکر: محترمہ باقاعدہ process اس پر کب شروع ہو جائے گا؟
پارلیمانی سیکرٹری مکمل اطلاعات: بس اب ڈی سی صاحب سے meeting ہے اور پھر آگے آپ ڈی سی صاحب سے سوال جواب کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ڈی سی صاحب تو ادھر جواب نہیں دیں سکیں گے۔
پارلیمانی سیکرٹری مکمل اطلاعات: نہیں کیونکہ ہم نے اُن کے حوالے کر دیں گے heavy traffic shift کرنا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: نہیں گورنمنٹ یہاں پڑھی ہے جناب اسپیکر یہ بتایا جائے یہ مسئلہ 1998ء کا لٹکا ہوا ہے۔
جناب اسپیکر: جی محترمہ اس کا باقاعدہ meeting کر کے process جب شروع ہو جائے تو بتا دیں اسیلی کوتا کہ۔۔۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جی یہ کب تک شفت کر دیں گے۔
پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات: next week انشاء اللہ meeting ہے ہماری اور اُس کے بعد میرا خیال ہفتہ 10 دن۔

جناب اسپیکر: پھر آپ اسیلی فورم پر بتا دیں کہ اس پر باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے آپ نے۔ جی
پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات: next session جو آپ کا آئندگی انشاء اللہ اُس میں ہو جائے گا۔
جناب اسپیکر: جی thank you very much جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 131 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 131؟
جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کریں کوئی supplementary?

☆ 131 جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسیلی:
کیا وزیر کیوڑی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مکملہ کیوڑی اے کی جانب سے کوئی شہر میں 2018 تا حال ہاؤسنگ اسکیموں کے قیام کیلئے کل کتنے عدم اعتراض سرٹیکلیٹس NOCs جاری کیے گئے نیز جاری کردہ NOCs کن کن ہاؤسنگ اسکیم ماکان کے نام جاری کیے گئے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر حکمہ کیوڈی اے:

حکمہ کیوڈی اے کی جانب سے کوئٹہ شہر میں 2018 تا حال درج ذیل ہاؤسنگ اسکیموں کو عدم اعتراض ٹھقکیت جاری کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	نام اسکیم	نام مالک	علاقہ	رقبہ
1	قاسم باغ ٹاؤن بلیں	عاصم خان	بلیں	140 کیٹر
2	جان ٹاؤن سرہ غرگئی	سعد اللہ کاٹر	مغربی بائی پاس	13.8 کیٹر
3	مارخور ہوسن بزرل روڈ	فضل محمود غیرہ	سنزل روڈ	18 کیٹر
4	کوئٹہ انگلیو مغربی بائی پاس	عمران خان	سرہ غرگئی	19.4 کیٹر

جناب نصراللہ خان زیرے: بس میں تو کوئی supplementary NOC نہیں ہے لیکن ہاؤسنگ اسکیم انہوں نے کہا کہ ہم QDA دی ہے اور انہوں نے جو Ar. بن کی ہاؤسنگ اسکیم کے اوازات ہیں وہ پورے نہیں ہوتے ہیں۔ تو اس بارے میں آپ کیوڈی اے والے کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سکریٹری حکمہ اطلاعات: یہ ordinance کے تحت جو ہے ہمارے QDA والے کرتے ہیں لیکن اس میں کیونکہ میں خود بھی جب آئی تو میں نے system دیکھا میں مطمئن نہیں تھی۔ تو ہم نے GB کے meeting میں یہ کیا کہ اب ہم لوگ اس کو لارہے ہیں۔ کہ یہ GB اور چیئر پرسن کی اجازت کے بغیر NOCs نہیں دی جائیں گی۔ کیونکہ یہ ٹاؤن پلائنس ڈائریکٹ دے دی جاتی ہے جس میں چیئر پرسن کو خود پتہ نہیں ہوتا کہ کہاں کہاں NOCs دیدی گئی ہے۔ اور کس طرح دی گئی ہے تو اس پر check and balance کرنے کے لیے یہ میں ابھی نیا وہ کیا ہے اس میں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جناب نصراللہ زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 132 دریافت فرمائیں؟

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 132۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 132☆ جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر کیوڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ حکمہ کیوڈی اے کے توسط سے کوئٹہ شہر میں قائم کردہ ہاؤسنگ اسکیمز کی کل تعداد کتنی ہے اور ان اسکیمات کیلئے عدم اعتراض ٹھقکیت NOC کن شرائط کے تحت جاری کی جاتی ہے نیز

اس سلسلے میں قانونی طریقہ کارکی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر حکمہ کیوڑی اے:

محکمہ کیوڑی اے کے توسط سے بذریعہ عدم اعتراض شفکیت (NOC) کوئٹہ شہر میں قائم کردہ ہاؤسنگ اسکیز کی کل تعداد 14 ہے جسکی تفصیل ذیل ہے۔

1- علی ٹاؤن گلشن حسن	2- گلستان گلشن رحیم	3- سنگین ہاؤسنگ اسکیم
4- کوئٹہ ایونین ہاؤسنگ اسکیم	5- ایمان سٹی ہاؤسنگ اسکیم	6- چلن ہومز فیرا
7- چلن ہومز فیرا ॥	8- عمر ہومز	9- بلیوانکیو سرہ غرضگئی
10- گارڈن ٹاؤن چشمہ	11- قاسم باغ ٹاؤن بلیں	12- جان ٹاؤن سرہ غرضگئی
13- مارخور ہلز بزرل روڈ	14- کوئٹہ انکلیو مغربی بائی پاس	

مزید یہ کہ پرائیویٹ ہاؤسنگ اسکیموں کو عدم اعتراض شفکیت (NOC) ٹاؤن پلانگ ریگولیشنر 1995 ترمیم شدہ کے تحت جاری کی جاتی ہے۔ کی تفصیل خنیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اپیکر: کوئی supplementary ہے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: no supplementary شکریہ۔

جناب اپیکر: ملک نصیر احمد شاہوی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 193 دریافت فرمائیں؟

ملک نصیر احمد شاہوی: سوال نمبر۔ 193۔

جناب اپیکر: جواب پڑھا ہوا التصور کیا جائے۔

☆ 193 ملک نصیر احمد شاہوی رکن اسمبلی:

کیا وزیر کیوڑی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، گزشتہ پانچ سالوں کے دوران محکمہ کیوڑی اے میں مستقل اور عارضی بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گریڈ، تاریخ تعینات، تعلیمی قابلیت اور لوکل روڈو میسائل کی تفصیل دی جائے؟

وزیر حکمہ کیوڑی اے:

گزشتہ پانچ سالوں کے دوران محکمہ کیوڑی اے میں مستقل اور عارضی بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ، تاریخ تعینات، تعلیمی قابلیت اور لوکل روڈو میسائل کی تفصیل خنیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں

میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: کوئی supplementary question ہے؟

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جی میرا supplementary سوال ہے، وہ اس طرح ہے جناب ملک نصیر احمد شاہ وانی میں مسالہ اور عارضی بندیوں پر ملازمین ہیں ان کا نام اور ولادیت اور تعداد اور لفکل ڈو میسال پہلے بھی میرا اسی قسم کا ایک سوال تھا واساکے حوالے سے اس کا جواب دیا تھا۔

جناب اسپیکر: یہ supplementary میں تو نہیں آتا ان کا نام detail of اس کے لیے تو question ہوتا ہے۔ جواب دیا ہے تو پھر supplementary کیا ہے؟

ملک نصیر احمد شاہ وانی: اس طرف آرہا ہوں معدتر کے ساتھ جناب اسپیکر آپ تھوڑا اجلدی میں ہے۔

جناب اسپیکر: میں جلدی میں نہیں ہو لیکن آپ کا جواب جب وہی چیز آئی ہے۔ پہنچیں آج اپوزیشن کا رخ میری طرف ہے پہلے سے کمزور بندہ ہوا تا نہیں کریں۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے کہا میرا سوال کا جواب تو آیا ہے اور سوال کا جواب آدھا ہے اور اصل جواب جو آدھا رہے رہا ہے۔ سوال میں چار رہا تھا کہ اس میں مستقل ملازمین کی تعداد اور ان کی district کے نام اُن ولادیت ہے اور جو عارضی ملازمین ہیں ان کا نام نہیں ہے۔ جس طرح واسا میں میں نے اسی قسم کا ایک سوال کیا تھا اس میں بھی وہ جو عارضی ملازمین ہوتے ہیں جناب اسپیکر! ان کی تجویزیں اکثر ادھر ادھر وہ جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: sorry میرا خیال میں ایک تو آپ کی آواز کم ہے دوسرا ہمارا مائیک بھی کام نہیں کر رہا ہے اسی لیے مجھے تک آپ کا proper وہ آپ کا supplementary question پہنچ رہا تھا۔ جی محترم۔

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: جی ملک نصیر صاحب آپ کو میں بتاؤ کہ اس وقت کوئی بھی عارضی ملازمین نہیں ہے ان ڈیڑھ سالوں میں کوئی بھی نہ عارضی ملازمین نہ ہم نے رکھے ہیں اور نہ موجود ہیں اس وقت جن کی ہم فہرست دیتے۔ بلکہ جو 174 پہلے دور میں تھے وہ نیب میں ہے ان کا کیس اس وقت تو آپ کو وہ فہرست چاہیے جو نیب میں ہے ان کی لست چاہیے کیونکہ اسوقت تو کوئی بھی نہیں ہے QDA میں ایک بھی عارضی ملازم۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب ٹھیک ہے اگر اسوقت عارضی ملازمین نہیں ہے تو پھر اس میں mention کرنا چاہیے تھا کہ عارضی ملازمین اس وقت کوئی نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کے 63 ملازمین مستقل بندیوں پر ہیں۔

جناب اسپیکر: میڈم! جواب میں آپ نے لکھا ہے نامستقل اور عارضی بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین آپ کہتے ہیں کہ عارضی ملازمین نہیں ہیں بیہاں عارضی ملازمین لکھا ہے کہ ہے جی۔

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: جناب اسپیکر! میں بتا رہی ہوں کہ ڈیڑھ سال پہلے کے جو کچھ ہے 174 کا کیس جو ہے وہ نیب میں ہے وہ ختم ہو چکے ہیں۔ جو باقی رہ گئے ہیں ان کی list میں موجود ہے میں نے کہاں کے علاوہ اگرچا رہے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جواب کے ساتھ تو لکھا ہوا ہے کہ ہے جناب اسپیکر یہی تو میں چارہا ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ سے جو پہلے لگے ہوئے ہیں عارضی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: نہیں یہ ان کی لست موجود ہے جو ہے اور جن کو نکل دیا گیا ہے وہ 174 کی لست اس میں نہیں ہے کیونکہ ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: میرے خیال محترمہ کو شاید خود بھی۔۔۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: نہیں آپ کا سوال جو ہے تھوڑا سا پیچیدہ ہے کیونکہ آپ کو جو چیز چاہئے میں نے آپ کو اس کا جواب دی دیا ہے لیکن آپ کوں سے عارضی ملازمین چار ہے ہیں۔ وہ مجھے بتائیں۔

جناب اسپیکر: محترمہ اس میں آپ نے دیکھے عارضی پہلے یہ ابھی کانہیں کہہ رہے ہے آپ کے department میں عارضی ملازمین ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: بالکل نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ نے جواب میں عارضی دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: یہی میں آپ کو بتا رہی ہوں پچھلے جو ہمارے نیب میں اور کوئی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں پچھلے بھی ہے نا! آپ کے department میں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مکملہ اطلاعات: جی جی بالکل۔

ملک نصیر احمد شاہواني: میں بھی کہا رہا ہوں کہ محترمہ میرے سوال کا جواب سمجھ ہی نہیں آ رہا ہے اس لیے House میں معلومات اصل میں پھر دوسری میرا سوال محترمہ سے یہی ہے۔ کہ 63 ملازمین ہیں اس میں چونکہ

Quetta Development Authority کے ہونا تو یہ چاہیے۔ کہ اس میں زیادہ سے زیادہ لوگ کوئی نہیں کے ہونے چاہئیں۔ اگر کچھ دیگر district سے ہوں تو پرواہ نہیں ہے۔ لیکن Quetta Development Authority میں 63 ملازمین میں سے 32 ملازمین دیگر ڈسٹرکٹ سے آئے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! تو

میں چاہتا ہوں کہ یہ کوئی کسے ساتھ ظلم ہے۔ آپ کوئی کسی بھی department کو آپ لے لیں۔ یہاں اکثر بلوچستان سے دور روز علاقوں سے آنا چاہیے لیکن اُس کے لیے کوئی ہونا چاہیے 10%، 15% اس طرح تو نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی پورے بلوچستان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ اطلاعات: جی بالکل اس میں یہ ہے کہ آنے کے بعد میں کسی کو نکل تو نہیں سکتی نا! جی میں ان کو نکل دوں۔

جناب اسپیکر: نہیں کوئی پورے بلوچستان کا ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر یہاں پر تو بتا ہی نہیں ہے تو captial ہے تو پورا بلوچستان کے لوگ آئیں گے نا!

ملک نصیر احمد شاہواني: جس طرح پہلے کوئی میں ہمارے جو میں نے ایک سوال کیا تھا وہ اس کے حوالے سے چوکیدار بھی باہر سے آئے ہوئے ہماری female چوکیدار وہ بھی جو مختلف علاقوں میں جو ٹیوب ویز پر چوکیدار سولہ female چوکیدار باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ اس طرح بھی تو جناب اسپیکر نہیں ہونا چاہیے کوئی کسے ساتھ ایک وہ چوکیدار پھر وہ کسی ٹیوب ویل کا چوکیدار پھر وہ کسی دوسرے district سے یہاں آ کے بھرتی ہو جائے۔ میرے خیال میں نہ سمجھوں والی بات ہے کہم از کم اس طرح تو نہ کریں۔ اس پر جناب اسپیکر! آپ رولنگ دیدیں

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ اطلاعات: ملک نصیر شاہواني صاحب یہ اس دور میں کسی کو بھی ایسے appoint نہیں کیا گیا ہے یہ پچھلے دور حکومت نے کے ہیں۔ اور جن کو بھی لگایا گیا ہے تو اب ظاہر ہے میں اگر آئی ہوں as چیز پر سن میں ان کو نکال تو نہیں سکتی نا تو ایک روز اور system ہے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: آپ سے اور بہت ساری شکایات ہیں محترمہ کہ آپ سے اُس کے لیے پھر علیحدہ سوال وہ کریں ٹھیک پیچیدہ سوال اور بھی۔

جناب اسپیکر: جی بس یہی ختم کرتے ہیں ملک صاحب آپ کی مہربانی۔ وقفہ سوالات ختم۔ ایک منٹ وہ اُس پر آگئے ہو۔ جی منسٹر صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): thank you detail judgement جب عدالتی فیصلے ہوتے ہیں ہر پاکستانی کو اسمبلیوں کو اُس پر جو آیا ہے being Member Assembly تحریک کرنے کا اور اُس پر بات کرنے کا حق ہے۔ جناب اسپیکر دنیا کی آپ تاریخ دیکھ لیں برابریت کے زمانے میں اس طرح کے فیصلے آئے ہیں۔ پرانے آف آرڈر پر بولنے کا حق ہے ہمیں۔ (مدخلت) آپ نے مجھے فلور دیا ہے۔

جناب اسپیکر: ظہور صاحب! ایک نہیں اس میں ظہور صاحب ایسا کرتے ہیں یہ رخصت کی درخواستیں پڑھنے کے بعد میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ نہیں نہیں بالکل ظہور صاحب میرے خیال میں بالکل آپ کو موقع دیں گے۔ ایک منٹ آپ لوگ بیٹھیں۔۔۔ (مداخلت) ظہور صاحب ایک منٹ سنیں، اتنے شور، کیسے بات کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے mic بند کر دیں۔ ایک منٹ ظہور صاحب! میں نے کہا آپ کا point important ہے مجھے ایک دفعہ بولنے دیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) please بیٹھ جائیں سارے اس طرح نہیں ہوتا کارروائی ایک منٹ بیٹھ جائیں پھر میں اس طرح ایک منٹ جی بالکل آپ بیٹھیں ایک منٹ سنیں ظہور صاحب۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ بیٹھیں میں آپ کو floor دوں۔ اس میں یہ ہے کہ جب ہم رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔ اُس کے بعد آپ کو floor دیں گے کیونکہ جو آپ point raise کر رہے ہیں۔ بالکل باقاعدہ اس کے لیے time diya جائے گا۔۔۔ (مداخلت) یہ اسپیکر کا اختیار ہے۔

جناب نصر اللہ زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ کارروائی کو آگے بڑھادیں اس طرح شور میں پھر آگے نہیں چل سکتے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) بالکل میں آپ کو موقع دوں گا۔۔۔ نہیں ہے یہ بہت important rule of business ہے۔۔۔ (مداخلت) بالکل سارے منظرز کو بولنا چاہئے اُس کے لیے میں باقاعدہ میں پورا House کو issue ہے۔۔۔ (مداخلت) کیا شاید ایک چھوٹا سا issue کو یہ بہت بڑا issue ہے۔۔۔ میں آپ کو time دوں گا۔ وہ میں نے کہا شاید ایک چھوٹا سا issue کو یہ بہت بڑا issue ہے۔۔۔ میں آپ کو time دوں گا۔۔۔ نہیں اس طرح آپ نہیں اُن کو بھی میں نے floor نہیں دیا۔ ظہور صاحب میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔ ظہور صاحب اس کے بعد میں آپ کو time دوں گا کیونکہ یہ بہت important issue ہے اس پر سارے بولنا چاہتے ہیں۔ جی توجہ دلاؤ نوں آپ پڑھیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی، عنوان: nutrition project سے متعلق تفصیلات۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبے میں جاری nutrition project نمائی قلت ماں، بچے مورخہ 31 دسمبر 2019 کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مکورہ اہم پروگرام کو ختم کرنے کی وجہات بتائی جائیں؟

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نیش سکار: اپنے صاحب! چند پروگرام ہمارے ہاں بلوچستان میں چل رہے تھے۔ ایک nutrition program ورلڈ بینک کے تعاون سے چل رہا تھا۔ جوتین سالہ تھا اور آپ کا جواب درست ہے کہ ورلڈ بینک کا 31 دسمبر کو ختم ہو رہا ہے ہماری حکومت کی کوشش ہے کہ ہم انہیں extend کریں اور ساتھ ساتھ ایک پرائمری health care کے حوالے سے صوبائی حکومت کا یہی same nutrition program چل رہا ہے جسے ہمارے دوسرے جو health department ہے وہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہ بند نہیں ہو رہا HWA اور ہمارے دوسرے جو health department ہے۔ اور یہ same nature کا ہی پروگرام ہے۔ thank you۔

جناب اپنے صاحب: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپنے صاحب! معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا۔ آپ کو پتہ ہے کہ اسوقت بالخصوص health میں ہماری جو پوزیشن ہے education کی آپ کو پتہ ہے۔ اس صوبے کا 72% بچے out of school ہیں۔ لتنی alarming-position ہے، health میں آپ کو بتاتا چلوں جناب اپنے صاحب! کہ اسوقت جو میں nutrition project تھا جو چل رہا تھا ورلڈ بینک کا 2016ء میں start ہوا۔ 31 دسمبر کو ختم ہو رہا ہے اسوقت ہمارے صوبے میں 48% بچے stunt ہیں۔ ان کا قدم ہو رہا ہے۔ بچے بیکار ہیں غذائی قلت کا شکار ہیں۔ اور کوئی 20% بچے جو ہیں وہ ان کا وزن کم ہے جناب اپنے صاحب! مصیبت یہ ہے کہ اس میں اس nutrition program میں کوئی 52 کے قریب ہمارے لوگ گزشتہ تین سال سے کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اگر یہ project ختم ہو گا تو کوئی PPHI کے کوئی سائز ہے پانچ سو لوگ جو روزگار پر ہیں ان کا روزگار ان کی ملازمتیں بھی ختم ہوں گی۔ (مدخلت) ذرا آپ تحلیل سے کام لے لیں جناب اپنے صاحب! یہ کیا طریقہ ہے۔ تو چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو کچھ بولوں پھر آپ بولیں۔

جناب اپنے صاحب: population اور health ایک ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب اپنے صاحب! پھر آپ دے دیں

جناب اپنے صاحب: سردار صاحب ایک دفعہ question کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپنے صاحب! اب یہ پروگرام جب ختم ہو گا۔ ایک جانب اتنی alarming pозیشن ہے غذائی قلت ہے بچے جو ہے ناں 50% کے قریب بچے ہمارے stunt ہیں اور ان کا مسئلہ ہے اور یہ پروگرام ختم نہ ہو حکومت کیا کر رہی ہے۔ جناب اپنے صاحب! کوئی چھ سات سو لوگ یہ روزگار ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اپنے صاحب! کہ پچھلے دور میں ایک health policy اس ہاؤس نے منظور کی۔ اس میں بڑا کام ہوا وہ

اب وہ کسی dustbin میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ health policy میں کام نہیں ہو رہا ہے۔ جناب اپیکر! جب یہ صورتحال ہوگی ان لوگوں کا کیا ہوگا۔ اور میری استدعا یہ ہوگی کہ جو آپ کے تین پروگرام الگ طور پر جاری ہیں۔ ایک آپ کا lady health worker program ہے جس کا نام بھی مان بچے کیلئے ہے۔ MNCH کا پروگرام ہے وہ بھی مان اور بچے کیلئے ہے۔ اسی طرح یہ جو پروگرام تھا nutrition program یہ بھی ہے۔ میری استدعا یہ ہے جناب وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بڑا اہم ایشٹ ہے، کہ اس project کو دوبارہ چلنے دے یا اس project کو مستقل طور پر مکمل صحت لے اور ان کی جو ملازمت میں ہیں جو بیرونی گار ہو رہے ہیں انہوں نے کام بھی کیا تھا ٹریننگ بھی حاصل کی تھی ورلڈ بینک نے انہیں ٹریننگ دی تھی nutrition کے حوالے سے اور یہ پھر ان سے استفادہ کریں۔ thank you

جناب اپیکر: جی کون جواب دے رہا ہے۔ دنیش صاحب! تیاری ہے نہیں ہے ایسا نہ ہو۔

جناب دنیش کمار: جناب اپیکر صاحب! جو انہوں نے جو point raise کیا ہے ان میں سے چند بے بنیاد ہیں۔ میں آپ کو بتا دوں ورلڈ بینک جی ورلڈ بینک سے جو ہمارے تین سال کیلئے ہمارا جو پروجیکٹ اور جو انہوں نے trained کیے تھے انہوں ہم مکمل صحت کو NHW کیا تھا باقاعدہ اُن کو NHW تھخوا ہیں دے رہا ہے۔ اور وہ lady health worker اماں اور زچوپچکی خدمات انجام جو دے رہی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اسی طرح سے PPHI کے تحت جیسے آپ نے خود کہا آپ مانتے ہیں کہ آپ اور اگر ہم ورلڈ بینک کی طرف جارے ہیں اور ہم نے ورلڈ بینک سے request کی ہے کہ اس پروگرام کو extend کیا جائے۔

جناب اپیکر: دنیش صاحب آپ آرام سے بات کریں پہنچ لے آپ اتنی جذباتی بات نہ کریں کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے۔

جناب دنیش کمار: اس لیے آپ کہہ رے ہیں کہ ماہیک کی آواز نہیں آ رہی۔

جناب اپیکر: ماہیک مطلب یہ نہیں ہے اتنی تیزی سے یعنی 200 کی سپیدی سے بات کریں ہمیں سمجھ نہیں آئی۔

جناب دنیش کمار: نہیں میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے زیرے صاحب بھی اسی سپیدی سے جا رہے ہیں اسی speed میں جواب ملتا چاہیے تاکہ ان کو پتہ چلے ہمارا بھی تمام بھی لے جاتے ہیں اپوزیشن والے کہہ رہے ہیں کہ جی غیر سرکاری کارروائی ہے۔ تو سرکاری کارروائی میں چھوڑتے ہیں تو ہم بھی نہیں چھوڑتے ہے غیر سرکاری کارروائی میں ہم بھی بولیں گے۔ ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ یہی پروجیکٹ صوبائی گورنمنٹ اپنے ذریعے سے چلا رہی ہے اور آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ دیکھیں گے۔

جناب اسپیکر: تو چیف منستر صاحب نے اس کو اختیار دیدیا ہے۔ چیف منستر صاحب نے اختیار دیدیا۔

وزیر حکمہ خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! تھوڑی سی میں اس کی وضاحت کروں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ پروگرام جو nutrition وال آپ فرماء ہے نے 2016ء سے 2019ء تک ورلڈ بینک کے ساتھ ایک معہدہ ہوتا ہے جب بھی مطلب ایک گورنمنٹ کسی ورلڈ بینک کا ہے یا جو بھی donor-agencies ہوتی ہے۔ اس کی ایک time-limit ہوتی ہے اس کے اندر ان کو ان کے ساتھ معہدہ کیا جاتا ہے اور اس میں بھرتیاں بھی ہوتی ہیں اس میں سامان بھی ملتا ہے ساری چیزیں یہ معہدہ 31 دسمبر 2019ء کو ختم ہو رہا ہے۔ پہلی بات تو میں آپ کو یہ جواب دوں گی جتنے بھی employee ہوں گے۔ انشاء اللہ کوئی بھی یہ روزگار نہیں ہو گا۔ ہم Floor of the House آپ کو commitment دے رہے ہیں کہ ہم انشاء اللہ اس کو سنبھال لیں گے۔ جی آپ تھوڑا آگے مجھ سُن لیں چاہیے! میں بھتیجیات کر رہا ہوں۔ تو دوسری بات یہ ہے کہ ایک population کے سلسلے میں task force کا فیصلہ ہوا تھا جو مرکز level پر ہے جس میں ہمارے چیف منستر، چاروں صوبوں کے چیف منستر اس کے نمبر ہیں۔ پہلے پرائم منستر کے پاس تھا اب اس میں اس نے کہا کہ میری مصروفیات زیادہ ہیں تو president of pakistan کو اس نے شفت کر دیا president of pakistan اس چیز پر آیا ہوا ہے۔ تو اس کے main components میں یہ population plus ہے جو بچوں میں سکول level پر یہ پیدائش کے وقت آیکوں ہوتے ہیں، خون کی کمی، خوراک کی کمی یہ اس کے main componenets ہیں۔ اس پر آج سے ایک ہفتہ پہلے ہمارے صوبائی level پر CM صاحب نے ہمیں direction دی تھی۔ ہم نے اس کی میٹنگ کی کچھ پروگرام جو ہمیں مرکز سے ملا تھا۔ اس کو ہم نے discuss کیا۔ اور اب 23 تاریخ کو ایک ایوان صدر اسلام آباد میں میٹنگ ہے۔ جس میں CM صاحب چونکہ سی آئی میں جا رہے تو انہوں نے مجھے nominate کیا ہے میں جا کے اس صوبے کی نمائندگی کروں گا وہاں پر۔ ہم on board ہیں۔ یہ ایک آپ کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے جیسے آپ منتخب نمائندے ہے ہم بھی ایسے منتخب نمائندے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! انشاء اللہ ہم یہ burning issue ہے اور خون کی کمی، خوراک کی کمی اور جو خون کی کمی ہے بچوں میں، یہ ساری چیزیں ہم اس کو انشاء اللہ ہم on board ہیں اس چیز پر اور دوسری بات یہ کہ LHW کا جہاں تک سوال تھا۔ چونکہ یہ پہلے مرکز کا پروگرام تھا تو اٹھا رہا ہویں ترمیم میں جب یہ صوبوں کو شفت ہو۔ تو وہ سلسلہ رک گیا اب ہماری حکومت نے میرے CM صاحب نے جس چیز پر stand لیا۔ ہماری خط و کتابت ہوئی ہماری ان کے ساتھ میٹنگیں ہوئی انشاء اللہ، انشاء اللہ ہم یہ 23 تاریخ کی میٹنگ میں ہم کوشش کریں گے کہ اس کو بھی ہم سامنے لائیں گے ہم چاہتے ہیں کہ مزید

ہم یونین level پر زیادہ سے زیادہ بھرتیاں کرے LHWs کی تاکہ ان میں دو چیزوں کی awareness آئے۔ ایک تو ہے خوارک کی کمی، خون کی کمی، ہم اس پروگرام کو BHU level پر RCH سینٹر میں CD level پر shift کر کے انشاء اللہ ہم نے سریاں بنائی میں ایک منٹ لوں گا تاکہ نصر اللہ صاحب مطمئن ہو جائیں۔ اب آپ کے ضلعوں میں آپ کے حلقوں میں انشاء اللہ الگلے چند ہمینوں میں مزید LHWs بھرتی کریں گے۔ ہم اس پروگرام کا ہم چار ہے مرکز اس میں ہمیں سپورٹ کرے کیونکہ کچھ عرصہ ان کو تجویز ہیں تک نہیں ملی تھیں۔ تو وہ بھی ہم لارہے ہیں اور مزید بھی انشاء اللہ اس میں یا ہماری کافی پیشافت ہے انشاء اللہ ماضی قریب میں آپ لوگوں کو زیادہ progress ملے گی۔

thank you

جناب اسپیکر: جی شکریہ ملک نصیر احمد شاہوںی صاحب! وہ کر لیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر صاحب آپ نے خود پکار امیرانام۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ کی مہربانی آپ نے میری بات سن لی۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! آپ نے خود فرمایا کہ پہلی کارروائی چلا گئی۔ تو آپ کا اپنا فرمان ہے جس کو ہم نے اوبے کیا ہے آپ اس کارروائی کو مکمل کریں۔ اس کے بعد جو بھی
--مدخلت--

جناب اسپیکر: ابھی میں کر لیتا ہوں ناں کہاں کرنا ہے مجھے کرنا ہے۔ ملک صاحب! آپ بیٹھیں۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں آپ نے خود مجھے اجازت دی ہے اور میں اٹھا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کو ہی اجازت دی ہے آپ بیٹھ جائیں ناں نہیں ابھی تک وہ توجہ دلا دنوں چل رہے ہیں۔ اس کو ختم کریں میں آپ کو دوں گا اس طرح تو ملک صاحب کھڑے ہوئے تھے میں نہیں چھوڑا ناں کسی کو میں آپ کو دوں گا۔ آپ کو ایک منٹ مجھے دیں۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: نہیں جناب اسپیکر صاحب! اس میں کوئی پیشیج میں سوال یہ کہ توجہ دلا دنوں کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کیا وزیر مواصلات تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے۔ کیا یہ درست ہے کہ کوئی ترقیاتی کے تحت شہر کے مختلف شاہراہیں، روڈ اور لنک روڈز کی توسعی و بحالی کیلئے طلب کردہ ٹینڈرز نوں منسون کیے گئے ہیں۔

(ب) اگر جواب اثاب میں ہے تو مذکورہ ٹینڈر کن و جوہات کی بنا پر منسون کیے ہیں؟

جناب اسپیکر: اس میں میرے خیال میں یہ وزیر مسئلہ سی اینڈ ڈبلیو سے نہیں ہے یہ پلانگ پی اینڈ ڈی سے ہے

میرے خیال میں کہ ہاں پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ہے کمشنز کا پی ڈی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب! اصل میں کوئی پیکنچ جس میں کوئی کے اندر بہت۔۔۔

جناب اسپیکر: اس کو میں دوبارہ میرے خیال میں دوبارہ کریں کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اُس کا جواب دے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر! آج سے اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: کمشنز اس کے under نہیں آتا ہے چیف منستر صاحب! یہ میرے خیال میں کمشنز کا ہے

- پتہ نہیں کہ آپ کو دیں گے۔ تاکہ اُس کا جواب دیں۔ چیف منستر صاحب خود دے دیں گے۔ چیف منستر صاحب خود دے دیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اصل میں بات یہ ہے کہ کوئی پیکنچ کے تحت کوئی کے اندر

بہت سارے کام جو اُس وقت ہونے تھے۔ جس میں توسعہ و بحالی سریاب روڈ تھا irrigation یہ تقریباً 7 ہزار 3 سو

ملین کا تھا۔ توسعہ و بحالی بروری روڈ یہ 4 ہزار ملین کا تھا road improvement of sirki road کا تھا تو improvement of sirki road کا تھا تو

توسعہ و بحالی پرنس یہ پانچ سو ملین توسعہ و بحالی پیل روڈ تین سو ملین dualization بادینی لنک روڈ 5 سو 7 ملین

widening سمنگلی روڈ تاکونلہ پھاٹک یہ ایک ہزار ملین لنک روڈ ویسٹرن بائی پاس تاریڈ یو پاکستان لنک روڈ ویسٹر

ن بائی پاس ٹو ہزارہ ناؤں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ تمام کوئی کے بڑے جتنے بھی منصوبے تھے۔ بڑی خوشی ہوئی کہ

جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب اس ایوان میں کچھ عرصہ پہلے اپنے خطاب میں بھی انہوں نے کہا کہ بالکل کوئی کے اندر

بہت سارے ایسے کام ہونے جارہے ہیں جس کی وجہ سے میرے خیال میں جو کوئی کی بڑھتی ہوئی آبادی ہے ان

روڈوں کی توسعہ اور اس کے بعد dualization کی توسعہ میں کچھ نہ کچھ جو خاص کر ٹریفک کا مسئلہ تھا۔ کوئی میں جو

ایک بہت بڑی آبادی اس وقت اُس کی بھرمار ہے۔ آنے والے ہے۔ چند سالوں تک جو ہے ان پروجیکٹ کی تکمیل

کے بعد کوئی کام از کم ہو جاتا تھا۔ لیکن گزشتہ دونوں اخبارات میں نے دوبارہ ایک جوک cancellation کی

نوٹس پڑھی وہ 22-11-2019 کی جس کی میرے ساتھ cancellation کی نوٹس پڑی ہوئی ہے کیونکہ چھوٹا

سا کام نہیں ہے کہ جس کی ایک کمشنز آ کے جس کا جواب دے دیں وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھا ہوا جس ہم جواب چاہتے ہیں

وزیر اعلیٰ صاحب دیں۔ یہ کوئی کے وہ تمام بڑے projects ہیں، اس کے علاوہ کوئی میں میرے خیال میں اور کچھ

کام ہے، ہی نہیں۔ جب یہ تمام کام اب منسوخ ہوئے ہیں، ان کی ٹینڈر رز کینسل ہوئے تو اس کی وجہ کیا ہم چاہتے ہیں

اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ تو ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم سنتے ہے کہ یہ جو آئی ایم ایف ان کی ایک جو قطع بھی تھی اُس کے

حوالے سے صوبوں کو شاید ٹارگٹ دی گئی ہے کہ آپ کچھ پیسے حوالے کریں اُس میں کتنی صداقت ہے ہماری معلومات

کے مطابق ہم چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اُس کا جواب دے دیں۔

جناب اپیکر: جی اب میرے خیال میں جواب میرے خیال میں چیف منستر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: صرف میں یہ چاہتا ہوں اُسی سے تو جواب مانگ رہا ہوں وہ دیدے گا آپ بھی جلدی میں ہیں سردار صاحب تو ویسے ہی وہ میرے خیال میں۔

جناب اپیکر: میرے خیال میں اتنا supplementary المباہ نہیں بتتا۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: وہاں سے بھی وہ تومرنج مصالحہ ذاتی رہتا ہے۔

جناب اپیکر: قائد ایوان صاحب اس سوال کا جواب دیں گے۔

جام میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میرے خیال concern جو ہمارے ممبر زکو تھا یقینی طور پر کوئی میں رہنے والے کسی بھی یا بلوچستان سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص کو ہوتا کہ بڑے منصوبے اور مجھے بڑے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے ممبر ان جن کا تعلق کوئی میں نہیں تھا۔ اُنہوں نے بڑے steps appreciate کیا کہ اس نئی حکومت نے کوئی کے حوالے سے، سریاب کے حوالے سے، کوئی کے مختلف شہروں کے حوالے سے جو ہم نے acknowledge کیا ہے اس کو steps appreciate کیا ہے میں بڑا شکر گزار ہوں آپ کا کہ آپ نے ہمارے بجٹ جو 2019ء ہے اُس کے اندر جو ہم نے آپ کے شہر کے لیے پروگرام رکھے ہیں اُس کو آپ نے سراہا ہے اور اس interest کیا ہے۔ جہاں تک اس کی تفصیل کی بات ہے یہ ٹینڈر cancel نہیں ہوئے چونکہ کوئی کا ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے جس نے کوئی شہر کو کھولنا ہے۔ اور یہ انشاء اللہ میرے خیال میں بلوچستان کی history میں جب یہ روڈز انشاء اللہ بنیں گے یہ پہلی دفعہ ہو گا کہ بلوچستان کے capital شہر کے اندر ہم وہ پروگرام دیکھیں گے کہ شاید ماضی میں چالیس، پچاس سال میں کوئی بھی کوئی کیلئے نہیں ہو سکا۔ لیکن ہم ہر چیز بہت عجلت میں بھی نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ ایک plan ایک ایسا بنے جو اپنے صحیح space کے ساتھ planning strategy کے ساتھ prequalifications کا ایک طریقہ کار بنایا ہے کہ کوئی پیشیج کے اندر ہم یہ کام ان فرم سے کرائیں جن کی expertise، جن کی capacity، جن کا ایک کام کرنے کا طریقہ ہے یہ بھی انہیں criterias پر پورا ہو جہاں ان کے پاس یہ criteria کو صحیح طریقے سے بھی کر سکیں۔ اُس criteria کے اندر چند ایسی چیزیں ہیں جن پر بلوچستان کے خاص کر ہمارے بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے یہ بات کی کہ جی ہم سمجھتے ہیں، چونکہ اس میں سب سے بڑا جو پر اجیکٹ ہے وہ سات ارب کا ہے اور سب سے چھوٹا پر اجیکٹ ہے وہ پچاس کروڑ کا

ہے۔ تو پچاس کروڑ اور سات ارب کے پیچ میں یہ پراجیکٹس ہیں۔ تو کچھ ایسے بھی بلوچستان کی فرض یہ کہ شاید اچھی progress ہے ان کی لیکن ان prerequisites کی وجہ سے شاید وہ qualify نہیں کر سکتے۔ اس پر ایک بہت بڑی debate ہوتی۔ اور ہم نے کہا کہ ہم ایسا کوئی تاثر نہیں دینا چاہتے کہ جہاں کل چار لوگ اسی بلوچستان سے تعلق رکھنے والے میرے اور آپ کے اسی شہر سے تعلق رکھنے والے اس بات کو ایک benchmark بنائیں کہ جی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے یہ بس ٹھیک ہے باہر سے آ کے کوئی کرے اور بلوچستان کے لوگوں کو موقع نہ ملے کہ اُس میں participate تک نہ کر سکیں۔ ہذا اس کی ترمیم کرانی کی اس ترمیم کو انشاء اللہ ہم اخبار میں پھر دے رہے ہیں آپ دیکھیں گے چند دنوں میں انشاء اللہ وہ آ جائیگی۔ یہ بالکل منسون نہیں ہے انشاء اللہ کام بھی ہوں گے اور یہ میرے خیال سے یہ کوئی شہر کیلئے بہت بڑا پیچ ہے۔ اس کا benefit اس حوالے سے یقینی طور پر حکومت اپنے سرے لے گی کہ ہم اس کا initiate کیا ہے لیکن اس کا فائدہ ہم سب کو ملے گا آپ کو ملے گا مجھے ملے گا میں آپ آج حکومت کا حصہ ہے کل شاید ایم پی اے بھی نہ بنے اس ہال میں بھی نہ ہوں۔ لیکن اس شہر سے ہماری وابستگی ہے اور کل کوئی شہر کی سہولت اس کے روڑ اس کی facilities اپنی ہوں گی تو یقینی طور پر فائدہ ایک عام آدمی سے لیکر کے بلوچستان کے ہر شخص کو ملے گا جو یہاں پر موجود ہے۔ تو آپ اس بات کی تسلی رکھے کہ انشاء اللہ یہ پراجیکٹ ہو گا بلکہ ساتھ ساتھ میں آپ کو یہ بتاتا چلوں سریاں اور کچلاک میں جو ایک اسپورٹس کمپلکس کا بھی ہمارا ارادہ ہے جس میں تھوڑی دن پہلے میرے خیال شاید کوئی بات ہوئی تھی اس میں بھی ہم کوئی ایسا step نہیں لینا چاہتے ہیں کہ ہم ان پراجیکٹ کو صرف اخبار میں ٹینڈر کر دیں اور بعد میں اس کی پیچیدگیاں نکلتی آئیں۔ تو انشاء اللہ میں وزیر اعظم صاحب کا بڑا مشکور ہوں جنہوں نے ریڈ یو پاکستان کی جوز میں ہے اس کو حکومت بلوچستان کے ساتھ MoU کرنے کا حکم دیا ہے کہ ہم انشاء اللہ کچلاک اور سریاں میں ایوب اسٹیڈیم جیسے کمپلیکس بنائیں گے جو لوگوں کو اس حوالے سے بھی فائدہ دیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن کو بھی دعوت ہو گی چند دنوں بعد جو cardiac اور کینسر ہسپتال کا افتتاح ہو گا شیخ زید ہسپتال وہ بھی کوئی کیلئے ایک بہت بڑا message آیا گا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب صدر حسین (سیکرٹری اسمبلی): حاجی محمد خان لہڑی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست

میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ جویں مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا روایں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب محمد بنیں خان خلیجی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ خان صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹامس جانسن صاحب نے جویں مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

ملک سکندر صاحب! آپ اپنے point of order پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت تک قرارداد شروع ہو رہے ہیں اگر آپ ایک گھنٹہ قرارداد کیلئے دیں۔ ظہور صاحب کا point of order لے لیں کسی کو بھی point of order پر نہ بولنے دیں میری گزارش ہے۔

جناب اسپیکر: آپ اگر point of order پر بولنا ہے یا نہیں بولنا ہے پھر آگے کسی کو، وہ کر لیں گے۔ تھوڑا بہت یہ بھی بول لیں تاکہ جس کے اندر جتنا بھڑاس ہے وہ نکل جائے تاکہ smoothly اسمبلی کا اجلاس چلے۔

قاائد حزب اختلاف: تین چار قراردادیں ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: وہ ہو جائیں گے۔ آپ ظہور کو دینا چاہتے ہیں، وہ میں دے دوں گا۔ یہ بھی بولے صحیح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ وہ کر لیں رخصت کے بعد ملک صاحب! آپ نے بولنا تو بولیں نہیں تو میں ظہور کو فوراً دے دیتا ہوں۔ قرارداد کا میں نے نہیں کہا ہے۔۔۔ (مداخلت) یہ بھی اسپیکر کا اختیار ہے چاہیے اس کو لے جائیں یا اُس کو لے جائیں، آپ نے point of order پر بولنا ہے یا نہیں بولنا ہے کیونکہ صحیح سے بیٹھے ہیں تھوڑا ایم پی ایز بھی بولیں۔

قاائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب کا روائی کو آپ چلا کیں۔ point of order پر اگر یہ بات لمبی ہو جائیگی۔

جناب اسپیکر: ظہور صاحب! ایسا کریں آپ اپنے point of order پر بات کریں۔ اتنا اسپیکر کو بھی اختیار ہے۔ جی ظہور صاحب۔

وزیرِ محکمہ خزانہ: شکریہ جناب اسپیکر۔ ملک صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے مجھے بولنے کی سفارش کی۔ جناب اسپیکر basically میں بات کرنا چاہتا تھا کل کی detail judgment کے حوالے سے جس نے پورے پاکستان میں اور ایک پوری دنیا میں بھونچا لے آیا ہے، جناب اسپیکر قانون آئین ہر چیز سے بالاتر ہے اسی قانون میں لکھا ہے کہ ہر انسان جو جرم کرے جو غلطی کرے اس کو صفائی کا موقع ملے وہ اپنی صفائی دے۔ جناب اسپیکر اگر آپ دنیا کی تاریخ دیکھ لیں نظر دوڑا کیں، برابریت کے زمانے میں اس طرح ہوتا تھا XXXXXXXX-XXXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX (مداخلت -شور)۔

جناب اسپیکر: جی اس کو ہرزف کیا جائے۔ جی شکریہ نائل صاحب۔ دیش بیٹھیں (مداخلت -شور) دیش آپس میں باقی نہیں کریں اس کو کیا ہو گیا؟ جی ظہور صاحب! ہوا کیا ہے کیا ہو گیا۔ بیٹھیں۔ جی ظہور صاحب آپ بولیں۔

وزیرِ محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر اگر اپوزیشن ممبران کی اجازت ہو تو میں۔

جناب اسپیکر: آپ بات کریں، تم کس نے بولا کہ XXXX-XXXX (مداخلت -شور)۔ آپ کو بولنے کا موقع دیا جائیگا۔ (مداخلت -شور)۔ وہ تو ہیں عدالت نہیں کر رہے ہیں۔ آپ بات کر لیں ہر جگہ بات ہو رہی ہے۔

وزیر مکملہ خزانہ: جناب میں کسی کا دفاع نہیں کر رہا ہوں میں قانون کی بات کر رہا ہوں۔ جناب اپیکر جس طرح (مداخلت۔شور) یہیں جمہوریت ہے کہ آپ لوگوں کو بات کرنے سے روکتے ہو۔ یہ کیسے جمہوریت کے چیزوں پر یہیں یہیں dictate کروانا چاہتے ہیں (مداخلت۔شور)۔

وزیر مکملہ خزانہ: جناب اپیکر! اس مہذب دور میں یہ کہاں کا فیصلہ ہے کون سی قوم اس کو قبول کرے گی، جناب اپیکر منصفی کا اپنا بھی ایک تقاضہ ہوتا ہے، ہم اکیسویں صدی میں رہ رہے ہیں یہ کوئی stone age نہیں ہے کہ ہم پرانے بادشاہوں کی طرح ایک مردے کو، جو بیمار ہے، بغیر اُس کو سنے یہ فیصلہ دے دینا، کہ اس کی لاش کو تین دن لٹکا دیں، جناب اپیکر، liberal, human rights commission تنظیمیں، دنیا کا ہر وہ باضمیر انسان کو یہ گوارہ نہیں کرتا کہ ایک مردہ لاش کو آپ تین دن لٹکا کر رکھیں، اس فیصلے سے پرویز مشرف نے جو جرم کیا ہے اُس پر میں نہیں بولتا اُس نے جو غلطی کی ہے ہر کوئی accountable ہے۔ اگر منصف قاتل کی طرح بات کرے تو ضرور بحثیت نمائندہ میں بولوں گا، اعتراض کروں گا۔ (مداخلت۔شور)

جناب شفاء اللہ بلوج: جناب اپیکر یہ تو ہیں عدالت کا مرتكب کر رہے ہیں اس اسمبلی کا جو فیصلہ عدالت میں ہوا ہے۔ (مداخلت)

جناب اپیکر: وہ تو ہیں عدالت نہیں کر رہے ہیں ۔۔۔ (مداخلت۔شور) ارکین ایک ساتھ کھڑے ہو کر بولنے لگے

وزیر مکملہ خزانہ: جناب اپیکر پارلیمانی روایات یہ ہیں ۔۔۔

جناب اپیکر: آپ بات کر لیں، ہر جگہ بات ہو رہی ہے ہر اسمبلی میں بات ہو رہی ہے۔

وزیر مکملہ خزانہ: جناب اپیکر پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو سنیں میں کسی کا دفعہ نہیں کر رہا ہیں قانون کی بات کر رہا ہوں یہ جناب اپیکر۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اپیکر: وہ اس کے خلاف نہیں بول رہا ہے جو۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب شفاء اللہ بلوج: جناب اپیکر! یہ فیصلہ بلوچستان کے اسمبلی نے نہیں دیا جناب والا یہ بلوچستان کے اسمبلی میں فیصلہ نہیں ہوا یہ فیصلہ اسلام آباد کے ایک اسٹیشن کوڑت میں ہوا۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اپیکر: جناب اپیکر! یہ کیسی جمہوریت ہے کہ آپ لوگ مجھے بات کرنے سے روکتے ہیں۔ یہ کیسے جمہوریت کے چیزوں پر یہیں ہیں کہ ہمیں بات کرنے سے روکتے ہیں یہ آپ کی conduct ہے کہ آپ جو یہاں dictate کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ (مداخلت۔شور) یہ حکم کے کنڈکٹ پر نہیں کر سکتے فیصلے پر کیا جا سکتا ہے، جی میں

نے فلور دیدیا آپ بات کریں۔ آپ authority نہیں ہیں۔ جی ٹھہور صاحب بات کر لیں، اپوزیشن کے مائیک بند کریں۔۔۔ (مائیک بند) آپ مجھے warn نہیں کر سکتے، آپ شاء بلوج صاحب! بہت سینٹر بندے ہیں آپ نے جو الفاظ استعمال کیے وہ اسمبلی کے وہ نہیں ہیں آپ اسپیکر کو warn نہیں کر سکتے ہیں آپ اپنی بات واپس لیں، نہیں آپ نے warn کی بات کی ہے نہیں نہیں آپ نے warn کی بات کی ہے۔ آپ اپنی بات واپس لیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: ہم نے یہ کہا ہے کہ جو فیصلہ عدالت نے کیا ہے وہ اسپیکر کی ذمہ داری ہے کہ اس کو یہاں discuss نہیں کریں

جناب اسپیکر: وہ حج کی conduct پر نہیں کر سکتے کا روائی پر بات کر سکتا ہے لیکن آپ نے جو باتیں کی ہیں اس کو واپس لیں آپ اپنی warn والی بات واپس لیں نہیں تو میں سرکاری کا روائی کروں گا۔ آپ اسپیکر کو warn نہیں کر سکتے آپ اپنے الفاظ دیکھیں آپ جیسے سینٹر بندے سے یہ توقع نہیں ہے کہ آپ اسپیکر کو وہ کو اس طرح کی warn کریں Custodaian of the House

جناب شاء اللہ بلوج: جناب اسپیکر صاحب! میں warn والی بات واپس لیتا ہوں میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے مہربانی آپ کی وہ مجھے پتہ ہے وہ اس طرح پتہ مجھے آپ conduct پر بات نہیں کر سکتے کا روائی پر بات کر سکتے ہیں، جی بات کریں۔ جی میں نے فلور دے دیا آپ بات کر سکتے ہیں آپ اس پر جو کرنا ہے۔ میں نے فلور دے دیا ہے آپ کی مرخصی ہے۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

وزیر یحکمہ خزانہ: جناب اسپیکر جس طرح۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: یا آپ مہربانی کر کے کا روائی کرنے دیں، کا روائی چلنے دیں اختر صاحب! یہ طریقہ نہیں ہے یہ طریقہ نہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

وزیر یحکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! میں نہیں کہتا کہ جزل پرویز مشرف قانون سے کوئی بالاتر انسان تھے میں نے نہیں کہتا کہ یہاں جزل پرویز مشرف کو trial نہیں کرنا چاہیے تھا میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اگر اس نے کوئی جرم کیا تھا تو اس کو جو ہے سزا نہیں ملنی چاہیے تھی میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ کیا ہم اب جو ہے پھر کے زمانے میں رہ رہے ہیں کیا ہم اس ظالم بادشاہ کے زمانے میں رہ رہے ہیں جو زندہ انسانوں کو گھوڑے تلے روندتا تھا۔ جناب اسپیکر! اس فیصلے سے دنیا میں پورے پاکستان میں جگ ہنسائی ہوئی ہے جناب اسپیکر اگر ستر ہویں صدی میں اس فیصلے کو base بنائے ستر ہویں صدی میں جب British کا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

(اس مرحلہ میں جناب قادر علی نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: order in the House please! آپ کو بولنے کا موقع دیں گے، پھر آپ اپنا موقف بیان کریں۔ (مداخلت۔ شور۔)

وزیر ملکہ خزانہ: اس کا rule تھا اور اُس کا تختہ الثالث۔۔۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب چیئرمین! وہ ایک ڈکٹیٹر تھا۔ اس جمہوریت کے لیے ہمارے اکابرین نے قربانیاں دی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جی، آپ کو بات کرنے کا موقع دینے گے، آپ کو بات کرنے کا موقف پیش کرنے کا موقع دینے کے لیے نصراللہ زیریے صاحب! order in the House please! آپ کو موقع دینے گے آپ کو موقع دینے گے، جی ملٹر صاحب ظہور بلیدی! آپ اپنا موقف پیش کریں آپ کو موقع دینے گے please آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ بیٹھ جائیں آپ موقف سنیں اپنا موقف پیش کریں اختر حسین صاحب! آپ اپنا موقف بیان کر لیں پھر آپ کو موقع دینے گے، جی جی۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ ایک سلیقہ سے، ایک طریقے سے اپنا موقف بیان کر لیں، اختر لاگو صاحب! آپ کو موقع دیں گے آپ پھر اپنا موقف بیان کر لیں please۔

وزیر ملکہ خزانہ: جناب چیئرمین صاحب! اگر میں غلط کہہ رہا ہوں اگر میری باتوں میں نقص ہے پھر اٹھ کر اس کا جواب دے سکتے ہیں جناب چیئرمین! جمہوری اقدار یہ ہیں کہ آپ ہر معزز رکن کا point of view سنیں جناب چیئرمین۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: آپ judgement پر بات کرنے دو، جی جی ان کا موقف سنیں۔

وزیر ملکہ خزانہ: جناب چیئرمین! جو جمہوریت کے دعوے کرتے ہیں جمہوریت کے لئے لگاتے ہیں یہ یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ جی آپ بات نہیں کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: آپ پوانٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں مائیک دے دیا ہے میں نے، آپ کو آپ بیٹھ جائیں پلیز۔ آپ لوگ پلیز۔۔۔ (مداخلت۔ شور) شاہوی صاحب! بیٹھ جائیں آپ کو موقع دینے گے۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

وزیر ملکہ خزانہ: جناب چیئرمین! یہ اپیشن کورٹ کا جو فیصلہ آیا ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ایک ذمہ دار شخص کو۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

جناب چیئرمین: دیکھیں! اس طرح نہیں ہوتا ہے آپ لوگ طریقہ کار کے مطابق چلیں پوانٹ آف آرڈر پر

کھڑے ہیں وہ اس کاموں قف سنبھل دیں، آپ اپنا موں قف پیش کر لیں، آپ بیشک بعد میں کرو لیکن ان کو بات تو کرنے دیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) دیکھیں منظر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اس کو بات کرنے دیں، بات کرنے دیں پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ دیکھیں منظر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں انہیں بات کر رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: اُس نے فیصلہ صحیح دیا ہے۔

وزیر یحکمہ خزانہ: بالکل نہیں جس طرح آپ کو بات کرنے کا حق ہے مجھے بھی بات کرنے کا حق ہے بیشک میرا موں قف غلط ہو لیکن ڈیکوری میں میرا حق ہے judgement پر راہرنی کی جاسکتی ہے۔۔۔ (مداخلت، مائیک بند۔ شور)

جناب چیئرمین: ثناء صاحب! آپ چیئرمین کو مخاطب کریں، سنانہیں اس طرح بات نہیں کریں۔

وزیر یحکمہ خزانہ: نہیں نہیں، اس فیصلے کا اثر پوری قوم پر آ رہا ہے اس فیصلے کا impact جو ہے ہر کسی پر آ رہا ہے اس فیصلے نے پوری دنیا میں ملک کا جو ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا تقدس اگر اتنا خیال ہوتا تو اتنی۔۔۔ (مداخلت مائیک بند۔ شور)

میر اختر حسین لاغو: اگر آپ لوگوں میں تدریب ہوتا تو آپ یہ بحث نہیں لاتے اسی وجہ سے بلوچستان اس نجی پر پہنچا ہے۔

وزیر یحکمہ خزانہ: آپ کا سو شل میڈیا پر ریکارڈ آ گیا ہے جو کیمرہ میں آپ نے depute کیا ہے وہ ریکارڈ کر رہا ہے۔ لیکن جس طرح آپ کو بولنے حق ہے مجھے بھی اس طرح حق ہے، میں اپنا point of view بیان کر کے رہوں گا۔ میں اپنا موں قف بیان کر کے رہوں گا۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

جناب چیئرمین: لاغو صاحب، دیش صاحب بیٹھ جائیں، دیش صاحب! بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) اگر آپ لوگ روز کے مطابق نہیں چلیں گے تو پھر میں اجلاس، ناں آپ لوگوں کا بیٹھنے کا فائدہ ہے ناں میرے بیٹھنے کا فائدہ ہے۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) آپ dictate نہیں کریں، آپ dictate ناں کریں یہ آپ کس طرح ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھ رہے ہیں۔ آپ خود ہاؤس کا تقدس کو پاماں کر رہے ہو، جب میں بتا رہوں کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں انہیں بات کرنے دیں آپ نہیں بات کرنے دے رہے ہیں تو پھر کارروائی آگئے نہیں لے جائیں گے۔ وہ ان کا کام ہے انہیں بات کرنے دیں آپ ان کو بات کرنے دیں اپنا موں قف بیان کرنے دیں آپ اپنا موں قف پیش کرنے کی اجازت دے رہا ہوں آپ ان کا

موقف سنیں۔

وزیر حکمہ خزانہ: مجھے آئین اور قانون نے یہ حق دیا ہوا ہے مجھے ڈیموکریسی نے یہ حق دیا ہوا ہے مجھے میرے حلقوں کے لوگوں نے یہ حق دیا ہوا ہے کہ میں اسمبلی میں جا کے ان کی نمائندگی کروں یہ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

جناب چیئرمین: order in the House اگر آپ لوگ یہی چاہتے ہیں تو کارروائی ختم کریں گے اجلاس ملتوی کیا جائیگا اگر آپ لوگ اس طرح۔۔۔ (مداخلت۔ شور) دش صاحب! بیٹھ جائیں پلیز یہ طریقہ کارنا مناسب ہے آپ لوگ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

وزیر حکمہ خزانہ: جناب چیئرمین! مجھے اسمبلی میں بولنے کا حق یہاں ثنا بلوچ یا حمل کلمتی نے نہیں دیا ہے مجھے میرے حلقوں کے لوگوں نے دیا ہے۔ مجھے elect کر کے بھیجا ہے۔ اس فیصلے کے اثرات پورے پاکستان پر پڑ رہے ہیں۔ جس نے ہماری قوم کی ایک image بگاڑ کر کے رکھی ہے کہ آپ فیصلہ دے دیں کہ جی ایک مردے کو تین دن لڑکا دیں جناب چیئرمین اس مہذب دور میں یہ کہاں کافیصلہ ہے یہ کون سی قوم اس کو قبول کر گی۔ جناب چیئرمین منصی کی بھی اپنا جو ایک تقاضا ہوتا ہے جناب چیئرمین ہم ایکسویں صدی میں رہ رہے ہیں یہ کوئی stone age نہیں جناب چیئرمین کہ ہم جو ہیں پرانے بادشاہوں کی طرح ایک مردے کو بغیر، جو اسٹرپچر پر پڑتا ہوا ہے کسی جو ہستیاں میں پڑا ہوا ہے جو پار ہے بغیر اُس کے سنیں۔ یہ فیصلہ دے دینا، یہ judgement دے دینا کہ جی اُس کا جو ہے اُس کا لاش، جب اُس کی لاش کو تین دن تک لڑکا دیں جناب چیئرمین ہیومن رائٹس کمیشن جناب چیئرمین لیبرل تنظیمیں جناب چیئرمین دنیا کا ہر وہ باعثِ انسان کوئی یہ بات گوارہ نہیں کرتا کہ ایک مردے لاش کو آپ جو ہیں تین دن تک لڑکا دیں۔ جناب چیئرمین اس فیصلے سے میں پرویز مشرف نے جو جرم کیا ہے۔ اُس پر میں نہیں بولتا کہ اُس نے جو غلطی کی ہے ہر کوئی accountable ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! اگر منصف قاتل کی طرح بات کرے تو ضرور بحیثیت نمائندہ میں بولوں گا۔ میں اعتراض کروں گا۔ میں اُس پر جو آواز اٹھاؤں گا یہ فیصلہ ایک منصف کا نہیں ہو سکتا۔ یہ فیصلہ کہ XXXX کہ ایک مردے کو تین دن لڑکا دیں کون سی انصاف دوست تنظیمیں ہیں کون سی اقوام متحده کی تنظیمیں ہیں جو اس بات کو سپورٹ کرتی ہیں کہ ایک مردے کو لڑکا دیں؟ مجھے آج افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میں انسانیت کی بات کر رہا ہوں۔ اور ہماری اپوزیشن ممبران یہاں بیٹھ کے مجھے انسانیت کی بات کرنے سے روک رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! وہ حج بھی بشر ہے اُس سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ مصنف سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ جناب چیئرمین! میں بحیثیت اسمبلی ممبر میں بھی غلطی کر سکتا ہوں پرویز مشرف بھی غلطی کر سکتا ہے جناب چیئرمین! ہر

آدمی غلطی کر سکتا ہے میرے کہنے کا مطلب۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)۔

جناب چیئرمین: آپ لوگ بیٹھ جائیں میں کارروائی آگے بڑھاتا ہوں۔

میرا ختر حسین لاغو: آپ فیس بک دیکھ لیں۔ سوشل میڈیا دیکھ لیں، tweeter دیکھ لیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

وزیر ملکہ خزانہ: مجھے میرے حلقوے والوں نے elect کر کے یہاں بھیجا ہے کہ میں وہ موقف بیان کروں میں آپ سے ٹائم نہیں مانگ رہا یہ میرا استحقاق ہے۔ مجھے میرے حلقوے کے لوگوں نے ووٹ دے کر بھیجا ہے کہ میں بولوں۔ (مداخلت۔ شور۔ معزز رکن اسمبلی میرا ختر حسین بغیر مائیک کے بولے)

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں آپ dictate نہ کریں وہ کس طرح بات کریں گے آپ کیسے بتاسکیں گے وہ احمد نواز۔ ان کا اپنا موقف ہے ان کا اپنی بات ہے ان کی اپنی پالیسی ہے۔

وزیر ملکہ خزانہ: قانون کٹھرے میں کسی کو کھڑا نہیں ہونا چاہیے میں اس بات کر بول رہا ہوں کہ منصف اور ایک قاتل میں فرق ہونا چاہیے۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ معزز رکن اسمبلی میرا ختر حسین بغیر مائیک کے بولے)۔

جناب چیئرمین: نسٹر صاحب! آپ اپنی بات کو آگے بڑھائیں اور ختم کر لیں۔

وزیر ملکہ خزانہ: اگر جناب اس میں اجازت ہو ڈیکورم کو آپ maintain کریں کہ میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: احمد نواز صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر ملکہ خزانہ: ڈیکورم آپ maintain کریں میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: یہ طریقہ نہیں ہوتا ہے جس طرح آپ لوگ۔

وزیر ملکہ خزانہ: جناب اپسیکر! میں بات نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ انہوں نے میرا گلہ بھادیا۔

جناب چیئرمین: بات کرنے دیں اُس کے بعد کو موقع دیں گے point of order پر بات کریں گے تو موقع ملے گا آپ لوگوں کو۔

وزیر ملکہ خزانہ: میں اس اسمبلی کے توسط سے پورے بلوچستان کو پیغام دینا چاہتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: آپ چیئر کو مخاطب کریں اور اپنی بات مختصر کر لیں۔

وزیر ملکہ خزانہ: جناب اپسیکر! مجھے پانچ منٹ دیں۔

جناب چیئرمین: جی جی آپ بات کریں۔

وزیر خزانہ: پانچ منٹ میں میں بات ختم کر رہا ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! بھی کارروائی آپ روپے کے مطابق چلاں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں کارروائی نہیں چلاوں گا میں اجلاس ملتوی کرلوں گا جس طرح آپ لوگوں کا روایہ ہے وہ بالکل نامناسب ہے۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) دیش صاحب بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ سب کی باتیں ریکارڈ پر نہیں آ رہی ہیں آپ بیٹھ جائیں ایک ایک بات کر لیں۔ آپ لوگ بیٹھ جائیں مجھے بات کرنے دیں مجھے بات ہی نہیں کرنے نہیں دے رہے ہو۔ میں کس کو بھاؤں گا کس کو نہیں بھاؤں گا آپ dictate نہیں کر سکتے ہیں مجھے کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے مجھے۔ (مداخلت۔ شور) بیٹھ جائیں آپ بیٹھ جائیں پلیز بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) جی روں یہ ہے کہ آپ فواعد و انصباط کار کے جو روں 203 ہے آپ ان کو پڑھیں اگر آپ لوگ حد سے زیادہ مداخلت کریں گے میرے کام میں تو پھر میں اجلاس ملتوی کروں گا۔ تو پھر آپ بات کرنے دیں۔ آپ روں کے مطابق چلیں۔ آپ سارے بیٹھ جائیں۔ عدالت کا فیصلہ زیر بحث نہیں لا جائیں۔ پونٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں۔ پونٹ آف آرڈر پر انہیں اجازت ہے پونٹ آف آرڈر پر اسپیکر صاحب نے انہیں بات کرنے کی اجازت دی ہے تو ان کو بات کمل کرنے دیں آپ یہ طریقہ ہے۔

وزیر حکومتہ خزانہ: جناب اسپیکر! میں خداخواستہ عدالت کی تو ہیں نہیں کرنا چاہتا میں عدالت کی عزت کرتا ہوں۔ لیکن اُس فیصلے کے نتیجے میں جو دور رس نتائج اُس کے ہوں گے جو negative impact کرتا ہوں۔ معاشرے میں پڑی گا جو ملکی ساخت متاثر ہوئی ہے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: نج کی conduct پر بات نہیں ہو رہی judgement پر بات ہو سکتی ہے لیکن ابھی تک ان کا موقف آپ تو سنیں پہلے۔

وزیر حکومتہ خزانہ: شاء بھائی! آپ نج ہیں نہ وکیل مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ جناب چیئرمین: جو overall situation بنی ہے اس پر اپنا موقف بیان کر رہے ہیں تو اس میں تباہت کیا ہے۔ (مداخلت)

وزیر حکومتہ خزانہ: جناب اسپیکر! یہ میرا معزز دوست نج ہے نہ وکیل ہے۔ جناب چیئرمین: تو آپ condemn کر لیں جب آپ کی باری آئیگی ان کے بعد آپ بات کریں ابھی سنیں تو۔ آپ ان کا موقف سنیں اگر آپ اس پر بات نہیں کرنا چاہتے ان کا جواب دینا چاہتے ہیں تو آپ کو موقع دیا جائیگا۔

وزیر مکملہ خزانہ: بس مجھے تسلی سے سنیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: یہ نج کے conduct پر بات نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو نہیں کر رہے ہیں نج کی conduct پر بات نہیں کر رہے ہیں ناں آپ بات سنیں ناں۔

وزیر مکملہ خزانہ: میں judgement کے اثرات پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں کر سکتا نہیں کر رہا ہے ناں۔

وزیر مکملہ خزانہ: judgement کی وجہ سے ہمارے ملک کی جو ساخت متاثر ہے اس پر بات کرنا چاہتا ہوں
judgement کے حوالے سے ہماری نئی نسل میں جو ایک negative impression گیا ہے اس پر میں
بات کر رہا ہوں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر مکملہ خزانہ: وہ حق شناع صاحب آپ سے نہیں چاہیے وہ حق مجھے میرے حلقة کے لوگوں نے دیتے ہیں۔
(مداخلت) مجھے پانچ منٹ تسلی سے سنیں پھر میں یہیوں گا میرا اسحقاق ہے نہیں میں اپنی بات کروں گا۔

جناب شناع اللہ بلوچ: چیئرمین صاحب! آگے چلیں۔ ہم judgement پر کوئی بھی سننا نہیں چاہتے۔

وزیر مکملہ خزانہ: جناب اسپیکر! آئین اور قانون میں یہ ہے کہ جب کوئی subjudice matter اس پر
کوئی بات نہیں کر سکتا۔ کوئی judgement آجائے وہ پہل پارٹی ہے اس پر ہر کوئی رائے دہی کر سکتا ہے اور یہ
اسembly ممبر ان اسembly کی کارروائی وہ کسی قانون کے زمرے میں نہیں آتا۔۔۔ (مداخلت۔شور) جناب اسپیکر! ہمارے
معزز ذہنست نہ نج بنتے کی کوشش کریں نہ وکیل بنیں یہاں اتنی سی معلومات ہمیں بھی ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب چیئرمین: دیکھیں! آپ لوگوں کا طرز عمل جو ہیں وہ پوانچٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں آپ ان کو بات
کرنے دیں اپنا موقف بیان کرنے دیں۔

وزیر مکملہ خزانہ: نہیں آپ پانچ مجھے تسلی سے سنیں پلیز۔

جناب چیئرمین: آپ بات کرنے دیں اور کارروائی آگے بڑھانے دیں بیٹھ جائیں احمد نواز please۔

وزیر مکملہ خزانہ: نہیں آپ لوگ سین گے۔۔۔ (مداخلت) نہیں اس کا impression غلط کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: شناع بھائی! آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی ہے تو پھر آپ کیسے بات کر رہے
ہیں؟ آپ رول اور قانون کی بات کر رہے ہیں ضابطہ کی بات کر رہے ہیں؟ رول کی آپ مسلسل خلاف ورزی
کر رہے ہیں۔ بیٹھ جائیں آپ دنیش! آپ کو بات کرنے کی کس نے اجازت دی ہے؟ بیٹھ جائیں دنیش بیٹھ

جائیں۔ جی منستر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر حکومت خزانہ: شکریہ شکریہ جناب اسپیکر، شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں اُمید کروں گا---(مداخلت) جناب اسپیکر! یہ میرا حق ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! ایک معزز رکن کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی گئی ہے اگر آپ لوگ نہیں مانتے ہیں تو پھر اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اجلاس ملتوی کر دیں۔ آپ لوگ آپس میں پھر بات کر لیں۔ (مداخلت۔ شور) تو پھر آپ انہیں کیوں بات کرنے نہیں دے رہے ہو؟ انہیں بات تو کرنے دیں۔ ان کو بات تو کرنے دیں۔ point of public importance پر وہ کھڑے ہیں اُن کو اجازت دی گئی ہے آپ پلیز سُنیں۔

وزیر حکومت خزانہ: جناب اسمبلی کو پتہ نہیں میرے دوست نے کہاں سے ٹیکنا لو جی ایجاد کیا ہے ابھی بیٹھ بیٹھے، اسمبلی کو ہر اس معاملے پر بولنے کا حق ہے جو پلک ریلیڈ ہو۔ اور یہ فیصلہ اس کا public impact پر پڑے گا۔---(مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: اختر لانگو صاحب مجھے نظم و ضبط کی برقراری پر رونگ دینی پڑے گی آپ کو آپ پلیز بیٹھ جائیں مجھے رونگ دینی پڑے گی آپ مسلسل مداخلت کر رہے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: آپ ایک بات نوٹ کر لیں جذل مشرف قاتل ہے۔

وزیر حکومت خزانہ: میں یہ نہیں کہہ رہا جذل مشرف نواب اکبر بگٹی کا قاتل تھا اُس کو پچانسی چڑھا دو میں pros and cons پر بات کر رہوں میں judgement کی detail کی پر بات کر رہوں۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ مُردے کوتین دن لٹکا دو میں اُس پر بات کر رہوں اکبر خان کے قاتل کو پچانسی ملنی چاہیے۔ میں اُس پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ نہ میں یہاں کھڑا کسی قاتل کا دفاع کر رہا ہوں اور نہ کسی مجرم کی پیروی کر رہا ہوں۔ میں صرف اُس کے دُور رس نتائج کی بات کر رہا ہوں وہ جو میرا اتحاد تھا۔

جناب شاء اللہ بلوج: ہمیں پیر انبر بتائیں جس پر آپ بات کر رہے ہیں۔

وزیر حکومت خزانہ: کس کا؟ میں عدالت میں نہیں کھڑا ہوں کہ پیر انبر بتاؤ۔---(مداخلت۔ شور)

جناب شاء اللہ بلوج: آپ ریفرنس کے ساتھ بات کریں۔

وزیر حکومت خزانہ: نہ آپ نج ہیں اور نہ میں وکیل ہوں۔---(مداخلت)

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں دیش۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ اُس پر order in the House دیش آپ بیٹھ جائیں۔

نہیں بات کریں گے وہ overall ایک judgement پر بات کرنا چاہرے ہے ہیں دیکھیں۔ دشیش صاحب بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) بیٹھ جائیں اگر نکالنے کی نہست آگئی تو لمبی ہو گی نکالنے والوں کی۔ جس طرح کی مداخلت ہو رہی ہے بیٹھ جائیں پلیز آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ اختر لانگو صاحب! پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔ آپ آئین کا آرٹیکل 192 پر ہیں اُس کے مطابق اُنکو حق ہے وہ conduct پر بات نہیں کر رہے ہیں وہ judgement پر بات کر رہے ہیں۔ آپ سُن لیں آپ لوگ اپنا موقف بیان کر دیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) دشیش بیٹھ جائیں آپ منشی صاحب کو بات کرنے دیں۔ دیکھیں بات سنیں پلیز بات سنیں احمد نواز بیٹھ جائیں۔ اہم قراردادیں ہیں اگر آپ ہاؤس کو نہیں چلانا چاہتے ہیں تو میں اجلاس کو ملتوی کر دوں گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور) اختر لانگو صاحب بیٹھ جائیں پلیز آپ خود تائم ضائع کر رہے ہیں آپ سارے تائم ضائع کر رہے ہیں۔ پلیز دشیش بیٹھ جائیں نہیں تو باہر نکال دوں گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور) اختر لانگو صاحب یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے بات کرنے کا۔ آپ کو جب مائیک دیں گے تو آپ پھر بات کر لیں آپ کی بات ریکارڈ نہیں ہو رہی ہی ہے۔ تو آپ کو بات کرنے دیں گے پھر آپ تقریر کر لیں ناں آپ بیٹھ جائیں۔ کارروائی آگے بڑھنے دیں آگے ہے۔ تو آپ کو جب میں نے کیا کرنا ہیں آپ بیٹھ جائیں، نہیں تو پھر میں اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہو گا۔ یہ غیر پارلیمنٹی الفاظ سیکرٹری صاحب حذف کروادیں۔ شنا صاحب مجھے راہنمائی کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتہ ہے کہ میں نے کیا کیا کرنا ہے جب میں یہاں بیٹھا ہوں مجھے پتہ ہے کہ میں نے کیا کرنا ہیں آپ بیٹھ جائیں، نہیں تو پھر میں اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دوں گا آپ اپنا اختتامی جملہ بتا دیں اور ختم کر دیں گے۔

وزیر ملکہ خزانہ: جس طرح انہوں نے بات کی ہے ہم نے تسلی اور اطمینان سے سنا ہے۔ جس طرح میں بات کروں گا وہ اطمینان سے سُنیں۔ اُن کو بتا دیں۔ میں خداخواستہ کسی کو یہاں گالم گلوچ نہیں کروں گا۔ کسی کی پگڑی نہیں اُچھا ہوں گا۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

وزیر ملکہ خزانہ: اور مجھے issues پر بات کرنے کا انتہا ہے جتنا ایک اپوزیشن ممبر کو ہے۔

جناب چیئرمین: اُن کو بات تو کرنے دیں۔

میرا ختر حسین لانگو: میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں۔

وزیر ملکہ خزانہ: نہیں میں بول رہا ہوں وہ وضاحت کریں۔

میرا ختر حسین لانگو: پھر اس کے بارے میں ہم سب کو بولنا پڑے گا۔

وزیر مکملہ خزانہ: آپ بولیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ آپ سب کو اجازت دے دیں گے۔ بیٹھیں گے چار بجے تک بیٹھیں گے۔

وزیر مکملہ خزانہ: ان کو آپ دس گھنٹے بولنے دیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے پہلے آپ decide کر دیں کہ اپوزیشن بولنا چاہتی ہے یا نہیں۔ صحیح ہے ok صحیح ہے آپ بات کریں۔

وزیر مکملہ خزانہ: تو ہین عدالت کا اگر میں مرکب ہوا تو میں بھگتوں گا آپ نہیں بھگتیں گے میں جا کے یہ بات اللہ نے مجھے اتنی جرات دی ہے کہ اس ظلم کو میں ظلم کر سکوں میں نظر یہ ضرورت پڑھیں جاتا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب آپ چیئرمک اکٹ مخاطب کریں۔ آپ بات کریں آپ تمام ضائع کر رہے ہیں منسٹر صاحب آگے کارروائی بہت ہے۔ (مداخلت) دنیش بیٹھ جائیں ان کو بات کرنے دیں۔ غیر پارلیمانی الفاظ جتنے بھی ہیں سارے حذف کیے جائیں۔ ok بیٹھ جائیں، حذف ہو گئے۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)۔ احمد نواز آپ کو باری دیں گے آپ بیٹک ایک گھنٹہ تقریر کر لیں۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) بات سنیں۔ جملہ حذف کر دیا ہے بیٹھ جائیں۔

وزیر مکملہ خزانہ: جناب اسپیکر دیکھیں انہوں نے ایک مذہب کی تو ہین کی ہے، یہ جمہوریت کے چیزیں ہیں بولنے نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین: غیر پارلیمانی الفاظ سارے حذف کیے جائیں، اگر کسی کے مذہب کی بات ہو رہی ہے اور وہ منفی sense میں ہے تو انتہائی قابل مذمت ہے۔

وزیر مکملہ خزانہ: آپ کو تمام پاکستانی ہندوؤں سے معافی مانگنی چاہیے۔ آپ نے ہندوؤں کی دل آزاری کی ہے۔ کہ XXXX۔ جس طرح پاکستانی شہری میں ہوں اس طرح ہندو بھی پاکستان کے شہری ہے، جس طرح کے حقوق مجھے حاصل ہیں ایک ہندو کو بھی حاصل ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ XXXX۔ آپ معافی مانگیں۔ آپ نے ایک مذہب کی تو ہین کی ہے، آپ نے پاکستان کے محب وطن ہندوؤں کی تو ہین کی ہے۔ آپ معافی مانگیں اختر حسین صاحب۔ شام لعل صاحب دیکھیں۔ یہ اسمبلی کے ریکارڈ میں آگیا ہے۔ آپ نے ایک مذہب کی تو ہین کی ہے۔

جناب چیئرمین: ظہور صاحب، منسٹر صاحب! آپ کی بات ختم ہو گئی تو آپ اپنی بات کر لیں آپ بھی ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جس نے بھی بات کرنی ہے مجھ نام لکھوادے۔

☆ بحکم جناب چیئرمین غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXX یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دینے گئے۔

وزیر حکمہ خزانہ: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں اور اپنے اپوزیشن ممبر ان کا شکرگزار ہوں جو مجھے بالآخر تسلی سے سن رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! میرا مقصد کسی مجرم کی پیروی نہیں کرنا ہے۔ میرا مقصد یہاں کسی کی پکڑی نہیں اچھا لانا ہے، میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ایک ایشپر اپوزیشن کو بولنے کا حق ہے اُسی طرح ہمیں بھی حق ہے۔ اگر کسی نے جرم کیا ہے تو اُس کو سولی پر لٹکاؤ۔ اسے پھانسی دو، اُسے قانون کے مطابق جو اُس کی سزا بنتی ہے اُس کو دے دو۔ اس بات پر نہ کسی کو اختلاف ہے نہ کوئی یہاں اُس پر اختلاف کرے گا۔ میں نہیں کہوں گا کہ جزل پرویز مشرف قانون سے بالاتر ہے، میں صرف اتنا کہوں گا کہ ایک مصنف جس نے ایک فیصلہ دیا ہے، فیصلے میں قانون میں لکھا ہوا ہے کہ آپ جو بھی مجرم ہو اُس کو قانون کے تحت صفائی کا موقع دیں۔ ہبہ جو ہوتا رہا دنیا نے دیکھی اور جس طرح فیصلہ آیا ہے اس فیصلے میں ایک بات انہوں نے mention کی ہے کہ اگر ایک بندہ ایک مجرم بقول اُن کے اُس کی فوتنگی ہو جائے اُس کو مرنے کے بعد گھیٹ کر ڈی چوک پر لے آئیں اور اُسکی لاش لٹکا دیں۔ جناب اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں ہم ایک مہذب دُنیا میں رہ رہے ہیں۔ دُنیا اپنی اعلیٰ اقدار، انسانیت کی وجہ سے بہت آگے جا چکی ہے۔ اس طرح کے فیصلے پرانے وقت میں جو ظالم بادشاہ ہوا کرتے تھے جو ظالم ڈکٹیٹر ہوا کرتے تھے اُن کے بارے میں ہم نے سنی ہے۔ ایک جمہوری ملک میں نہ ہم نے سنی ہے اور یہ فیصلہ یہ کیا message کیا دینا چاہتے ہیں دُنیا میں ہم جنگی لوگ ہیں، آخر یہاں کا مصنف بھی قاتل بنا ہوا ہے کہ کسی لاش کو لٹکا دے گا۔ تو میں جو ایک free-trial ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہو سکتا، اور جو base بنایا ہے یہ ستر ہویں صدی میں کا لزوجو نگ تھا اُن کا اُس کی جو جزل کہیں نے جب اُس کو ڈیپوزٹ کیا اُس کو جو انہوں نے سولی پر لٹکا دیا تو وہ چار سو سال پہلے جب یورپیون مہذب دُنیا میں شامل ہو رہے تھے جب انڈسٹریل ریولюشن آ رہا تھا جب وہ جو ہے ترقی کے منازل طے کر رہا تھا اُس وقت ایک ڈکٹیٹر authoritarian absolute base کا اس کے خلاف ایک گو ہو گیا اُس کو بنانے کے آج جو پاکستان آج جو پوری جو ہے قانون کی جو دھیاں اڑ گئی ہیں یہ انتہائی قابل مزمت ہے۔ جناب اسپیکر نہ کوئی انسانیت نہ کوئی ہیمن ریپبلیک میشن، نہ کوئی پلٹیکل پارٹی، نہ ہی کوئی انسان دوست کسی مردے کو لٹکانے کی بات کر سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! میں اس سے متعلق بولنا چاہتا ہو، لیکن افسوس ہوا کہ ہمارے جو جمہوریت کے چھپیٹن بن رہے ہیں، ہم نے انسانیت کی بات کی اور انہوں نے ایک عجیب سا شور و غل کیا اور یہاں اسمبلی کا روائی کرنے والے کے لیے مؤخر کروادی۔ جناب اسپیکر!

Thank you very much!

جناب چیئرمین: شکر یہ۔ جی اپوزیشن لیڈر صاحب جی۔

قائد حزب اختلاف: جس نے جتنا بھی بولنا ہوا جائزت دی جائے۔ پہلے یہ proceedings ہو جائیں اُسکے

بعد ہم سب بولیں گے جو interpretations جس نے کرنی ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب نصراللہ خان زیرے کی جانب سے تحریک التوانہر 1 موصول ہوئی ہے، قواعد و انصباط کا ر بلوچستان اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر (1) 75 تحت تحریک التوانہر 01 پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 13 دسمبر کوئٹہ ثوب شاہراہ، کان مہترزی کے مقام پر ٹرینک کے ایک المناک حادثے کی نتیجے میں 15 سے زیادہ مسافر ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ (خبری تراشہ مسلک ہے) واضح ہے کہ گزشتہ ایک عرصے سے صوبے کی اہم شاہراہوں پر خوفناک حادثات رونما ہو رہے ہیں جس کے نتیجے میں سینکڑوں فقیتی جانیں ضائع اور سینکڑوں معدود ہو چکے ہیں لہذا اسمبلی کی کارروائی کو روک کر ان المناک حادثات کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا تحریک التوانہر 01 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جوار اکین تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ جی سیکرٹری صاحب تحریک کو قاعدہ (2) 75 کے تحت مطلوبہ ارکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی لہذا جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی تحریک التوانہر 1 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب چیئرمین! میں قواعد و انصباط کا ر بلوچستان صوبائی اسمبلی کے مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہر کا نوش دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 13 دسمبر 2019ء کو کوئٹہ، ثوب شاہراہ، کان مہترزی کے مقام پر ٹرینک کے ایک المناک حادثے کے نتیجے میں 15 سے زیادہ مسافر ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ (خبری تراشہ مسلک ہے) واضح ہے کہ گزشتہ ایک عرصے سے صوبے کی اہم شاہراہوں پر خوفناک حادثات رونما ہو رہے ہیں جس کے نتیجے میں سینکڑوں فقیتی جانیں ضائع اور سینکڑوں معدود ہو چکے ہیں، لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر ان المناک حادثات کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک التوانہر 1 پیش ہوئی لہذا تحریک التوانہر 1 مورخہ 23 دسمبر 2019ء کی نشست میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔ میر جان محمد جمالی صاحب اور جناب اصغر علی ترین صاحب ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔ جناب ثناء اللہ بلوج صاحب! رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 72 پیش کریں۔

وزیر مکملہ خوراک و بہودا بادی: جناب-----

جناب ثناء اللہ بلوج: سردار، خاموشی سے چیزیں چل رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا! اس قرارداد کے بعد آپ کو دے دیں گے۔ قرارداد پیش کرنے کی ان کو اجازت دے دی گئی ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: قرارداد نمبر 72۔ ہرگاہ کہ یہ بات روزِ روشن کی طرح سب پر عیاں ہے کہ طلباء و طالبات کسی بھی ترقی پذیر اور ترقی یافتہ معاشرے کی سیاسی، سماجی، تعلیمی، معاشی اور مستقبل کی ذمہ داریوں کے حوالے سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ طلباء و طالبات کے احساسات و خواہشات اور معاشرتی و معاشی معاملات سے متعلق فقط نظر طلباء یونیورسٹ کے قیام و مؤثر کردار کے باعث ممکن ہے، لہذا یا ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ صوبہ سمیت ملک بھر طلباء یونیورسٹ کی فوری طور پر بحالی کو تینی بنائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 72، پیش ہوئی admissibility کیوضاحت کریں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! بلوچستان وہ خوش قسمت صوبہ ہے کہ گوکہ تعلیمی اعتبار سے، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے، انفراسٹرکچر کے اعتبار سے بلوچستان کو ہمیشہ پسمندہ صوبہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن بلوچستان کو کوئی طرزِ امتیاز حاصل رہا ہے ہمیشہ پاکستان کی وفاق میں جب 1971ء سے پہلے، 1970ء سے پہلے بگہہ دیش بھی پاکستان کا حصہ تھا، تو یہ طرزِ امتیاز یہ تھا کہ بلوچستان میں بہت ہی intellectual میں بہت ہی اعلیٰ پائے کے سیاسی، سماجی معاشی اور معاشرتی اور ادبی شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگ پیدا ہوتے تھے۔ بلوچستان کے نوجوان علی گڑھ یونیورسٹی میں وہاں انہوں نے بلوچستان پورے دنیا میں جمہوریت کی ترقی پسندگی کی، شعور کی، فراست کے جھنڈے گھاڑ دیئے۔ بات میں وہ انگریزوں کے خلاف، سماراجی قوتوں کے خلاف اُن یونیورسٹی میں طلباء سیاست کا حصہ بنے۔ اور اُس کے بعد بلوچستان کے وہ عظیم رہنماء، جن میں نواب غوث بخش بزنجو بھی شامل تھے، میر یوسف علی عزیز مگسی صاحب بھی شامل تھے، جس میں خان عبدالصمد خان اچکزئی صاحب بھی شامل تھے، جس میں باچا خان صاحب اور اُس کے پیروکار شامل تھے یہ سب لوگ تھے جو طلباء سیاست سے یونیورسٹیوں سے فہم و فراست سیکھ کر یہاں انگریزوں کے خلاف ایک منظم سی جدو جہاد انہوں نے منظم کی۔ اور اُس انگریز کے خلاف استعماریت کے خلاف لوگوں میں شعور پیدا کرنے میں طلباء نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ صرف برصغیر میں نہیں، بلکہ جناب والا! پورے دنیا میں اگر دیکھا جائے۔ آپ 1848ء سے لیں پھر اُس کے بعد آپ پسین میں دیکھیں، امریکہ میں دیکھیں، ترکی میں دیکھیں سو ویت یونین میں دیکھیں، چیکو سلووا کیہ میں دیکھیں، ماڈرن چاٹا ہے اُس کی تاریخ اُٹھا کے دیکھیں۔ یہ جہاں بھی دنیا میں کوئی ایک اچھا ملک جہاں تعمیر ہوا ہے اُس کو اگر اچھی لیڈر شپ فراہم کی ہے وہ طلباء سیاست اور طلباء یونیون کی بدولت ہوئی ہے۔ کوئی planted leadership کروں میں اُگے ہوئے لیڈر شپ، سڑکوں سے اُٹھائے ہوئے لیڈر شپ، مافیا کو، چوروں کو، ڈاکوں کو منتخب کر کے کوئی بھی قوم آج تک آگے نہیں بڑھی۔ سیاست ایک عبادت ہے، جب سیاست کو عبادت کہا جاتا ہے تو عبادت کیلئے تربیت اہم ہے

- تربیت کہاں سے آتی ہے جناب والا! جس طرح ہم سکولوں میں سمجھتے ہیں، ہم ڈگریاں حاصل کرتے ہیں طالبعلم بنتے ہیں۔ جناب والا! جب ہم تربیت حاصل کرتے ہیں تو یہ تربیت بعد میں ایک اچھا انسان بناتی ہے۔ اسی لیے جب students union اور طلاء سیاست پر جب لوگ روزمرہ معاملات میں ملوث ہوتے ہیں، جب ان میں حصہ لیتے ہیں، جب وہاں اپنا debate کرتے ہیں، ڈائیالاگ کرتے ہیں، یہ استوڈنٹس وہاں سے جا کر آہستہ آہستہ لیدر بنتے ہیں۔ میں آج فخر کیسا تھہ کہہ سکتا ہوں میرے نہ بابا سیاست داں تھے اور نہ میرے دادا سیستان تھے آج بلوچستان میں مجھے کوئی عزت ملی ہے، آج میرے لب و بجہ عوام کی آواز اور ان کی رہنمائی ہوتی ہے تو میں بلوج سٹوڈنٹس آر گنائزیشن کی پیداوار ہوں۔ یہ پی ایس او کی پیداوار ہے۔ یہاں پی ایف کی پیداوار بیٹھے ہیں، یہاں پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کی پیداوار بیٹھے ہیں۔ یہاں بلوچستان میں پورے پاکستان میں جناب والاسٹوڈنٹس تحریک جزل ایوب خان کے دور سے شروع ہوئی۔ 1960ء کے بعد لیکن جب جزل ایوب خان کو نظر آیا، کہ طلاء کام کیا اور 1971ء سے لیکر 1977ء تک پاکستان میں طلاء سیاست بہت فروغ پائی۔ وہاں یونیورسٹیوں میں ایک ترقی پسند، باشور، باعلم، فہم و فراست والی سیاست شروع ہوئی۔ جب جزل ضیاء الحق صاحب نے پاکستان میں مارشل لاء نافذ کیا تو ان کو سب سے بڑا خطرہ طلاء سے تھا۔ اس لیے کہ طلاء بہت جلد کوئی بھی دیانتوں کی، کوئی بھی بوسیدہ، کوئی بھی دنیا میں rejected ideas کے ساتھ آئے تھے۔ اور انہوں نے آتے ہی جناب والا! دنیا کے اندر جتنی ضیاء الحق ایک ideas کے ساتھ آئے تھے۔ اور انہوں نے آتے ہی جناب والا! other development countries کے تھیں۔ دنیا تین جگہوں پر تقسیم تھی۔ ایک capitalism تھا۔ ایک socialism تھا اور پھر جناب والا! other۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ایک تیسری دنیا تھی۔ جو پلیٹکل variant students میں کلاشکوف کلچر لایا گیا، منشیات کلچر 1980ء کے بعد 1988ء تک ضیاء الحق نے پابندی عائد کر دی کسی نہ کسی طریقے پر طلاء یونین اور سیاست پر۔ اس کے بعد طلاء سیاست میں جان بوجھ کر طلاء یونین میں کلاشکوف کلچر لایا گیا، منشیات کلچر criminalization کی گئی۔ طلاء سیاست میں طلاء سیاست کو متعارف planted leadership کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو طلاء سیاست میں تشدید کا رجحان آیا۔ اسی طرح 1990ء میں سپریم کورٹ میں یہ معاملہ گیا

اور سپریم کورٹ نے کہا کہ جناب والا! لوگ مر رہے ہیں تشدید ہو رہا ہے لہذا یونیورسٹی پر پابندی ہے۔ پھر اُس کے بعد 2008ء جب پیپلز پارٹی کی حکومت آئی، پھر یہ تحریک زور پکڑنے لگی۔ آج میں صرف آپ کو چھوٹی سی مثال دوں گا۔ آج جمنی، کم آبادی والا ملک ہے موسم کے اعتبار سے ہم سے بہت زیادہ خراب رکھنے والا ملک ہے۔ 1960ء کی دہائی میں جب اتنی بڑی تباہی اور بر بادی کے بعد نازی ازم کے بعد جب وہاں تھوڑی سی آئی۔ 1960ء میں طلباء نے بہت بڑی تحریک کا آغاز کیا۔ وہ تحریک کیا تھا کہ یونیورسٹیوں کو تعلیم یافتہ بنانا، یونیورسٹیوں میں فنڈر ز قائم کرنا۔ یونیورسٹیوں میں سائنس و ٹینکنالوجی کو لازم قرار دینا۔ آج اگر جمنی کی ساری چیزیں ہم استعمال کرتے ہیں وہ بدولت اُس طلباء تحریک کی۔ کہ آج جمنی معاشری قوت بنا ہے۔ اور وہاں planted leadership ہوتی تو آج بھی جمنی بھیک مانگ رہا ہوتا۔ آج ماڈرن چائنا کی بات کر رہے ہیں، آج ماڈرن چائنا کی جدوجہد 1919ء میں، 1930ء میں طلباء جب سیاست کی بدولت تھی کہ انہوں نے Japanese imperialism کو شکست دیا، پھر اُس کے بعد 1970ء تک اُن کی سشوڈنٹس وِنگ کی بونسٹ پارٹی کی لیگ تھی اُس نے بڑا ہم role-play کیا۔ آج پاکستان میں جو آپ ایک یہجانی کیفیت دیکھ رہے ہیں۔ آج جو اداروں کا ٹکراؤ دیکھ رہے ہیں۔ آج فیصلوں میں آپ کو قباحت نظر آ رہی ہے۔ آج پاکستان میں غربت نظر آ رہی ہے۔ آج نوجوانوں میں افراتفری نظر آ رہی ہے، بیرونی اور بے چینی نظر آ رہی ہے۔ آج نوجوان تشدید کی طرف بڑھ گیا۔ violence کی طرف بڑھ گیا ہے۔ اُس کی بنیادی وجہ کیا ہے، ہم نے نوجوانوں کو مل بیٹھ کر بات کرنے کا، سیاست اور اپنے معاملات کو سمجھنے کا موقع نہیں دیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بچے ہیں چھوٹے ہیں۔ کل ہم بھی بچے تھے۔ یہ ہم ہیں یہ جو سشوڈنٹس آج یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں وہ ہم ہیں، آپ ہیں مستقبل کا۔ وہ ادھر آئیں گے اور ہم نے جان بوجھ کے اُن پر پابندی عائد کی دو طریقے کے ادارے ہوتے ہیں ایک ہوتا ہے رسمی، formal institutions۔ ایک ہوتا ہے غیر رسمی informal institutions۔ یہ آپ کی یونیورسٹیاں ہیں، کالجز ہیں کلاس روز میں لیکچر ہیں。 curricula۔ ایک ہوتی ہے informal setting with development, natural growth, capacity building میں آتی ہیں، circules، میں آتی ہیں، چائے پیتے ہیں، گپ شپ کرتے ہیں informal setting ہوتا ہے۔ مل بیٹھتے ہیں، تقریریں کرتے ہیں۔ یہ exposure، confidence، built وہاں سے ہوتا ہے۔ تو جن کو خوف ہے کہ طلباء یونیورسٹیوں جو پاکستان میں کوئی بہت بڑا انقلاب لے آئیں یا خداخواستہ پاکستان کو کسی غلط طرف دھکیلیں گے۔ یہ میرا ایمان ہے، میرا ذائقی طور پر یہ تجربہ ہے، ایک طلباء سیاست کے علمبردار کی حیثیت سے سمجھتا ہوں

کہ طلباء یونیورسٹی کی بحالی پاکستان میں ترقی اور تعمیر کا باعث بنے گی۔ شعور کا باعث بنے گی۔ نئے رجحانات کو متعارف کرنے کا باعث بنے گی اور باقی صوبوں کو وفاق کے لوگوں کو آپس میں ملائے کا باعث بنے گی۔ جو لوگ اسٹوڈنٹس یونیورسٹی کی ابھی بھی مخالفت کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ امتیاز بھی بلوچستان اسمبلی کو حاصل ہونا چاہیے کہ آج ہم متفقہ طور پر ہم کہیں کہ ہم اپنے نوجوانوں کو critical thinking کی اجازت دیتے ہیں، ہم ان کو informal settings میں سیاست کی اجازت دیتے ہیں، ہم ان کے لئے ان کی مرضی و منشا کے مطابق جدید ایڈوانس curricula اور سلسلہ بننا چاہتے ہیں۔ ان کی مرضی کے مطابق فیسیں مقرر کرنا چاہتے ہیں، یہ ڈسکشن اور ڈائیالاگ آپ سٹوڈنٹس یونیورسٹی سے کراستہ ہیں۔ میں نے اگر کل کوئی ایجوکیشن پر پالیسی بنانی ہے ہاڑا جو کیشن کے میں ایک پھر ارز سے بیٹھوں گا۔ اُس نے آگے نہیں بننا ہے۔ ان کو پروفیسر اسٹینٹ پروفیسر ریٹائرڈ ہونا ہے۔ مجھے ڈائیالاگ اور discussion اپنے بچوں سے کرنا ہے اپنے طلباء سے کرنا ہیں۔ اور ہم نے طلباء یونیورسٹی میں نہیں چھوڑی ہے۔ ان کی critical-thinking تو میری گزارش ہے کہ پاکستان میں سندھ اسمبلی نے اس پر قرارداد پاس کی ہے۔ 2017ء میں سینٹ نے متفقہ طور پر پاس کی ہے۔ اور آج میں یہ قرارداد پیش کر رہا ہوں یہ ہم سب کے آنے والے بہتر مستقبل اور بچوں کیلئے ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس میں اپوزیشن اور حکومت کی بات نہیں ہے۔ اس میں ایک نئی سوچ اور نئی پودا ورنی جو ہے خوبصورت اپنی ایک نوجوان نسل کی تربیت اور اہنمائی اور ان کو discipline میں لانے کی ضرورت ہے، اور وہ ہے طلباء یونیورسٹی کی بحالی۔ لہذا جناب چیئرمین میری قرارداد کو اگر متفقہ طور پر منظوری کیلئے پیش کر دیں میں آپ کام منون و مشکور ہوں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی نصراللہ صاحب آپ کے پاس مدد و ناخم ہے جی آپ قرارداد پر بات کر لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب چیئرمین! جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے، قرارداد نمبر 72۔ میں اسکی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ یقیناً جناب چیئرمین! جس طرح کہا گیا۔ کہ اس ملک میں روز اول سے اس بات کی اجازت نہیں دی جا رہی تھی شروع سے کہ یہاں ایک جمہوری حکمرانی ہو۔ اور پھر جمہوری حکمرانی ان کے جمہوری پارٹیوں کے ذریعے ہو۔ اور جمہوری پارٹیاں جب بڑھتی ہیں تو اپنے ان طلباء کے ذریعے جنہوں نے اپنی اپنی یونیورسٹیز میں کالجز میں انہوں نے سیاست کی ہو۔ اور اس کے ذریعے پھر پارٹیاں بنتی ہیں آج جب ہم یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہیں جناب چیئرمین! ہم تمام وہ لوگ ہیں جو ہم مختلف کالجوں سے، یونیورسٹیوں میں ہم نے مختلف طلباء یونیورسٹیز میں کام کیا۔ اور آج ہم اس حد تک پہنچے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آج جس بات کا رونارویا جا رہا ہے، اس ملک میں جب بھی فوجی ڈکٹیٹر آئے ہیں، چاہے وہ جزل ایوب ہو، جزل یگی ہو، پھر جزل ضیاء الحق

اور پھر جس کے اوپر بات ہو رہی ہے جزل مشرف ان کے دور میں اس لیے یہ ملک پیچھے چلا گیا کہ انہوں نے جمہور کی آواز پر پابندی لگادی۔ انہوں نے طلباء پر پابندی لگادی۔ ان کے یونیز پر پابندی لگادی۔ آج معاشرہ جو ہے ایک گھنٹن کا شکار ہے۔ جناب چیئرمین! انہوں نے اس آئین کو نہیں مانا۔ اس آئین کا آپ آرٹیکل پڑھیں، آرٹیکل نمبر 189 اس میں واضح طور پر درج ہے کہ آپ کسی شہری کو، کسی کو بھی آپ اُس کے تحریر و تقریر، انجمان سازی اور پارٹی بنانے سے نہیں روک سکتے۔ لیکن اس پر جزل ضیاء کے دور میں یہ ہو۔ پارٹیوں پر پابندی لگائی گئی۔ یونیز پر پابندی لگائی یونیورسٹیز میں اور جس کی بدولت یہ ملک دشمنوں کے نزع میں آگیا۔ جزل مشرف کے دور میں بھی یہی ہوا۔ اُس کے دور میں سب کچھ ہوتا رہا۔ دشمنوں کی پشت پناہی کی گئی۔ اور اُس کے بجائے سیاسی پارٹیوں پر پابندیاں لگائی گئیں۔ اگر آج سیاسی پارٹیوں پر پابندی نہیں لگائی جاتی تو یہ ماحول آج اس ملک میں نہ ہوتا۔ لہذا اس قرارداد کا میری گزارش ہو گی ہاؤس سے کہ اس کو منظور کیا جائے تاکہ طلباء، طالبات اپنی یونیورسٹیز میں وہ یونیز بنائیں اور یونیز کے ذریعے وہ اپنا کردار ادا کریں، یونیورسٹی کے مختلف اداروں میں اور یونیورسٹی سے باہر اپنا سیاسی کردار ادا کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی انچینٹر زمرک خان اچکزئی صاحب۔ سردار کھیتان صاحب آپ قرارداد پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ اردو میں بات کریں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: مختصر بات کروں گا۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! ہم خود بھی students رہ چکے ہیں میں جب میں 1982, 83 میں student تھا پشاور یونیورسٹی میں تو اس وقت یونیز بحال تھا start میں اور ہماری پشاور یونیورسٹی کی یونیز president بن چکا تھا جو منتخب ہوتے ہیں پورے students کی طرف سے ان کو ووٹ ملتے ہیں جو federation ہوتی ہیں یا organizations ہوتی ہیں جس طرح انہوں نے کہا کہ PSO ہے BSO ہے JTI ہے PSF ہے۔ ابھی بھی یہ تنظیمیں ہم بناتے ہیں آج تحریک الصاف کی بھی اپنی ایک wing ہے آج ہمارے ایک ہر ایک جتنی بھی جمہوری پارٹیاں ہیں ہر ایک کی اپنی اسٹوڈنٹس آر گنا نیشن اپنے اسٹوڈنٹس فیڈریشن موجود ہے اگر اس کی اجازت ہے یہ موجود ہے اور یہ اپنے کام کر سکتے ہیں Hospitals کے فلاں و بہبود کے لیے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے تو یہ unions جو ہیں یا ایک جمہوری طریقہ ہے۔ یہ ایک جمہوریت کو، آپ اگر اور بھی دوام دینے کے لیے ان کو جو ہے زیادہ مضبوط کرنے کے لیے تو unions ضروری ہیں اُن اداروں میں۔ وہ اس لیے کہ ایک طرفہ فیصلے نہیں ہو گئے اگر صرف بیٹھی ہو گی صرف ایک یونیورسٹی میں واس چانسلر اور اُنکی کابینہ ہو گی، فیصلے ہوتے ہیں تو وہاں administration

اُس یونیورسٹی میں کوئی ہزاروں کی تعداد میں students پڑھتے ہیں جو مختلف مذہب سے مختلف سوچ اور فکر سے تعلق رکھتے ہیں اُن سے بھی پوچھا جائے کیونکہ بڑی تعداد انکی ہے اور وہ اپنے مسائل وہ بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں کہ ایک student خود سمجھتا ہے کہ میں زمر کا اگر پڑھ رہا ہوں تو میرے سامنے کون سی مشکلات ہیں میری یونیورسٹی میں اور کون سے مسائل ہیں جس کو میں اپنی ہی Unions کے through حل کرنا چاہتا ہوں۔ لئے students ہیں جو واؤ اُس چانسلر سے سال میں یا مہینے میں یا ایک دن میں مل سکتے ہیں۔ میں آپ کو کہہ دو کہ کل بھی ہماری ایک یہاں ایک یونیورسٹی کی meeting ہو رہی تھی کچھ ہمارے ڈیرہ بکٹی کے students آئے تھے کچھ گواہ سے آئے ہوئے تھے یہ جو ہے اور کچھ ہمارے ژوپ سے اُن کے مسائل تھے جو میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ ہمیں ٹائم نہیں ملتا ہے ہمیں واؤ اس چانسلر time نہیں دیتا ہے کہ ہم اُن سے ملیں، میں دو مہینے سے کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نہیں مل سکتے۔ تو اس مسئلے کو اس مشکلات کو حل کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ unions جب بنتے ہیں تو اس unions کو ایک protection ہوتی ہے آئین کے تحت اُن کی حیثیت ہوتی ہے۔ اور وہ بہتر طریقے سے آپ نے جو طالب علم اپنے جو طلبات ہیں اپنے جتنے بھی students ہیں اُن کے مسئلے کو جا کے اُس administration کے ذریعے وہاں اگر کوئی جمہوری حکومت وہاں چیف منستر کے ساتھ وہاں اگر گورنر ہے تو گورنر کے ساتھ ان کے ساتھ dialogues ہوتے ہیں اور اس dialouges کے ذریعے وہ اپنے مسائل حل کرتے ہیں۔ میں آپ کو حقیقت کے کہہ دوں کہ ضیاء الحق کے دور میں جب میں گیا first mira admission ہوا حالانکہ پشاور یونیورسٹی میں پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جوتا، انہوں نے یہ ایکش جمہوری طریقے سے جیتا، ہماری یونیورسٹی میں پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کا president آیا ایک سال چلا اُسکے بعد اُس پر پابندی لگائی گئی لیکن جب پابندی لگائی تو ہمیں کوئی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم اپنے مشکلات کیسے حل کریں صرف ہم اپنے تنظیم کے ذریعے حل کرتے تھے جو پارٹی کی تنظیم ہوتی ہے پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن۔ لیکن وہ یونیں بند ہو گئے students as a whole کا مشکلات ہوتے ہیں وہ بالکل اُس پر مطلب ایک قسم کی مٹی ڈالی گئی اور اُس کو اتنا دبایا گیا کہ ایک جمہوری نظام کو آپ نے ختم کر دیا ایک جمہوریت کا ایک حصہ ہے جس طرح ایک nursery ہے ایک politics میں آتا ہے چاہے وہ ڈاکٹر بنتا ہے چاہے وہ انجینئر بنتا ہے وہ یہی یونیورسٹی کی پیداوار ہوتا ہے آج میں انجینئر ہوں لیکن یہاں میں کھڑا ہوں ایک پولیٹیکل ورکرز کی حیثیت سے ایک MPA کی حیثیت سے تو یہ میں اُس federation کی اپنی union کی پیداوار ہوں کہ یہاں آج تک پہنچا ہوں۔ اگر جمہوریت کو دبایا جاتا ہے

جمهوریت کو ختم کیا جائے گا تو تب یہ چیزیں جو ہے وہ ایک قسم کا آپ اُس کو مغلونج کرتے ہیں اس کی ذہنی ذہنیت کو مغلونج کرتے ہوئے ان کے mentality کو آپ دباتے ہو تو اس طریقے سے میں کہتا ہوں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے اور جو قرارداد آیا ہے میں ہمارے پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں تو میں اپنی پارٹی کی طرف سے انکی مکمل حمایت کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اس کو پاس کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ایسا ہے کہ، ایک minute اس قرارداد کو نہیں؟۔ ہاں قرارداد پر؟ ok صحیح ہے، جی ڈمڑ صاحب آپ بات کر لیں۔

جناب نور محمد ذمہ (وزیر حکومہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا): سب سے پہلے میں۔

جناب چیئرمین: قرارداد پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی ڈمڑ صاحب۔

وزیر حکومہ خوارک و بہبود آبادی: پاؤنٹ آف آرڈر۔

وزیر حکومہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جی آپ بولیں۔ نہیں نہیں آپ بولیں۔ ہمارا اور آپ کا کوئی فرق نہیں ہے۔ میں آپ کے بعد بولوں گا۔

جناب چیئرمین: جی سردار کھیتیر ان صاحب آپ بات کریں پھر بعد میں۔

وزیر حکومہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: تو جناب اسپیکر! قرارداد کے بارے میں پارٹی کا ہمارے پارٹی کا موقف پر پھر پارٹی کے قائد آجائیں گے وہ پارٹی پالیسی بیان کریں گے یہاں تک اس قرارداد کی میری ذاتی رائے اس پر میں تو اس کے حق میں نہیں ہوں۔ وہ اس لیے میرا اپنا ایک point of views ہے دوستوں نے انکے حق میں بہت کچھ بولا، میں بھی ایک سٹوڈنٹ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ پارٹی موقف بیان کر رہے ہیں یا اپنا ذاتی موقف؟

وزیر حکومہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: نہیں نہیں میں اپنا ذاتی موقف بیان کر رہا ہوں۔ میں اپنا ذاتی موقف بیان کرنا چاہ رہا ہوں، وہ اس لیے کہ ہمارے تعلیمی ادارہ ہے، ہمارے تعلیمی ادارے اس مقصد کے لیے ہرگز نہیں بنے ہیں کہ وہاں students جا کے وہاں سیاست سیکھیں یا ہمارے parents، ہمارے والدین وہاں بچوں کو بچھ دیں کسی تنظیم کے ہاتھ پڑھ جائیں یا ہمارے بچوں کی وقت ضائع کریں۔ تعلیمی اداروں کا گورنمنٹ نے جو بنائیں اس کا مقصد یہ ہے کہ ہماری اس تعلیمی اداروں سے کوئی انجینئرنگ نکل جائے، کوئی ڈاکٹر نکل جائے، کوئی scientist نکل جائے لیکن ہماری بدختی یہ ہے، یہ کو students union کو جتنے غلط استعمال ہوا ہے کہ ہماری بلوچستان کے future کو انہوں نے بر باد کر دیا ہے۔ وہ اس لیے، ابھی ہماری جو جتنے بھی

students تنظیموں میں لوگ رہے ہیں اُن میں سے کوئی ڈاکٹر نہیں بنا، اُن میں سے کوئی اچھا نجیسٹر نہیں بنا، کیونکہ انہوں نے time میں گزارا ہے، یا اُنکے ہاتھوں میں کلاشنکوف تھماۓ گئے تھے یا مکمل رائے ایک unit بنایا ہوا ہے۔ کیا یہ سٹوڈنٹس تنظیمیں جو بنی ہوئی ہیں یہ ہمارے بچوں کا وقت ضائع نہیں کر رہیں؟

جناب چیئرمین: students union کچھ اور ہوتی ہے جو students تنظیمیں ہیں overall universities organization میں ایک علیحدہ ہے جس پر پابندی لگی ہے اور طویل عرصہ سے پابندی ہے اس پر یہ یونیورسٹی کے اندر تمام طلبہ تنظیموں پر مشتمل ہوتی ہے۔

وزیر ملکہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: یہی چیز ہے نا۔ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ یونیورسٹی کی students تنظیمیں ہیں۔ ان کے بارے میں ان پر جو پابندی لگی ہے اُس کے بارے میں جو انہوں نے قرارداد لایا ہے اس قرارداد میں میرا، اُس کا مقصد تو یہی ہے کہ یونیورسٹی میں student کو آزادی ہو وہ جو کرنا چاہیں اپنی تعلیمی بنا لیں سبق چھوڑ دیں classes چھوڑ دیں وہاں پرنسپل کی بے عزتی کریں وہاں واؤس چانسلر کی بے عزتی کریں۔ بیہاں سے political part کی involvement کی اداروں میں، تو تعلیمی ادارے ہمارے اس طرح بر باد ہو گئے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں میری ذاتی ایک تجویز ہے سیاست ہمیں کرنی چاہیے بیشک قوم کو سیاسی لیدر کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن کبھی بھی استوڈنٹس ہمیں استعمال نہیں کرنا چاہیے سٹوڈنٹس سے ہماری مستقبل وابستہ ہے، students سے ہمارے ملک کا مستقبل وابستہ ہے۔ جو سیاست کرنا چاہتا ہے وہ سبق پڑھ کر آجائے پھر سیاست شروع کرے۔ گورنمنٹ بھی سیاست کے خلاف تو نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے کہ ہمارے یونیورسٹی کے اندر باقاعدہ ایک political science subject ہے لیکن آپ پڑھ کے آ جائیں بیشک پھر سیاست آپ بعد میں، لیکن تعلیمی اداروں کے اندر students union پر مکمل پابندی ہوئی چاہیے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے آپ کاموٰف آگیا۔ شکریہ۔ جی سردار کھیتر ان صاحب کوئی issue نہیں بیٹھ جائیں ہو جائیگا۔ آپ تو student leader ہے ہیں احمد نواز صاحب آپ کو تو خامخواہ موقع دیں گے۔ جی مختصر بات کریں۔ جی سردار صاحب۔

وزیر ملکہ خوراک و بہبود آبادی: شکریہ چیئرمین صاحب! اچھی بات ہے یہ نہیں بنا لیکن اُس کا خمیازہ جو ہم بھگتے ہیں نا، وہ بھی تو سامنے رکھیں گے۔ جیسے میرے دوست نے کہا، میں ضیاء الحق کے دور میں بھی سٹوڈنٹس تھا، 1979,81 میں یونیورسٹی کی بات کرتا ہوں روڈھو کے 18 ہزار روپے کا موثر سائکل میرے والد نے مجھے لے کے

دیا وہ بھی پتہ نہیں جس عذاب سے لیا، ابھی بھی ہے ابھی power میں آگیا ہے پیسہ ہے، ابھی پیسے کایا ہے۔ وہ جناب چیئرمین صاحب وہ حشر یہ ہوا کہ آج یونین لیڈر لیجар ہے ہیں تنظیم کے کام سے جارہے ہیں یا آخر میں 8 ہزار روپے میں مشکل سے اُسکا کبڑا ہوا، میں نے بیچا۔ جیسے میرے دوست نے کہا، اگر student union بنتی ہے، اول تو سپریم کورٹ نے ان پر پابندی لگائی ہوئی ہے چاہے dictator نے لگوائی ہے یا سپریم کورٹ نے لگائی ہے یا، اُس وقت تو یہ فرمائے تھے کہ کورٹوں پر بات ملت کریں اب خود ان کے فیصلے کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ آپ کے سامنے ہے کہ بلوچستان کی بات کروں گا پاکستان ہم سے آگے ہے بہت آگے ہے باقی صوبے۔ تعلیم ہم کہاں پر کھڑے ہیں؟ zero پر ہیں بالکل میں مانتا ہوں zero پر ہیں۔ آپ مجھے ثناء میں اب بھی کہہ رہا ہوں۔ میرے عرض سنئیں۔ اب میں بلوچستان سے ہٹ کے اپنے district پر آتا ہوں teacher union میں ایجوکیشن منسٹر تھا میں نے تھوڑی سختی کی، بڑے جلسے جلوں آج بھی یہی حال ہے ہم نے essential service کو declare کیا cabinet میں اُسکا یہی حال ہے، تباہی کی بنیاد، سب طبقہ زیونین ہے۔

جناب چیئرمین: یونین سازی تو آئین نے آپ کو جائزت دی ہے۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: جی جی میں وہ سمجھ رہا ہوں۔ میں اُس کی precautions اُس کے جو ہے ناں negative بتا رہا ہوں وہ تو بڑی اچھی بات ہے اُن کو 100 روپے چندہ ہر مہینے teacher میں جاتا ہے لاکھوں میں کھیلتے ہیں مجھے پتہ ہے میں اُن کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ کی تعلیم کی بر巴ادی کا سبب یہ ہے، اب آپ کسی جگہ جائیں QESCO میں جائے یونین تباہی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ لکر کیونین تباہی کا باعث، سیکرٹریٹ آفیسر یونین تباہی کا باعث، دیکھیں بات یہ ہے کہ کہ جیسے میرے دوست نے کہا کہ پڑھ لیں Student کی حد تک پڑھیں آپ کو کس نے منع کیا ہے؟ میں نے ڈبل ایم اے، ایل ایل بی کیا ہے، کیا ہے، بی ایڈ کیا ہے مجھے تو کسی نے نہیں روکا ہے آج شکر الحمد للہ میں یہاں سیاست کر رہا ہوں اور میں اچھا سٹوڈنٹ ہوں سیاست کا اس وقت۔ یہ یونین بن کے وائس چانسلر اور اسٹوڈنٹ یونین کا جو president ہوتا ہے اُس کا جو ایک مقام ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ اُس کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے اس کی وہ ایسے سمجھتے ہیں کہ جیسے یہ بھی جو ہےنا footpath کا بندہ ہے، وہ استعمال ہوتے ہیں؟ میں گیا مجھے Hostel میں کمرہ ملا وہی یونین والے یوں کھڑے ہو گئے کہ جی ہم کمرے میں آپ کو نہیں رہنے دیں گے ہم سے اجازت نہیں لی ہے؟ میں طالب علم، بوری بسترا میرے کندھے پر مجھے چھوڑ نہیں رہے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم بالکل میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں in the way کے اس پر باضابطہ،

با ضابطہ قانون سازی ہو، اُس کی limits مقرر ہوں کہ وہ ان کی کیا حد ہے یونین کی کس حد تک وہ جاسکتے ہیں۔ کس حد تک وہ ان کے اختیارات ہیں۔ قانون سازی با ضابطہ یہ ایوان قانون سازی کے لیے بنی ہیں۔ چاہیے قومی اسمبلی میں ہے یا provincial پر قانون سازی ہو، اُس میں ان کی limits مقرر کی جائیں۔ کہ یہ limits اس سے آگے beyond آپ ناجائزیں۔ تعلیم پر۔

جناب چیرمن: اذان ہو رہی ہے۔ (خاموشی۔ اذان عصر)

وزیر ملکہ خوراک و بہبود آبادی: تو گزارش یہ ہے کہ مجھے یہ کہ ہم خالی قرارداد بھیجیں۔ اور قراردادوں کا حشر کیا ہوتا ہے یہ ہم جتنی ہماری یہ پارلیمانی زندگی ہے ہم نے دیکھا ہے یہاں سے ہم نے قراردادیں بنانا کے اور پتہ نہیں کس حساب سے ہم بھیجتے ہیں مرکز میں۔ ہم نے blue passport کے لیے قرارداد پورے پانچ سال تھے 2013ء سے میں قیدی کے حیثیت سے ضمیر کا قیدی تھا، 2013ء سے 2018ء تک پتہ نہیں کتنی قراردادیں ہم نے بھیجی وہ رڑتی کے ٹوکری میں چلی گئی۔ چودھری نثار صاحب اُس وقت وزیر داخلہ تھے۔ تو یہ قرارداد بھی چلی جائے گی اس میں قرارداد کی جانے سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔ ہم دوستوں کو کہتے ہیں میرے قابل دوست ہے شاء علیہ یا میرے knowledge educated بھی ہیں، پڑھتا بھی ہے رات کو study کرتا ہے۔ اور ہم بسم اللہ کرتے ہیں کہ وہ اس پر working کریں۔ قانون سازی جس میں ہمارے، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے یا اُس کے بچوں کا ہمارے بچے ہیں اس بلوچستان کے بچے چاہے وہ ایک دیہات سے ہیں یا چاہے وہ ایک شہر سے ہیں۔ اُس کا تحفظ ہو، اُس کو اختیارات ملے، اُس کی limits ہوں۔ ہم مل بیٹھ کے قانون سازی اسی اسمبلی سے ہم بسم اللہ کرتے ہیں۔ پھر ہمیں اگر کوڑ میں جانا پڑا یا کسی بھی فورم پر ہمیں جانا پڑا ہم، میری پارٹی، یہ ریڈی پنچ میں سب کی طرف سے جیسے ہماری ساتھی نے کہہ دیا یہ بیٹھے ہیں اصغر خان صاحب ANP کے اسی طریقے سے آپ اپنی پارٹی کو یہ کر رہے تو لاملا آپ بھی حمایت کریں گے۔ اور باقی ہماری PTI تو آج ادھر meeting میں مصروف ہیں ہماری BAP پارٹی ہم سب آپ کی حمایت کر رہے ہیں۔ لیکن بسم اللہ یہ کرے کہ قانون سازی سے ابتدا کریں اُس پر ہم قانون بنانے کے اس اسمبلی سے معزز ایوان سے پاس کر کے ہم آگے بھیج کے ہم ابتدا کریں گے ہم court کو face کریں گے کہ جی یہ ہم نے مقرر کی ہے ہم نے اپنے بچوں کے لیے یہ راستے کھول دیے تاکہ وہ اپنے حقوق کی بات کر سکے۔ single digits میں آپ کو آئیں نے اجازت دی ہوئی ہے۔ supreme court کی dicision کی آئے یا کسی بھی upper court کی آئے وہ آئیں کو pass by ہم نہیں کر سکتے ہیں جو آئیں اُس کو اجازت دیتا ہے اُس کے اندر تو single digits میں 7, 8, 9, 7 یہ جو اس کی Articles ہیں وہ ہمیں

اجازت دیتے ہیں بنیادی حقوق کا، آزادی رائے کا، تنظیم سازی کا وہ دے رہا ہے۔ تو اس کے لیے ہم قانون سازی کر کے ہم آگے بڑے، ہم اس صوبے سے بسم اللہ کرتے ہیں یونٹ سازی ان کو ہم allow کریں گے۔ ابھی ہم نے یہ لگادیا ہے تو ہمارا مقصد یہ نہیں تھا کہ ہم یہ essential service پر teachers educations ہمیزے گھر سے بھی ہیں ان کے گھر سے بھی ہیں کہ ہم اس کو پابند سلاسل کرے یا اس کی نوکری کو ختم کرے۔ یا اس کو ہم جیل بھیجیں یا ان کو سزا میں دیں۔ ہم نے ان کی limits مقرر کر دی۔ کہ اس level پر جائیں۔ اب وہ اٹھ کے کہہ کے جی بھر تیوں میں میرا کوٹھ دو، کاغذوں میں میرا کوٹھ دو، بال پین میں میرا کوٹھ دو، یہ اس کی beyond the limits طرف سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں with the condition کہ آپ یہ قانون سازی لے آئیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ احمد نواز صاحب بات کریں گے یارائے لے لیں۔ ایک دو منٹ آپ بھی بات کر لیں۔
احمد نواز صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں بالکل اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ چونکہ میں بھی اس ایک یونین کا حصہ رہا اپنے student life میں اور میں نے بھی اسی student union سے ہی آج اس مقام پر کھڑا ہوں۔ جو ہمارے دوستوں نے کہا بالکل ثناء بلوچ کی اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں۔ طباء تنظیمیں یا طلباء یونیورسٹی ہیں وہ جو معاشرے میں جو جمہوری process ہے اُس میں ان کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ جو طلباء یونین ہے وہ ایک معاشرے میں اچھے engineers، اچھے doctors، اچھے سیاستدان پیدا کرتی ہیں۔ اس پر میرا خیال جو قرارداد اس اسمبلی میں آئی ہے ہمارے معاشرے میں جیسے میرے چند دوستوں نے کہا اس کو غلط انداز میں جوانہوں نے پیش کی، جو طلباء یونیورسٹیوں کا جو کردار ہے اُس میں ہمارے engineers ہوتے ہیں، ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ پڑھے لکھے نوجوان یا اُس میں خواتین ہوتے ہیں۔ وہ سب پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ وہ معاشرے میں ایک اچھا اقدام کے لیے یونیورسٹیاتے ہیں۔ اس میں جو ہمارے colleges اور universities کے ہوتی ہیں۔ اس میں اسکول لیوں کی کوئی یونین نہیں ہوتی۔ تو میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور اس پر ایک میں point of order بھی لینا چاہتا ہوں کہ جو صحیح سے میرا گہا اس کے لیے بیٹھ گیا۔ جو ہمارا اگر آپ point of order پر اجازت دیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں قرارداد پر رائے شماری کریں گے پھر اس کے بعد point of order پر آئیں گے۔

وزیر مکملہ خزانہ: جناب اسپیکر! جو قرارداد ہمارے معزز رکن نے یہاں پیش کی۔ وہ بہت ہی اہمیت کی حامل

ہے۔ اور یہ ہماری جو مستقبل کی سیاست ہے اُس پر اُس کے اثرات ہونگے۔ جناب اپیکر اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ دُنیا میں جہاں جہاں جمہوریت پروان چڑھی ہے جہاں جہاں جمہوری اقدار بڑھتے رہے ہیں اُدھر students unions کا ایک بہت بڑا کردار رہا ہے۔ student unions کی وجہ سے positivity politics میں آگئی ہے اور سیاست ایک نظریہ کی طرف چل پڑا ہے۔ جناب اپیکر بدقتی سے اس ملک میں جو students unions ہے ہیں ان پر پرانے ادوار میں کافی تدبیحیں رہی ہیں۔ ان کا راستہ روکا گیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ہماری سیاست ایک جمہود کا شکار ہو گیا تھا۔ سیاست کی وجہ جو ایک ملک کو leadership ملنی تھی بدقتی سے وہ leadership نہیں مل سکی اور جس کا خمیازہ پورے قوم نے بھگتا ہے۔ جو دُنیا ترقی کی منازل طے کرتی گئی اور ہم جس طرح پیچھے رہ گئے کیوں کہ ہماری جو سیاسی نرسیریز ہیں وہ ہم نے ان پر پابندی لگادی۔ جناب اپیکر! جہاں تک آپ بلوچستان کی سیاست کو دیکھیں آج جو یہاں leadership پیدا ہوئی ہے۔ جس میں BNP مینگل کی جو leadership ہے، پیشل پارٹی کی جو leadership ہے، PKMAP کی جو leadership ہے۔ ANP کی جو leadership ہے۔ آپ کی جو leadership ہے۔ اُس میں students unions کا بڑا کردار رہا ہے۔ اور اُس نے نہ صرف سیاسی direction fix کیے بلکہ ملک کو قوم کو ایک leadership وہاں سے پروان چڑھ رہی تھی۔ لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر اُس پر پابندی لگ گئی۔ جناب اپیکر میں بحیثیت حلقة 45 ایک ممبر کی حیثیت سے، ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ لیکن کچھ گزارشات ضروری ہے کہ ہم students unions کو پارٹیوں کا صرف ذیلی وِنگ نہ بنائیں اُن کا کردار صرف جھنڈے اور پوستر لگانے تک محدود نہ کریں۔ اُن کو ایک سیاسی institution کے طور پر متعارف کرائیں، اُن کو قانونی اور آئینی protection دیں۔ جس ہماری آئین پاکستان میں لکھا ہوا ہے۔ تو تب جا کے یہ ایک تحرک student unions کے طور پر سامنے آئیں گی۔ اور یہ نہ صرف مستقبل کی دینگی بلکہ اس بھلکی ہوئی قوم کا ایک راستہ تعین کریں گی۔ تو میں اپنے اس معزز دوست کی قرارداد کی بھر پور حمایت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں اُمید کرتا ہوں کہ اس پر باقاعدہ آنے والوں و تلوں میں قانون سازی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی شام لعل صاحب اسی قرارداد کے متعلق بات کرنا ہے؟

جناب مکھی شام لعل: جی۔

جناب چیئرمین: ok بات کریں۔

جناب مُھمی شام لعل: جناب میں قرارداد 72 کی مکمل حمایت کرتا ہوں یہ قرارداد پاس ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ طلبہ کا حق ہے کیوں کہ نیچے سے جب ہماری nursery نہیں آئے گی جب ان کو کچھ شعور نہیں ہو گا تو یہ شروع سے ایک stage ہے جو ہونا چاہیے تو میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ ہر جگہ یونیورسٹیز ہونی چاہیے۔ جس کی ہم حمایت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی دنیش صاحب!

جناب دنیش سماں: جناب چیئرمین میں اس قرارداد کی اپنی تمام اقلیتی برادری کی طرف سے حمایت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم جہاں جہاں دُنیا میں گئے ہیں تعلیم کے سلسلے میں طلباء یونیورسٹیز کا ایک بہت اہم role ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ہم ان طلباء یونیورسٹیز کو سیاست سے دور رکھیں۔

جناب چیئرمین: سیاست سے طلباء یونیورسٹیز کو کیسے دور رکھ سکتے ہیں۔

جناب دنیش سماں: نہیں میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ کس قسم کی سیاست سے، اس قسم کی سیاست سے دور رکھے جو کہ آج ہمارے معاشرے میں چل رہی ہے۔ ہم اُس کو ایک اچھا سیاست دان بنانے کی کوشش کریں تاکہ وہ آکر اسمبلیوں میں بیٹھے اور اس طرح شور شرابنہ کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بھیک ہے۔ ابھی میرے خیال میں رائے شماری کریں۔ جی اصغر خان صاحب!

جناب اصغر خان اچکزئی: اس پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کر کے ہم ایک message دے دیں جس طرح سندھ اسمبلی سے اس کا ایک پیغام آیا ہے۔ اور یقیناً اس پر اگر زیادہ بحث ہوگی خدا انخواستہ ایسا نہ ہو کہ مزید یہ بحث کا وہ ہو جائے۔ تو ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور پورے اسمبلی سے اس کے متعلق درخواست کرتے ہیں کہ ایک متفقہ پیغام اس کے متعلق ہمارا جانا چاہیے۔ باقی اس پر بحث بہت ہوئی اور بہت بحث اس پر اور بھی ہو سکتی ہے۔ لہذا جناب چیئرمین آپ کے توسط سے request یہ ہے کہ ایوان اس کو متفقہ طور پر منظور کریں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 72۔ سیکرٹری صاحب! اس میں جو ایک مخالفت ہوئی ہے۔ ابھی کیا کریں۔ اکثریتی رائے سے منظور کرتے ہیں۔ ہاں یا ناہ میں جواب دیں۔ جواب کے حق میں ہے ہاں میں جواب دے۔ قرارداد نمبر 72 اکثریت سے منظور ہوئی۔ جی بھاری اکثریت سے منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: دو قراردادیں رہتی ہیں ہماری، جس طرح آپ لوگوں کی رائے ہو۔ وقفہ لینا چاہتے ہیں نماز کے لیے یا قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ملک سندر خان ایڈو و کیٹ صاحب، قائد حزب اختلاف! آپ اپنی

قرارداد نمبر 74 پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): thank you جناب چیئرمین۔ قرارداد نمبر 74۔ ہرگاہ کہ منتخب نمائندگان جمہوریت کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ عوام کو درپیش مسائل اور مشکلات پر قابو پانے کے ذمہ دار بھی ہیں اس وقت مہنگائی کا جو پہاڑ / طوفان عوام کے کندھوں پر پڑا ہوا ہے عوام اسے برداشت کرنے کی سختی نہیں رکھتے اس لیے کہ گزشتہ ڈیڑھ سالوں کے دوران روزمرہ کی اشیاء ضرورت پر عائد بے تحاشا ٹیکس کی وجہ سے عام آدمی براہ راست بری طرح متاثر ہو رہا ہے جبکہ حالیہ دنوں قومی اسمبلی کے اجلاس میں اس بات کا اعتراض بھی کیا گیا کہ ہائی ڈیزل پر 75 روپے پیڑوں پر 35 روپے میٹی کے تیل پر 20 روپے اور لائٹ ڈیزل پر 15 روپے نی لیٹر کے حساب سے اضافی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے اور آٹا اس وقت 56 روپے فروخت ہو رہا ہے اسی طرح چینی پتی اور روزمرہ استعمال کی دیگر اشیاء کی قیمتیں حد سے زیادہ ہونے کی بنا پر عوام کی قوت خرید سے باہر ہیں جبکہ گزشتہ ڈیڑھ سالوں کے دوران حد سے زیادہ ٹیکس وصولی کے باعث حکومت معاشری مسائل سے آزاد ہوئی اور ملکی معیشت سنبلج گئی ہے لہذا اب انصاف کا تقاضہ ہے عوام کی دادرسی کی جائے اور روزمرہ ضرورت کی اشیاء سستی کی جائیں تاکہ عوام اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے قابل ہو سکیں کیونکہ ایسے شواہد بھی موجود ہیں کہ بھوک و افلاس کے باعث لوگ نہ صرف خود کشی کرنے پر مجبور ہے بلکہ جرائم میں بھی روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں جو نکہ اب ملکی معیشت سنبلج پکی ہے لہذا اب اشیاء ضرورت کی قیمتوں کو جنوری 2018 کی سطح پر لانے کو یقینی بنایا جائے تاکہ غریب عوام جینے کے حق سے محروم نہ ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 74 پیش ہوئی۔ اس کی admissibility کی آپ نے قرارداد کا متن بھی بہت واضح ہو گا میرے خیال میں اس کی جی اس پر آپ تقریر کریں گے یا منتظر کریں۔ جی محرك؟ اچھا اس کو منتظر کریں آیا قرارداد نمبر 74 منتظر کی جائے؟ قرارداد نمبر 74 منتظر ہوئی۔ جناب اصغر علی ترین صاحب! رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 75 پیش کریں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ۔ پہلے یہ قرارداد نمبر 1 پیش کرلوں۔

جناب چیئرمین: نہیں 75 پیش کریں۔ اُس کے بعد بات کرتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہرگاہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر تھیں پیشیں میں نادر اکی جانب سے قائم کردہ دفتر کی عمارت نہ صرف چھوٹی ہے بلکہ اس میں عملہ بھی کم تعداد میں تعینات ہے اس سے قبل تھیں پیشیں کی آبادی میں اضافے کے پیش نظر سمارٹ کارڈ کے لیے ایک الگ عمارت فراہم کی گئی تھی جو اب بند پڑی ہوئی ہے جسکی

وجہ سے روزانہ سینکڑوں لوگوں کو قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے اور شناختی کارڈ کے حصول کے لیے کئی دنوں تک انتظار بھی کرنا پڑتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ نادر اسینٹر پشین کی عمارت کو کشاوہ کرنے اور عملہ کی تعداد بڑھانے نیز تحصیل پشین میں سارٹ کارڈ کے لیے ایک الگ بلڈنگ فراہم کرنے کو بھی لیکنی بنائے تاکہ شناختی کارڈ کے حوالے سے تحصیل پشین کے عوام کو درپیش مشکلات کا ازالہ ممکن ہو۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 75 پیش ہوئی۔ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں؟

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ یہ بڑا ہم اور بڑا important issue ہے بالخصوص پشین کے عوام بڑے پیشان ہے۔ ایک تو انفغانی کے اڑ میں لوکل بندوں کو تنگ کیا جا رہا ہے وہاں کے مقامی لوگوں کو شناختی کارڈ کے حصول کے لیے بہت بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ شناختی کارڈ کے حصول کے لیے لوگ قطار در قطار میں کھڑے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے اسلام آباد میں MD صاحب کے ساتھ ملاقات کی اور یہاں جن کا office ہے یہاں Being GM صاحب ہے اُن سے ملاقات کی اُن کو میں نے تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔ بلکہ یہ جناب چیئرمین صاحب! میں باقاعدہ اُن کو پشین آنے کی دعوت دی کہ آپ پشین آئیں اس عمارت کو دیکھیں یہاں کے لوگوں کے آپ مسائل دیکھیں لوگوں کو آپ سنیں دن گزرتا جا رہا ہے مشکلات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے شناختی کارڈ کے حصول کے حوالے سے لیکن یہ مشکلات کم نہیں ہوتی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین پشین ڈسٹرکٹ لاکھوں کی آبادی پر مشتمل ہے یہاں پر پہلے دو سینٹر تھے ایک سارٹ کارڈ کا علیحدہ سینٹر تھا اور ایک عام نارمل جو شناختی کارڈ کا حصول تھا۔ اب انہوں نے یہ کیا ہے کہ سارٹ کارڈ کا بلڈنگ بند کر دیا ہے اور اُس کو بھی وہاں شفت کر دیا ہے۔ نہ وہاں بیٹھنے کا نظام ہے جناب چیئرمین صاحب! نہ وہاں پانی پینے کا نظام ہے نہ وہاں parking کا نظام ہے۔ خواتین پریشان لائیں میں کھڑی ہوئی ہے مرد حضرات پریشان بوڑھے حضرات پریشان یعنی میں نے یہاں جو عابد صاحب ہے اُن سے ملاقات کی اُن کو کہا کہ آپ کوڈیٹھ، دو، تین سال ہو گئے ہیں آپ نے ابھی تک ڈسٹرکٹ پشین کا دورہ ہی نہیں کیا نادر رکھے ہے شناختی کارڈ کے حوالے سے اب تک دورہ بھی نہیں کیا کسی بھی ڈسٹرکٹ کا بھی بند کرے میں بیٹھ کے AC میں بیٹھ کے یہ تو قلم چلا لیتے ہیں جی کہ اس طرح کیا جائے ویسے کیا جائے لیکن ground on جو پریشانی عوام درپیش ہے اُس پر اُن کی کوئی نظر ثانی نہیں ہے۔ تو جناب چیئرمین صاحب! یہ قرارداد پشین کے عوام کے لیے بالخصوص بلوچستان کے عوام کے عوام کے لیے بہت اہم ہے آپ سے گزارش کی جاتی ہے house سے گزارش کی جاتی ہے کہ اس پر رائے دی جائے اور صوبائی حکومت سے سفارش کی جاتی ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں۔ جتنے بھی وفاقی ادارے ہیں جتنے بھی چاہے وہ گیس ہے پڑول نادر ہے

یا XYZ جو بھی ہے اُن کو بلوچستان میں interest ہتھی نہیں ہے بلوچستان کے مسائل پر اُن کا توجہ بھی نہیں ہے۔ لہذا جو بھی قرارداد پاس کی جاتی ہے بلوچستان اسمبلی سے یہ سیکرٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ اُس کو دیکھا جائے اور اُس کو follow کیا جائے اور عمل درآمد کیا جائے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 75 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد نمبر 75 منظور ہوئی۔ ایک اور قرارداد ہے اُس کو بھی نہیں دیں۔ میر جان محمد جمالی صاحب اور اصغر علی ترین صاحب! ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

جناب اصغر علی ترین: ہرگاہ کہ مورخہ 16 نومبر 2019ء کو ناروے کے جنوبی شہر کریمینڈ سینڈ میں سیان تنظیم سے تعلق رکھنے والے ایک ملعون شخص کی جانب سے ایک سوچے سمجھے پلان سے اجتماع میں مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید کی دانستہ طور پر توہین، بے حرمتی امت مسلم کے جذبات ایمانی کو مجروح اور اشتعال دلانے کی پُر زور کوشش کی گئی اس طرح کا عمل وہشت گردی اور انہا کی علامت ہے۔ یہ ایوان اس کارروائی کے مرتكب ملعون شخص کو اپنے ناروا حرکت سے روکنے پر مسلم ہیر و عمر الیاس کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ لہذا بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان اس واقعہ کا نہ صرف پُر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے بلکہ حکومت پاکستان سے پُر زور مطالبه بھی کرتا ہے کہ وہ دنیا میں تسلسل کے ساتھ مسلمانوں اور ان کے مذہب، مقدس کتاب اور پیغمبر حضور اکرم ﷺ کے خلاف توہین آمیز اشتعال انگیز اقدامات سے مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے اس مسئلے کو فوری طور پر عالمی سطح پر اجاگر کریں اور خاص کرنا روے کی حکومت کے ساتھ سفارتی سطح پر اس مسئلے پر بات کرے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات رومنانہ ہوں۔

جناب چیئرمین: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ جی اصغر ترین صاحب

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ بڑا اہم ایشو ہے اور سب سے پہلے تو یہ ہونا چاہیے کہ ساری کارروائی سرکاری، غیر سرکاری کارروائی رک کراس پر بات کی جاتی تو بہت اچھا ہوتا اور کافی اچھا message جاتا۔ جناب چیئرمین صاحب! ناروے میں قرآن مجید کی بے حرمتی کرنے پر میں پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! قرآن مجید ہماری آخر کتاب ہے ہمارا ایمان ہے اُس پر ہمارے مال، جان، بچے، اولاد سب اُس پر قربان ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر ہماری آخر کتاب پر جناب اسپیکر صاحب آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ کئی عرصے سے کہیں نہ کہیں European Countries میں اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جاتا ہے اور یہ امر یکہ اور اُس کے حواری جس کے ساتھی ہے وہ اس طرح کے حرکتیں کرتے ہیں۔ لیکن آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور ایک اسلامی ملک ہونے کے ناطے پاکستان ایک

پورے مسلمانوں کو represent کرتا ہے دنیا میں جتنے بھی مسلم countries ہیں اس world میں وہ ان کی نظریں پاکستان پر ہیں ان کی نظریں پاکستان کے عوام پر ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا آپ سے یہ مطالبہ ہے اور فاقی حکومت سے مطالبہ ہے کہ ناروے کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں ناروے کے ساتھ تجارتی تعلقات ختم کئے جائیں اور پر زور ان سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ اگر طرح کے واقعات ہوئے تو اس کا reaction انتہائی خراب ہوگا۔ جناب اپیکر صاحب! ہمارے اسلام میں ہمارے دین میں ہمیں یہ بتایا جاتا ہے ہمیں سیکھایا جاتا ہے کہ ہم غیر مسلم مذہب کے بارے میں بات نہ کریں ان کے بارے میں اس طرح بات نہ کریں کسی کی دل آزاری ہو۔ اُس کی وجہ کیا ہے اگر ہم غیر مسلم کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کریں تو ظاہر ہے پھر وہ ہمارے دین ہمارے اسلام کے بارے میں بھی کریں گے۔ تو دوسرا جناب اپیکر! ہمارے اسلام میں ہمارے دین میں یہ ہمیں بتایا جاتا ہے سکھایا جاتا ہے۔ کہ آپ غیر مسلم کے جان و مال کی اس طرح حفاظت کریں جیسے آپ ایک مسلمان بھائی کی کرتے ہیں تو کیا ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کیا اسلام ایک دہشت گرد مذہب ہے جناب اپیکر صاحب! کوئی ایسا واقعہ مجھے بتائیں کہ کوئی بھی مسلمان نے کسی بھی غیر مذہب کو یا abuse کیا ہو یا ان کی تذلیل کی ہوں کوئی بھی مجھے بتائیں لیکن میں آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں اس Floor of the House سے جناب چیئرمین صاحب! کہ اس طرح کے واقعات آئے روز ہو رہے ہیں۔ اس پر بھر پورا احتجاج ہونا چاہیے اور اگر ہمارے ان کے ساتھ سفارتی تعلقات ہے ختم ہونے چاہیے اور پوری امت مسلمہ کو ایک آواز ہو کے اس کا جواب دینا چاہیے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے 30 پاروں کا قرآن ہے ہم اُس پر ایمان لیکر آئے ہیں اور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے ہمارا اس پر ایمان ہے اور اس پر بھی مطلب خاموش رہے تو یہ پھر ہمارے اسلام میں ہمارے دین میں ہمارے مسلمان ہونے پر شک ہوگا۔ یہ پھر ہمیں شک کے زمرے میں آتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا یہ پر زور مطالبہ ہے میں یہاں اپیل کرتا ہوں وفاقی حکومت سے کہ اس پر جتنا بھی protest کریں اور جتنا بھی اس پر احتجاج کریں وہ کم ہوگا۔ ناروے کی ساتھ ہر قسم کے تعلقات کیونکہ امریکہ ہمارا دوست نہیں ہے اور یہ امریکہ کا حواری ہے ساتھی ہے۔ یہ تمام ان کے ساتھ ہے اور یہ جان بوجھ کے مسلمان کو جذبات میں لانے کے لیے اشتعال دلانے کے لیے اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اور دوسرا جناب اپیکر میں عمر الیاس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اُس نے اسی موقع طرایک مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہے اور اُسی موقع پر اُس نے جو روک تھام کی وہاں جو reaction دیکھا۔ میں اُس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہ مسلمان ہونے کا ثبوت ہے تاکہ کہ کوئی بھی آئندہ ایسی جرات اور حرکت نہ کرسکے۔ تو لہذا جناب چیئرمین صاحب! میرا آپ سے گزارش ہے پورے House سے

گزارش ہے کہ اس قرارداد پر بھرپور بحث کی جائے اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے اور وفاق سے یہ کہا جائے کہ ناروے کے ساتھ تمام ترقیاتی تعلقات تجارتی تعلقات ختم کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی صحیح بہت شکریہ جی دنیش کمار!

جناب دنیش کمار: بہت شکریہ اپنیکریہ جو قرارداد میرے دوستوں نے پیش کی ہے میں اس قرارداد کی بھرپور طریقے سے اپنی طرف سے بلوچستان کے اقیمتی برداری، بلوچستان کی کرسچن کیموٹی سے اور جتنے بھی مذاہب کے لوگ ہیں۔ ان کی طرف سے بھرپور تائید کرتا ہوں اور جناب چیئرمین آپ کے توسط سے کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تسلی سے بات کریں۔ جی۔

جناب دنیش کمار: قرآن شریف مکمل ضابطہ حیات ہے مجھے اس حرف پر ہے کہ بے حرمتی صرف امت مسلمہ کی نہیں ہوئی ہے بے حرمتی ہر مذہب کے ماننے والے لوگوں کی ہوئی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی بے حرمتی ہمارے بھگوت گیتا کی بھی بے حرمتی ہے اگر کوئی اس طرح مذموم ارادہ کرتا ہے تو ہم اُس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے لَكُمْ دِيَنُكُمْ وَلَيَ دِينٍ تمْ أَپْنِي مذہب پر وہ اپنے مذہب پر تو ہم کہتے ہیں اور حضور پاک ﷺ وہ رحمت اللعالمین تھے رحمت المسلمين نہیں تھے۔ سب کے لیے تھے اب میں آپ کو بتا دوں کہ آج سے چودہ سو سال پہلے حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی غیر مسلم کے ساتھ زیادتی ہوگی تو روز قیامت کے دن میں اُس غیر مسلم کا وکیل ہوگا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر جس نے مذموم حرکت کی ہے وہ انسان نہیں ہے اور انسانیت سے دور ہے اُس کا کوئی مذہب نہیں ہے میں آپ کی قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی مکھی شام لعل!

جناب مکھی شام لعل : جی شکریہ اپنیکریہ صاحب! جس طرح قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی ہے اس کی ہم پڑ زور مذمت کرتے ہیں اور گورنمنٹ آف پاکستان سے احتجاج کرتے ہیں۔ کہ وہ ناروے کے تمام جو بھی تعلقات ہیں اُس سے منقطع کریں اور گورنمنٹ آف پاکستان پوری طریقے کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھائے اور مسلمانوں کی جس طرح دل آزاری ہوئی ہے ہم اُس میں برابر کے شریک ہیں یہ بہت زیادتی ہے اس قسم کی حرکتیں باہر کے ملک کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے ہم مسلمانوں کے ساتھ جس طرح یہ زیادتی ہوئی ہے اس کے برابر کے شریک ہیں ہر موڑ پر مسلمان برداری کے ساتھ ہیں کسی بھی احتجاج بھی ہو تو احتجاج میں اول دستہ کا کردار ادا کریں گے۔

بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آیا مشترکہ مذمتی قرارداد کو منظور کی جائے؟ مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔ جی احمد نواز

صاحب ابہت late ہو گیا ہے 4 گھنٹے کا سیشن ہوا ہے جی۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اس میں فیز ٹو گوز شستہ دوروڑی سی صاحب کی طرف سے وہاں کے مکینوں کو نوٹس ملے ہیں جواب تک ایوارڈ نہیں ہوئے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ رولنگ دیں تاکہ وہ ایوارڈ بھی ہو وہ روڈ بھی بنے اور ان مکینوں کو جو اچھی سی معاوضہ بھی ہے جو state land وہاں اگر اس کی قیمت ہے وہ سولہ ہزار سے تیرہ ہزار تک ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ رولنگ دیں گے کہ ان کی نوٹس کروکر کیونکہ اس شدید سردی میں وہ کہاں جائیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ رولنگ دیں تاکہ وہ نوٹسیز روک دی جائے اور کرشل بنیادوں پر ان کا ایوارڈ ہو شکریہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! یہ جودوست نے بات کی یہ کوئی نیاروڈ بن رہا ہے اور یہ آبادیوں کے درمیان سے بن رہا ہے کوئی پہنچ کے تحت۔ مگر یہ ہے کہ یہ تمام علاقہ کرشل علاقہ ہے اس میں سینکڑوں ہزاروں دکانیں آتی ہیں اس میں اور بہت سارے ایسے لوگ ہیں کہ ان کی ساری جائیداد مثال ایک بندہ ہے ان کا گھر ہے ان کی دکانیں ہیں وہ سارے اڑ جائیں گے۔ اب وہ کہاں جائے اس کا تمام جو معاشی زندگی تھی وہ تو ختم ہو جائیگی اب حکومت جو ہے نہ محض ایک علاقے میں کرشل ریٹ جو ہے نہ دکانوں کا وہ کتنے ہزار ہے لیکن حکومت بہت کم پیسے ان کو دے رہی ہے یقیناً یہ لوگوں کی ساتھ زیادتی ہے وہاں کے عوام کے ساتھ سبز روڈ کے جتنے بھی یہاں علاقے ہیں لوگ رہتے ہیں ان کی ساتھ بہت زیادتی ہے میرے request یہ ہو گی کہ آپ رولنگ دے دیں، کمشنر کو بلا لیں، ان سے بات کریں ڈپٹی کمشنر کو بلا لیں اور ہمیں بھی بلا لیں تاکہ ہم بیٹھ کر اس پر بات کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی شکریہ۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اس پواسٹ کا میں بھی تائید کرتا ہوں زیادتی اس حد تک ہے کہ گورنمنٹ نے دو ہزار فٹ کرشل ایریا کی زمین کی قیمت لگائی ہے جبکہ وہاں کرشل ایریا ہے وہ پندرہ سے بیس ہزار فٹ کی ہے اب اتنی زیادتی میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی حوالے سے اس کو جواز بنتا ہے تو اس لیے یہ خود بھی گورنمنٹ کی طرف سے جو minutes بنائے ہیں اس میں بھی یہ کہتا ہے کہ پرانیویٹ لوگ اس کی پچیس ہزار قیمت بتاتے ہیں کرشل ایریا کا اور انہوں نے جو قیمت لگائی ہے وہ دو ہزار فٹ مربع فٹ اب اتنی ثابت کسی بھی لحاظ سے درست بھی نہیں ہے اور زیادتی ہے اور پھر یہ لوگ اب یہاں سے جائیں گے تو یہ کیسے آگے اپنے مستقبل بنائیں گے ان کی ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ان کی اس بات کو مان لیا جائے اور پندرہ ہزار فٹ کرشل ایریا کا رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ جی شکریہ دہوار صاحب۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: جناب اسپیکر صاحب! اس پر میں بھی بات کرنا چاہوں گی جیسے کہ یہ روڈ ٹول جو گزر رہا ہے میں اس کی پوری تائید کرتی ہوں۔ جیسے احمد نواز نے کہا اور ملک سکندر صاحب نے کہا یہ جو جتنا بھی ایریا ہے اور کمرشل ایریا ہے لیکن آگے سبzel روڈ پر کچھ رہائشی گھر بھی ہے اس کی زد میں آ رہا ہے اور ان کو گرایا جا رہا ہے اور اس season میں ان لوگوں کی پر اپریٰ وہی ہے ایک قوان کو جو rates ہیں وہ اتنے کم دیجے جا رہے ہیں تو ہندساں کا نوٹس جو ہے اس کو stop کیا جائے اور فی الوقت اور اس کی جو rates ہیں جو مارکیٹ کے تحت اُس کے according an تمام مالکان کو amount-pay کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میرے خیال میں اس پر بات کر کے ختم کرتے ہیں موقوف سب کا سامنے آ گیا ہے۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: میرے دوستوں نے کہا اور خاص کر اس کو جو قیمت ہے جناب اسپیکر صاحب! ابہت کم مدت ہے جو نوٹس ان کو دیتے گئے ہیں میرے خیال میں چودہ دن کے نوٹس ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ان کو جو سرکاری قیمت ہے اور اس کی زمین کی جو کمرشل قیمت وہاں جو آج کل زمین ہے وہ پندرہ سے بیس ہزار روپے ہیں جس طرح ملک صاحب نے کہا اور سرکاری طور پر ان کو دو ہزار fix rate کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک تو آپ رولنگ دیس اُس نوٹس کو رکاوادیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس اسمبلی کے فلور کا ایک کمیٹی بنائے اس میں DC یا اگر جو ریٹ ٹے کرتے ہیں متعلقہ جو ادارہ ہے یہ ان کیماں تھے بیٹھ کے وہاں کے جو مکین ہیں یا دکاندار ہیں یا کاروبار کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی ساری زندگی کی جمع پوچھی یہی ہے اگر ان کو بیدخل کر کے پانچ دس لاکھ روپے میں فارغ کیا جائے تو جس طرح انہوں نے کہا بہت سارے ایسے مکانات ہیں گھر بھی ہیں جن کے اندر سے گزر رہے ہیں تو انتہائی کم قیمت ہے۔ اس لیے ایک اہم عوامی نویعت کا مسئلہ ہے اُس علاقے میں تقریباً کم سے کم وہاں ساڑھے اٹھارہ سو دکاندار گھروالے متاثر ہو رہے ہیں کمیٹی بنا کر اس کمیٹی کو اختیار دیا جائے تو آئیں مل بیٹھ کر ایک ایسا وہاں کیلئے ایک نرخ طے کریں تاکہ ان کی حق تلفی نہ ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی حمل کلتی صاحب بس آخری۔ حکومتی ارکان بھی نہیں بیٹھے ہیں کہ آپ نے وزراء وغیرہ کا بینہ کا کہ آپ کے point of order پر آپ کے سوالات کا جواب دے دیں۔ جی۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر صاحب! ایک اہم issue جو گوادر کے مستقبل کے حوالے سے ہیں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ گوادر کا ماسٹر پلان تقریباً فائل ہو گیا ہے جب یہ بن رہا تھا تو ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا تو میں نے ایک پہلے گوادر میں پر لیں کافرنس کر کے آل پارٹیز کے ساتھ، تو اُس کے next-day چیف منسٹر نے میٹنگ

سے پہلے بلایا اور ہمیں یقین دہانی کرائی کہ آپ کے گوادر کے لوگوں کے جتنے خدشات اور تحقیقات ہو گئے اُن کو ڈور کیا جائیگا اور basis condition پر اس کی approval کر پندرہ دن کے اندر اعتراضات ہیں، ماسٹر پلان جب دوسرا بنے گا اس میں چیزیں ٹھیک ہو جائیں گی، لیکن افسوس کیسا تھا گوادر اگر بنا رہے ہیں تو میرے خیال سے وہاں کسی بھی شہر کو یا کسی بھی ملک کو develop کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے وہاں کے لوگوں کے rights اور ان کے مستقبل کو دیکھنا پڑتا ہے لیکن ماسٹر پلان بنانہم سے کسی نہیں پوچھا۔ کچھ بھی ہوتا ہے گوادر میں آج تک نہ صوبائی حکومت نہ وفاقی حکومت گوادر کے لوگوں سے نہیں پوچھتی۔ اب ماسٹر پلان آیا ہے اس میں گورنمنٹ کی لینڈ 82 ہزار ایکڑ اس کو مکمل کر دیا ہے جو پرانی یو یٹ لینڈ تھی اسکو green-belt کر دیا ہے۔ لوگوں نے وہ زمین دودو کروڑ روپے ڈیماںڈ تھی جب گوادر کی مارکیٹ تھی لوگوں نے نہیں پیچی ہے کہ ہمارے مستقبل میں یہ ہمارے بچوں کے کام آئیگی، لیکن افسوس کیسا تھا وہاں ایجوکیشن سٹی کیلئے زمین رکھ دی گئی ہے وہاں بارہ سو ایکڑ صرف ایک area ویلیل ڈور جس کو کہتے ہیں old-airport کے بیک سائیڈ ہے جب روکیں گے جب گوادر کے حوالے سے ہے تو وہاں انہوں نے گرین بیلٹ بنادیا، دوسری بات دیکھیں! یہ چیزیں جب روکیں گے جب گوادر کے حوالے سے ایک قانون سازی کی جائیگی ہم بارہا کہہ رہے ہیں کہ خدارا گوادر کے لوگوں پر ترس کھائے گوادر کے حوالے سے قانون سازی کرے port وہاں پر ابھی کام کر رہی ہے port میں ایکسپریس وے کے نام سے ایک روڈ بنارہی ہے، DC کو روز زمیندا رجاتے ہیں بارہا۔ میں ابھی تک سو دفعہ گیا ہوں ڈپٹی کمشنر private land سے کہا ہے وہاں جتنے بھی چیزیں میں پورٹ کو کہا ہے کہ بھتی یہ روڈ آپ بنا رہے ہیں لوگوں کی پہلے حل کریں اس کے بعد آپ، چائینز روڈ بنا رہے ہیں کہ بھتی چائینز کا issue ہے اس کا کام کوئی رونکے کیلئے تیار نہیں ہے گوادر والے مر جائیں ان کے گھر ٹوٹ جائیں کوئی کام نہیں روکتا اسی طرح۔ اچھا پورٹ سے related جو روڈ ہے ایک روڈ اور ایک گودی جو وہاں پر پورٹ کیلئے روڈ ڈیزائن کیا ہے وہاں fishermen کے بارے میں سوچا ہی نہیں گیا کہ خدارا کوئی طوفان آئیگا کچھ آئیگا تو اپنے بور کہاں سے نکالیں گے اس کیلئے پچھلے سال نمبر میں پورے گوادر کے لوگوں نے احتجاج کیا روڈ بلک کی بائیں دن وہ سڑک پر بیٹھے رہیں سارے غریب ماہی گیر اپنا سمندر چھوڑ کے اپنا روزگار چھوڑ کے گوادر کی all parties ان کیسا تھی بیٹھی رہی۔ ظہور بلیدی صاحب چیف منٹر صاحب کے behalf پر انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ایک مہینے میں کام شروع ہو گا۔ سمبر گیا پچھلا سمبر گیا رود بن رہا ہے لیکن روڈ میں جو issue fisherman کی access کا

issue ہے وہ جوں کا توں پڑا ہوا ہے اسی طرح break-water کا issue ہے کہ بھائی کوئی طوفان آئیگا ہوگی ابھی تو cyclone کے پچھلے ماہ میں، ضیاء صاحب موجود نہیں ہیں میں ان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جب cyclone آیا تو میری ایک کال پر رات کو میں نے کال کی اور صبح PDMA کا DG وہاں عمران زرکون صاحب ہیں وہ پہنچے ہوئے تھے۔ تو یہ سارے issues ہیں خدارا ان کو دیکھیں اس کے علاوہ پسندی Fish Harber میں نسٹر تھا فشریز کا 2011ء میں جاپان نے grant دی ہماری کوشش تھی کیونکہ GDA دوjetty بنارہی ہے پچھلے دس سال سے ابھی تک complete نہیں ہو رہی ہیں ڈام jam صاحب کے حلقے میں بن رہی ہے وہ ابھی تک complete نہیں ہے۔ گذرنی jetty کا یہی حال ہے۔ جیونی jetty کا یہی حال ہے۔ پسندی jetty کے اسی کروڑ جاپان نے ہمیں grant دی ہے پسیے میرے خیال سے زیادہ تر تو خرچ ہو گئے پچھلے ڈاکٹر مالک صاحب کے دور میں لیکن وہ jetty روزانہ وہ ماہی گیر بیچارے ہر مہینے کبھی میں ان کو پسندیدیتا ہوں excavator کیلئے کہ ان کا access کھولے کجھی وہ بیچارے چندے کرتے رہتے ہیں، بہت سارے issues ہیں اس حوالے سے گوادر کے حوالے سے میں بارہاں اس اسمبلی میں کہتا رہا ہوں یہ میرا اس اسمبلی میں آج آخری دن ہو گا کہ میں seat پر بیٹھوں گا۔ آئینہ دہ میری بیٹھنے کی جگہ یہاں ہو گی اور میں پورے معزز اپوان کو یہ احساس دلاوں گا کہ گوادر کے لوگ ہیں گوادر ہے اگر آپ لوگوں نے گوادر کو آگے لے کے چلنا ہے تو گوادر کے لوگوں کو لے کے چلیں، میں بارہا کہہ رہا ہوں کہ خدارا وہ دن نہ آئے کہ گوادر کے لوگ جس ظالم عمان کے ظالم پرانہوں نے کہا ہم نے پاکستان میں شامل ہونا ہے وہ دوبارہ یہ نہ کہیں کہ ہمیں اور جانا ہے ہمارے لیے اگر کچھ نہیں بن رہا ہے تو ہم اس ترقی میں شامل نہیں ہوئے اسی طرح سارے اور issues ہے ابوجیش ڈیڑھ سال گزر گئی ہے بارہا کہتے رہے۔ میں پورا ڈسٹرکٹ کا بھی visit کر کے آرہا ہوں ایک ہسپتال میں پڑی نہیں ہے۔ میں سیکرٹری ہیلتھ کے پاس بار بار جا رہوں ہے میڈیں نہیں ہے، ایکسرے کی فلمیں نہیں ہیں، ڈاکٹرز نہیں ہیں، اسکولوں میں ٹیچر نہیں ہیں، ڈیڑھ سال گزر گیا آیا کوئی ابوجیش کی کوئی ہیلتھ کی پالیسی بنائی گئی ہے کوئی پیچ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی develop ہو رہا ہے۔ میں لیکن اس صورت میں روڈ بنیں جب بلوچستان میں اسکولوں کے issue حل ہو اسکولوں میں ٹیچر ہوں، کمرے ہوں، تعلیم کا ماحول ہو، ہسپتالوں میں medicine ہوں، ڈاکٹر ہوں۔ لیکن ایسی کوئی چیزیں نہیں ہیں ہم روڈوں پر روڈیں کلو میٹرز پر کلو میٹرز بنارہی ہے ہیں لوگ روزانہ بدروہاں مرتے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ڈاکٹر نہیں ہے ایک چھوٹے سے بخار کی وجہ سے ڈینگی کی وجہ سے لوگ مرجاتے ہیں اس بلوچستان میں لیکن افسوس کیسا تھا کہ ہم ان چیزوں کو توجہ نہیں دے رہے ہیں جو ہمارے لوگوں کی ضرورت ہیں۔ یہ سارے غریب لوگ ہیں یہ کہاں کراپی جاسکتے ہیں

لورالائی کا بندہ وہ آئے کوئی علاج کرنے کیلئے گوادر کا بندہ کوئی علاج کرنے کیلئے آئے۔ اُسکو اگر وہ اتنا afford کر سکتا تو وہ بندہ کراچی جا کر کے لیکن وہاں ہزار روپے کا کراچی ہے لیکن یہ ہماری ذمہ داری ہے میں بارہا کہہ رہا ہوں کہ ان issues کو دیکھیں۔ ہیاتھا بجو کیشن کو سب سے پہلے ٹھیک کریں۔ ایک کلاس روم ہے چشم تک پورا کلاس روم چل رہا ہے single teacher پر۔ تو ہم کہتے ہیں ہم اس قوم کی تقدیر بدلتے رہیں گے اس بلوچستان کی تقدیر بدلت کریں گے۔ میرے خیال سے یہ صرف ہمارے دعوے ہیں ہم اس طرح تقدیر بدلت نہیں کر سکتے۔ تو میری آپ سے request ہے کہ ان سارے issues کو گوادر کو especially آپ لوگ دیکھیں۔ میں بارہا گیارہ سالوں سے اس اسمبلی میں ان issues کو highlight کر رہا ہوں مرکزی حکومت کیسا تھا جو میری پارٹی نے جو چھنکات پیش کیے ہیں اُس میں بھی پہلا نقطہ قانون سازی اور ہم نے وہ draft بھی بنائے ان کو پہنچا دیا ہے تو آپ کہیں گے کہ میرے پاس قانون سازی کا draft پڑا ہوا ہے میں آپ کو دیتا ہوں اس کو دیکھیں اس پر قانونی ماہرین کو بھٹاکیں تاکہ جو وہاں کے لوگوں کے لیے بہتری ہے اس کو کریں۔ اگر آپ لوگ یہیں کریں گے تو ہمیں پھر بتا دیں کہ بھتی یہ development آپ کیلئے گوادر کیلئے نہیں ہو رہی ہے تاکہ میں لوگوں کو جا کے message دوں کہ بھتی یہ development ہمارے لیے نہیں ہو رہی ہے کیونکہ پورٹ میں نواب رئیسانی کے ظالم پر نورالائیں صاحب DC تھے گوادر میں، TCP سارے اداروں کو bound کیا پر اُمّ مسٹر یوسف گیلانی کے ڈپٹی کمشنر گوادر جس بلوچستانی کمپنی کو NOC دیگا آپ اس سے کام کرواؤ گے باہر کی کوئی کمپنی اس وقت نہیں تھی اس وقت سارے باہر کے لوگ ہے بلوچستان کے لوکل ٹرانسپورٹر کسی گوادر پورٹ میں کام نہیں ملتا ہے۔ گوادر کے لوگوں کو اب کام نہیں ملتا۔ جب تک قانون سازی نہیں ہوگی یہ چیزیں نہیں ہوں گی قانون سازی اس ایوان نے کرنی ہے ہم نے کرنی ہے آپ نے کرنی ہے۔ گوادر کے لوگ تو نہیں کر سکتے اگر وہ کر سکتے تو ہم وہاں پر بیٹھ کر قانون بناتے پھر گورنمنٹ اس پر apply کرتی تو اس طرح نہیں ہے تو خدارا ان چیزوں کو دیکھیں اور میں آج announce کرتا ہوں کہ آئندہ ہماری جگہ ہو گی تاکہ میں اس اسمبلی کو بارہا یہ دکھاتا رہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اجلاس طول پکڑ رہا ہے۔ اگر اس میں حکومتی موقف آ رہا ہے تو صحیح ہے نہیں تو پھر ختم کر لتے ہیں۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: میر جمل کلمتی صاحب ہمارے معزز دوست ہیں رکن ہیں اسے اسمبلی کے اور گوادر کی ترجیحانی کرنا اور یہاں ان کا فرض ہے تو اس کو ہم appreciate کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اسی پیک ہے تو گوادر ہے تو گوادر ہے CPEC کا اور کسی طرح سے بھی undeniable flag ship ہے۔

جناب اسپیکر! اس حکومت کے priority گواہ رہی ہے اور جیسے حکومت بنی ہے وزیر اعلیٰ صاحب جو ہے کوئی پانچ سے چھ دفعہ گواہ رکھے ہیں۔ وہاں کی وجہ ہے ہر معاملات کو خود دیکھا ہے پانی کا مسئلہ گواہ کا تھا تو میر حمل صاحب گواہ ہیں کہ سو ڈیم کو جو بڑی تیزی کے ساتھ connect کیا گیا اس کے علاوہ سو اور شادی کو ڈیم کا جو inter connection تھا اس پر بڑی تیزی سے کام جاری ہے اور انشاء اللہ و تعالیٰ یہ دونوں ڈیم جو ہو گئے گواہ میں پچاس لاکھ گیلین پانی جو ہے وہ مہیا ہو گا ڈیلی اور گواہ میں پانی کا مسئلہ حل ہو گا۔ دوسری بات اس دفعہ وفاق کی طرف سے بھی گواہ میں جو ہمارے چھروں کا جو geniune issue تھا east-bay پر، جہاں ایکسپریس بن رہا ہے جس میں water break ہے اور تین ان کو جو ہے پسے چاہیے تھا تو اس میں وفاتی وزیر اس وقت پلانگ کمیشن کے خردا بختیار صاحب گواہ تشریف لائے تھے وزیر اعلیٰ صاحب بھی وہاں گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا تو ان کی commitment پر یہ break water بھی منظور ہو چکا ہے اور تینوں جو ہے وہ already ہے جو چودہ ارب کا ہے ایک ایکسپریس وے بن رہا تھا تو چائینز کو request کی گئی کہ جی اس کو آپ کریں اس کی PC کو revise کریں اور وہ تینوں passage ہے مائی گیروں کو دیدیں اس کے ساتھ گواہ کا جو west-bay پر ہے وہاں ایک مائی گیروں کی demand یعنی کہ west-bay پر ہمیں جو ہے ایک fish harber دیں تو وہ socio economic grant one billion dollar socio economic grant گورنمنٹ پورے پاکستان کو اس دفعہ رہا تھا اس میں گواہ کی جو ہے already existing fifty bedded ground upgradation to hundred bedded. جبکہ ابھی کوئی تین چار دن پہلے میں جا کر کے breaking inauguration کے لیے انہوں نے منظور کیے جو عنقریب کام شروع ہونے والا ہے اور ان سے یہ ہم نے upgradation commitment کی ہے کہ جی آنے والے وقت میں اس ہسپتال کو آپ میڈیکل کالج کا درجہ دیں جو ملکی سطح کا ایک میڈیکل کالج ہو۔ اس کے علاوہ جو technical and vocational center State of the Art. وہاں بخوبی کیونکہ وہاں جو لوکل population ہے ان کی ہمیشہ سے ایک apprehension ہے کہ جی اگر یہ پورٹ functional ہو جائے یہاں جو allied ہندسٹریز ہیں وہ آجائیں ہمارے لوگ اس قابل equipped نہیں ہو گے کہ وہاں جا کے کام کر سکیں ان کے لئے ہم نے جو ہے socio economic grant ہے جو 84 بلین RMB میں منظور کرایا ہے جو اس

inauguration ہو چکی ہے۔ جناب اسپیکر! بیشک ہمارے معزز دوست کا تعلق اپوزیشن سے ہے لیکن ہم نے یہ بالکل یہ بات اپنے طور پر نہیں رکھا ہے جام صاحب نے بھی کہ اپوزیشن کے علاقوں میں جو کم فنڈ زدیں۔ جو فنڈ ز اپوزیشن کے حلقوں میں ان کو جو دیا ہوا تھا وہ ملے ہیں۔ اس کے علاوہ 80 سے 90 کروڑ روپے وہاں گوارڈ کو پراؤنشل PSDP سے دیے گئے ہیں۔ جس میں کلائنچ کی transmission line ہے جس میں پسندی کی جو برقرار ہے اس کی جو ایک روڈ ہے وہاں کی واٹر سپلائی ہے پچاس کروڑ کی ایک ڈیم ہے۔ اسی طرح ٹوٹل اگر ملائیں کوئی 80 سے 90 کروڑ اضافی بنتے ہیں۔ اسکے علاوہ جو ہماری old city کی uplifting تھی ہمارا وہاں جو ماسٹر پلان approve ہوا تھا پہلے ماسٹر پلان یہ تھا جو projected population تھی وہ sixty میلین تھی جو یہاں بلوچستان کے لوگوں نے یہ کہا کہ جی sixty میلین جو یہاں آجائیں تو بلوچستان کی آبادی disbalance ہو گی۔ اس گورنمنٹ نے نیا ماسٹر پلان approve کیا جس کی projected population ہے وہ دو ملین سے زیادہ نہیں ہے اور اس میں ہم نے یہ چیز ensure کر دی کہ جو old آبادی ہے جس میں شہبے اسماعیل وارڈ اور باقی ڈوری اور باقی جو area ہے ان کی جو آبادی وہ relocate نہیں ہوں اور ان کی uplifting کے لیے پراؤنشل PSDP میں ایک ارب روپے رکھا ہوا ہے 50% disburse ہوا ہے گوارڈ و پلacement اتحاری اس پر کام شروع کر دے گی۔ old city کو uplift کر کے ایک ماڈرن سٹی کے طور پر اس کو جو preserve کر دے گی تو جناب اسپیکر گوارڈ ہماری گورنمنٹ کا یہ خیال ہے ہماری گورنمنٹ کا ایک vision ہے کہ گوارڈ کی ترقی ہو گی تو وہ وہاں کے لوگوں کیلئے ہو گی بیشک وہاں کی نوکری ہو وہاں کی اور بنیادی سہولیتیں ہوں تو گورنمنٹ آف بلوچستان committed ہے وہ دے بھی رہی جو میں نے fact and figures دیے ہیں ایم پی اے صاحب ان کو P&D میں معلوم کریں باقی اداروں سے معلوم کریں چائیز سے معلوم کریں GPA سے معلوم کریں GDA سے معلوم کریں یہ سب جو on ground ہو رہا ہے۔ thank you

جناب چیئرمین: شکر یہ منظر صاحب، جی گھیران صاحب۔

میر حمل کھمتو: وہاں تو پندرہ دن تو tendering approval کیا ڈپٹی کمشنر کے through وہ بھی نہیں ملے گیا انہوں نے commitment announce کیا ڈپٹی کمشنر کے on-ground کام شروع ہو جائیگا آج ایک سال دو مہینے ہو گئے issue ہیں تو یہی تو کہہ رہا ہوں کہ جب کام کا وقت ہے وہ نہیں ہو گا اور پچاس سال بعد ہو گا۔

جناب چیئرمین: ok. ok اس با قاعدہ سوال بھی لائے تاکہ وہ حصہ بھی بنے ریکارڈ کا۔

میر حمل کلتی: ایک پریس وے پر نہیں ہے ایک پریس وے پر کام ہورہا ہے چونکہ چائیز کی ضرورت ہے پورٹ کی ضرورت ہے جو میرے ماہی گیروں کی ضرورت ہے اس پر کام نہیں ہورہا۔ جو تین ان کے لیے گزر گا ہیں کھولنی تھیں جہاں سے انکے boats نکلیں گے اس پر نہیں ہورہا جو گودی بنانی تھی break water اس پر کام نہیں ہورہا۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! وہ جو PC-تحاوہ basically ایک پریس وے جو ہے CPEC پراجیکٹ ہے۔ وہ جو PC-تحاوہ کوئی چودہ ارب کا تھا، جب ماہی گیروں نے ڈیماڈ کیا کہ ہمیں تین passage دیدیں۔ اور ساتھ میں water break بنا دیں۔ JCC کی میٹنگ ہوئی ہے اس میں اسکی باقاعدہ منظوری ہوئی I-PC approve ہو گیا ہے ابھی کام جاری ہے ان کا بھی کام ہو جائیگا۔ ہمارے ایم پی اے صاحب تسلی رکھیں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: سردار کھیت ان صاحب مختصر بات کر لیں وقت ختم ہو چکا ہے، جی سردار کھیت ان صاحب بس۔

وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی: نماز کا ثامن ہو رہا ہے، disturb نہیں کرنا آپ لوگ مجھے شکر یہ جناب چیئرمین صاحب! میں گزارش کروں گا یہ نہیں کہ میں کسی ایک بندے کو protect کر رہا ہوں میں ایک

generally (مداخلت شور)

جناب چیئرمین: order in the House بات تو کرنے دو انہوں نے بات شروع نہیں کی آپ لوگوں نے order in the House

وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی: کسی اور way میں آپ نے جانا ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں بات شروع ہی نہیں کی ہے آپ لوگوں نے فتوے دینے شروع کیے۔ بات تو کرنے دیں کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی: یہ ethics کے سلسلے میں، ایک بلوجی روایت کے سلسلے میں، اسلامی روایت کے سلسلے میں، میں اس طریقے سے بات کر رہوں میں کسی ایک defend نہیں کر رہوں آپ پلیز مجھے سن لیں پھر گڑ بڑھو جائیں۔

وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی: جناب چیئرمین صاحب! میں کل کا جو تفصیلی فیصلہ آیا ہے کورٹ کا اس میں تھوڑی سی عرض کروں گا گزارش یہ ہے کہ، پچا آرام سے، بلوجی روایت میں قبائلی روایت میں، یہ مجھے بات کرنے دو، جملہ تم کو

کیا ہو گیا ہے۔ یار میں کیوں بولوں تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والا آرام سے بیٹھو، آپ نے جانا ہے جاؤ۔

میر اختر حسین لاغو: جناب چیئرمین کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر ملکہ خوراک و بہبود آبادی: پھر تمہارے کہنے کل کوئی قانون سازی کر کے دیکھنا زبان کر کے جا رہے ہیں تم لوگ اچھا اللہ خیر کرے آپ جائیں میں اسی امیشور بات کر رہا ہوں جو قبائلی حساب ہے، یار میں کیوں پابند ہوں آپ کا جناب چیئرمین صاحب! میں اس کو قبائلی، اسلامی اس حساب سے بات کر رہا ہوں کل جو decision آتی ہے۔

جناب چیئرمین: سردار کھستیر ان صاحب! کورم کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

وزیر ملکہ خوراک و بہبود آبادی: کورم کی آپ گھنٹیاں بجائیں میں دو لفظ کہنے لگا ہوں۔

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 23 دسمبر 2019ء بوقت دو بجے تک کے لیے مانتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05:00 جگہ 20 منٹ پر اختتم پذیر ہوا)

